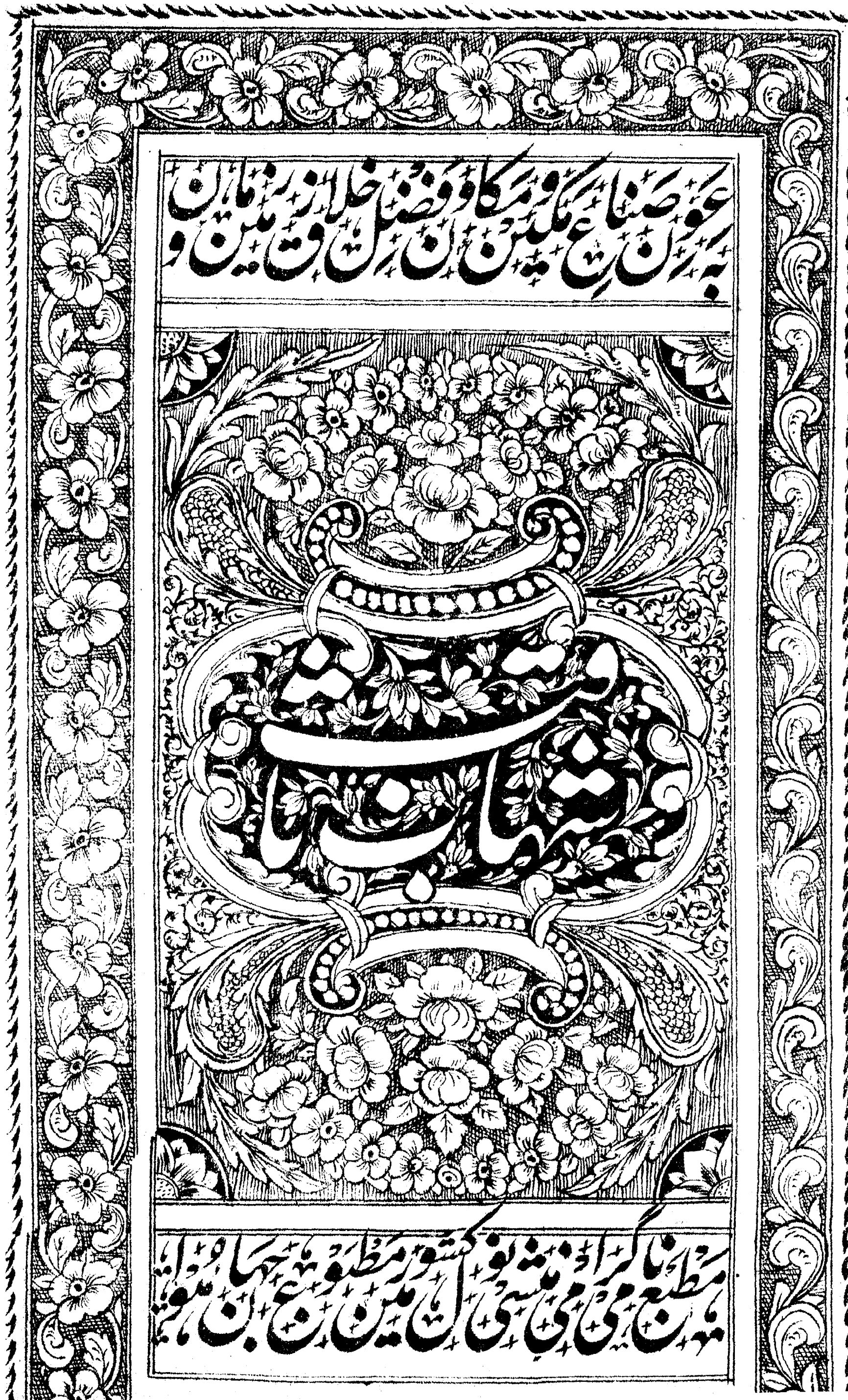
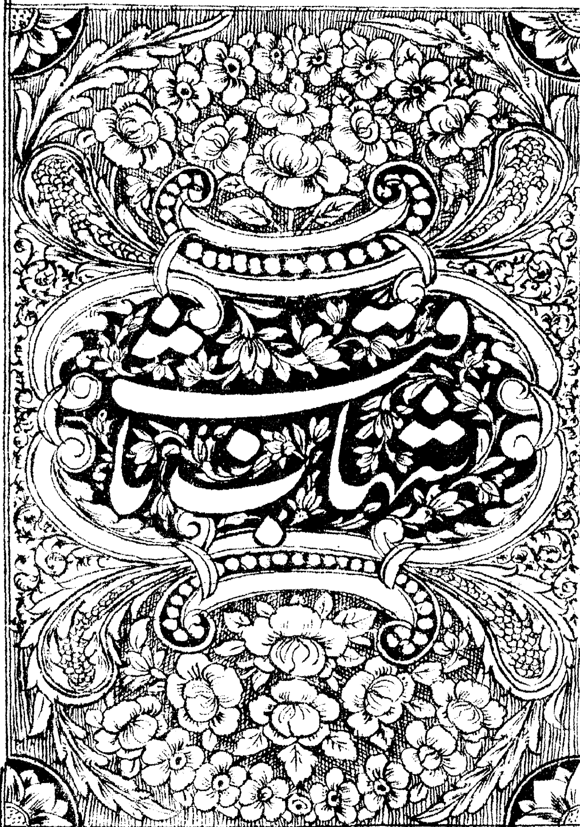
UNIVERSAL
LIBRARY

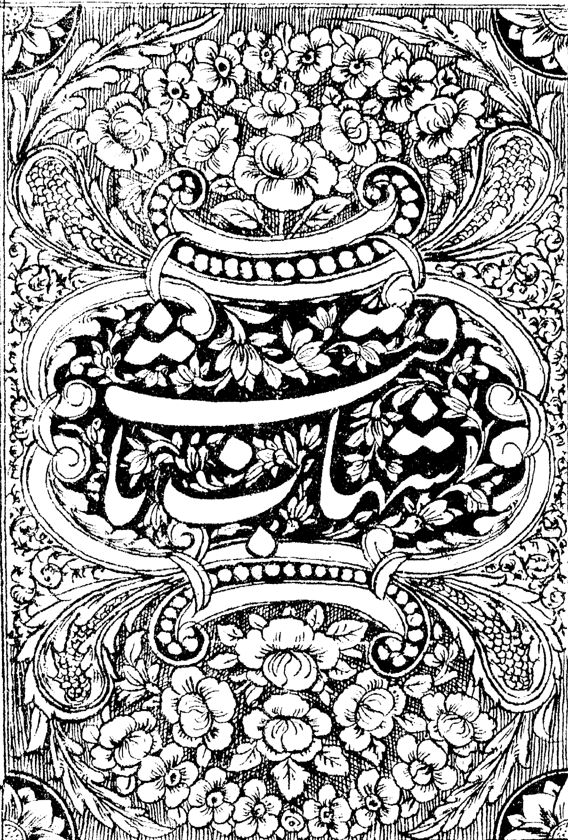

بعون صانع بیچون و مکان و فضل خلاق زمین و زمان
مطبع نامی گرامی منشی نولکشور میں مطبوع و چھاپا ہوا

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان



مطبع نامی گرامی منشی نولکشور میں مطبوع ہوا

بعون صانع ملک و مکان و بفضل خلاق زمین و زمان



مطبع نامی گرامی منشی نولکشور میں مطبوع ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

أعوذ بالله من الشيطان الرجيم ٥ بسم الله الرحمن الرحيم ٥ ولا حول
ولا قوة الا بالله العلي العظيم ٥ ونصلي على اشرف اولاد آدم لا يتمثل الشيطان
بوجهه الكريم ٥ وعلى آله وصحبه الذين يفر الشيطان من ظلالهم [illegible] ٥
اما بعد خاکسار ذرہ بی مقدار علی بخش عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ فی زماننا جناب سی ایس آئی
سید احمد خان صاحب بہادر نے تہذیب الاخلاق مین خلاف قرآن و حدیث و جمہور اہل اسلام کے
ایک تقریر جدید لکھی ہے جسمین وجود حقیقی ابلیس سے اور اکثر مضامین آیات بینات سے انکار کیا ہے اور
اوس تحریر کا نام سرگزشت آدم رکھا ہے گویا زبان آدم خیالی سے تفسیر آیات قرآنی کے بیان کی گئی
ہے اور حتی المقدور بہت فکر کی ہے جس سے معنی مجازی تمام آیات کے قرار پا سکین اور بعد
شہرت اوس تحریر کے مولوی سید مہدی علی صاحب بہادر نے یہ لکھا کہ وجود سے ہمیشہ
وجود جسمانی خارجی ہی مراد نہین ہوتا پس وجود جسمانی شیطان کا انکار کرنا بڑی غلطی اور نادانی ہے
میرے نزدیک اون لوگون کی دلیلین جو کہ شیطان کو وجود خارجی سے منکر ہین ناقص ہین اور مین [illegible]

مخالف ہون اور اونکی سمجھ اور فہم کی غلطی پر افسوس کرتا ہون اسلیے قول اور محمول کرنا اوسکو
امور باطنی پر اور صرف کرنا اون لفظون کا اوسکے ظواہر سے اور بیان کرنا اوسکی حقیقت و معنا
بہی صراحتا غلط تاویل ہے پس ایسی تاویل بدعت ہے اور یہ اشعار فرقہ باطنیہ کا ہے اگر ایسی
تاویل نصوص صریحہ کی کیجاوے تو بالکل اعتبار ظاہر شریعت سے اوٹھ جاوے اور عقائد
اسلامیہ یونانی حکیمون کے مسئلے اور شریعت محمدیہ عیسائیون کی سی شریعت ہوجاوے
کہ ظاہر پر کوئی چیز باقی نہ رہے ہر چیز سے مراد روحانیت اور حقیقت باطنی اوسکی لی جاوے
حالانکہ یہ بالکل مخالف شریعت محمدیہ کے ہے انتہی مختصرا اس تحریر کو دیکھکر جناب
سی الیس آئی صاحب بہادر نے پھر اصرار اپنے ہی خیالات پر کیکے تقریر کو بڑہا دیا اور آپ
دوست کو کشان کشان اپنی طرف بولایا غنیمت نہ سمجھے کہ مولوی سید مہدی علی صاحب
نے حضرت کو الزام کفر سے بچایا گو بدعتی اور نادان ٹہرایا اور انکے عقیدے کو مخالف
شرع محمدی اور مماثل ملت عیسوی بتایا اگرچہ از دوست ہیں سید شکوت اب میرا ارادہ
ہے کہ میں بہی ثابت کردون کہ تفسیر بالرائے جناب سی الیس آئی بہادر کی محض غلط ہے اور
خیالات اوسکے باطل ہیں لہذا اسکے خلاصہ تقریر جناب ممدوح کا لکہتا ہون وہی ہذہ
آدم خیالی سے جناب سید احمد خان صاحب نے سوال کیا کہ تم کون ہو اور تمہارا کیا نام
جواب دیا کہ یہ تو میں نہیں جانتا کہ میں کون ہون مگر میرا نام آدم ہے میں تمیز کیا کرتا تہا
مین نے اپنے تئین اسی دنیا مین پایا گو یہ نہ جانا کہ کس طرح بنا اور کسنے بنایا میں نے اور بہی
بہت سے چرند اور پرند کیڑے مکوڑے دنیا میں دیکہے میں سمجہا کہ جس طرح وہ بنے ہونگے
اوسی طرح میں بہی بنا ہونگا مگر دل گہبراتا تہا ایک دن میں نے اپنے پہلو کے پاس ایک اپنی ہی
صورت کی چیز دیکہی ہم دونون ایک دوسرے کو دیکہکر خوش ہونے لگے میں نے پوچہا تو
تم کون ہو اور تمہارا کیا نام ہے وہ بولی بہائی یہ تو میں نہیں جانتی کہ میں کون ہون جو
تم ہو وہی میں ہون مگر میرا نام حوا ہے میں بہت خوش ہوا اور تالیان بجا کر خوب اوچہلا کودا
اور اوپر کو دیکہکر ایک بڑی ہستی اور بڑے قادر مطلق کا خیال کرکے خوب گیت گانے لگے
اور نہایت ذوق شوق میں یون چلایا اوداری اوداری اوداری اوداری وہ جو ہے اری

وہ جو بہی تہی وہ جو بہکاتی وہ جو بہکاتی وہ جو تو ہے اری وہ جو تو ہے میرے شکنجے اوس انجان کار
خدا نے میرا شکار لیا اب تم اوسی برکت کی پہل پہول ہوس وادا جان یہ تو تمنے حال کی کہی ہم تو اوسکے
پہلے کی پوچھتے ہین آج میری پیاری وہ تو ہمارے ہوش اور تمیز سے پہلے کی بات ہے
مین بہی زمین سے پیدا ہوا رفتہ رفتہ مجکو یہ صورت ملی ہے جب مین زمین سے نکلا تہا تو بال سے
بہی باریک اور رائی کے دانہ سے بہی چہوٹا ہونگا تہا اور اوسی مین حسن و جمال عقل و کمال سب
چہپا تہا جیسے بیج مین درخت کی تمام پہل پہول ٹہنی پتی چہپی ہوتی ہین یہ اوسکی قدرت ہی کہ اپنی تقدیر و
کمال سے ایسا ضعیف و ناچیز فرشتون پر فوق لیجاتا ہے اور اپنے آپ ہی سے اپنے صانع کو
پہچانتا ہے تمام قوتین حیوانی اور انسانی ملکی و شیطانی اوسی مین تہین اور سب اوسکی فرمانبردار
تہین جس کام پر وہ مامور تہین اوسکو کرہی تہین اور اپنے کام مین ذرا سی بہی خطا نہین
کرتی تہین مگر ایک قوت نہایت قوی اور سرکش تہی وہ میری کوئی خدمت نہین کرتی تہی
بلکہ ہر طرح کے جذبات کو جو غصہ اور غضب اور بغض و کینہ و عداوت و خون ریزی چوری
و زناکاری کے منشا ہین تحریک دیتی تہی مین نے جان لیا کہ وہ میری دشمن ہے اوسی پر فتح
پانے کا ارادہ ہے مگر وہ بہی جتاتی تہی کہ مین تیری دشمنی کبہی نہین چہوڑونگی وہ قوت اگرچہ دشمن
تہی لیکن اگر وہ نہوتی تو ایک اور چیز ہم مین نہوتی کمال و وبال انسانی کی باعث ہے اسی
سبب سے وہ قوت کبہی دشمن اور کبہی دوست سمجہ مین آتی تہی مگر میری اطاعت مین کبہی تہی خدا نے
مجکو ایک جگہ ڈال دیا جہان نہ مجکو بہوک تہی نہ پیاس نہ دہوپ کی گرمی لگتی تہی نہ کپڑا پہننے کی
حاجت ہوتی تہی سب تمام قوتین جو مجہہ مین تہین میرے کام مین آتی تہین لیکن ایک قوت مجہہ مین
تہی مگر میرے کام مین نہ تہی نہ مین اوسکو کام مین لاتا تہا جب مین بڑا ہوا اور سن تمیز کو پہونچا
تو اوسی دشمن قوت نے مجکو بتایا کہ اس سے بہی کام لے کیونکہ وہ جانتی تہی کہ جب مین اوس سے
کام لونگا تب ہی مصیبت مین پہنسونگا مگر اوسی قوت سے کام لینا کمال کا بہی سبب تہا اسلیے
اوس دشمن قوت نے بہکایا کہ اگر اوس سے کام لیگا تو فرشتہ ہو جائیگا اور کبہی فنا نہوگا مین اوسکو
کام مین لایا اور اوسی وقت میرے عیب مجہپر کہل گئے مین نے جانا کہ مین تو نہایت ناچیز
ہستی ہون بیشک مجہہ مین فرشتہ ہونے اور ہمیشہ رہنے کی قوت ہے مگر اوسکے ساتہ بڑا نوبی

دشمن بھی لگا ہوا ہے اوسی سے بچنا نہایت مشکل ہے مین اپنے عیبون کے چھپانے کی فکر مین
پڑا اور خدا نے للکارا کہ خبردار اب تو اپنا آپ مالک ہوا دوست دشمن سے واقف ہوا جبتک
زمین پر رہنا ہے نیک و بد سمجھہ اور اپنا کام کر ۔ پھر مین سمجھا کہ خدا کی نشانیان اور جو انہین ہمارے
ساتھ مین اونہین کو سمجھو اور ہدایت پر چلو مگر سمجھہ مین نہ آتا تھا کہ گذشتہ بدی کا کیا علاج ہو بعد
غور کے سمجھا کہ جو چیز مجھہ مین ٹیڑھی ہوگئی ہے اوسی کا سیدہا کرنا اوسکا علاج ہے تب مین نے
خدا سے کہا ربنا ظلمنا انفسنا الاتیہ ۔ پھر تو خدا نے مجھکو اپنا نائب کر دیا اور فرشتون ہی مجالی رہے
۔ اور تمہارے اور تمام دنیا کے سمجھہ مین آجانے کے لائق تو اسی بات کو موسے اور محمد نے
بہت اچھی تمثیل سے بتایا ہے ۔ اونہین ملکی قوی کا نام فرشتہ کہا ہے اور اوس دشمن بدی کی
قوت کا نام شیطان اور اوس قوت کا نام جو مجھہ مین تھی پر میرے کام مین نہ تھی درخت اور اوس وقت
یا حالت کا نام جب مین اوسکو کام مین لانیکے لائق ہوا اوس درخت کا مزہ چکھنا رکہا ہے
چنانچہ قصہ اکل شجر ممنوعہ کا اور بہشت سے آدم و حوا کا نکالا جانا بیان کر کے فرمایا ہے کہ پھر خدا نے
آدم کو زمین پر اپنا نائب بنایا ۔ فرشتون نے کہا کہ کیا ایسے شخص کو زمین کی نیابت دیگا جو
اوسمین فساد کرے اور خون بہاوے اور ہم تو تیری پاکیزگی سے تجکو یاد کرتے ہین خدا نے کہا
کہ ہان مین سب کچھ جانتا ہون جو مین جانتا ہون تم نہین جانتے ۔ پھر خدا نے آدم کو سب چیزون کے
نام بتائے اور فرشتے نہ بتا سکے آدم نے سب بتا دئے یعنی آپ نے یہ کیا فرمایا کہ خدا نے
آدم و حوا کو پہلے پیدا کیا پھر انکو اس صورت پر جواب ہی بتایا آج ہی نیا تم نے قرآن پڑہا ہے
اوسمین تو صاف لکہا ہے کہ لقد خلقناکم ثم صورناکم ۔ اصل یہ ہے کہ انسان نطفہ مین نہایت باریک بھنگے
کے مانند پیدا ہوتا ہے پھر اوسکی صورت بنتی ہے بس جب قوی ہم مین موجود تھے اونمین سے
خدا نے کسی کو فرشتہ کسی کو شیطان بنایا کیا وہ ہم سے علیحدہ دوسری چیز مین نہین ہیں انسان
عجیب مختلف قوتون سے بنا ہوا ہے کیا وصف مرکب ہو سکے پر ایک قوت جدا جدا کام کرتی
ہے مگر تمہاری سمجھہ مین نہ آیا ۔ جب اس زمانہ مین بھی تم اوسکو نہ سمجھہ سکے تو موسی کے اور
اوس سے پہلے کے زمانہ مین کون سمجھہ سکتا تھا اسلیے خدا نے اس مطلب کو ایسی لفظون مین
بیان کیا کہ سینا کے جنگل مین پھرنے والون اور عرب کے ریگستان کے رہنے والون سے

لیکر سقراط اور بقراط کے درجون تک کے لوگ سمجھ لیتے ہیں ۔ مرکب چیز جب متعدد چیزون سے
ملتی ہے تو ایک قسم کا خاص مزاج پیدا ہوجاتا ہے مثلاً بہت سی گرم وسرد و خشک و تر دوا اون سے
ملکر ایک معجون بناؤ تو ایک دوا کا بھی مزاج اپنی حالت اصلی پر نہین رہتا ہے ۔ مگر انسان
ایک عجیب معجون مرکب ہے اگرچہ یہ سب قوی آپسمین ملی ہوئی ہین جیسے دودہ مین پانی
اوسپر بھی سب اپنا اپنا جدا جدا کام کر رہی ہین پس اس ترکیب انسانی کو سمجھانے کے لیے
تمام نبیون نے تمثیلی زبان اختیار کی اور جس طرح کہ ان قوی کے جدا جدا کام تھے اسی طرح
اونکو بیان کیا گویا وہ الگ الگ ایک دوسرے کے مقابل جدا جدا چیزین ہین سعد دادا جان
یہ بات تو ہماری سمجھ مین بالکل آگئی اور اس بیان سے ایک اور عقدہ حل ہو گیا کہ بعض
روایتون مین جو یہ بیان ہوا ہے کہ رحم مین فرشتہ انسان کی صورت بناتا ہے اس سے
بھی یہی قوت مصورہ مراد ہے جو خدا نے اوسمین رکہی ہے مگر یہ بتا دیجیے کہ اون ملکی قوی
سجدہ کرنے اور ایک قوت کی سرکشی کرنے سے کیا مطلب ہے ج بیٹا یہ تو بہت صاف
بات ہے تم خود اپنے آپ ہی کو دیکھو تمام قوتین جس جس مطلب کے لیے تمہارے مین پیدا
ہوئی ہین سب تمہارے تابع ہین جسوقت تم کسی ایسے قوت کو تحریک دینا چاہتے ہو جو نیکی
کی مخرج ہی فی الفور تحریک مین آتی ہے اور تم سے نیکی ظہور مین آتی ہے اور صاف ثابت
ہوتا ہے کہ وہ تمام قوی جو اون چیزون کے منشا ہین تمکو سجدہ کر رہی ہین یعنے تمہاری مطیع
و فرمانبردار ہین برخلاف اسکے اوس قوت کو دیکھو جو بدی اور گناہ کا مخرج ہے تم اون افعال
کو جو اوس سے پیدا ہوتے ہین برا جانتے ہو اور اونکے نکرنیکا ارادہ بھی کرتے ہو اور پھر کرتے ہی جاتے ہو
اہ وہ قوت سرکش کیسی نافرمانبردار ہے س قال فبما اغویتنی الاٰیہ سی کیا مراد ہے کیا خدا شیطان
کا شیطان تہا ج اسمین اشارہ ہے کہ وہ قوت سرکش خود خدا نے بنائی ہے اور اوس سرکشی
کی قوہ خود خدا نے اوسمین رکہی ہی اوسکا بیکانا ہی مگر انسان مین خدا نے ایسے قوی بہی رکھے ہین
جو اوسکو مطیع کر سکتے ہین اور یہی حکم دینا ہے کہ آدم کو سجدہ کرو پھر یون کہا کہ اوسنے سرکشی کی اور
خدا کا حکم نمانا یعنے وہ قوت ایسی سرکش ہے کہ مطیع ہو ہی نہین سکتی اور یہی نافرمانی ہے اور مین
بہی شل تمہارے جائز الخطا ہون جسقدر مجکو دی آتی ہے اوسمین غلطی نہین ہوتی ہے یہ سبب

باتین ہین سنے وحی سے نہین کہی ہین بلکہ خود اسنے ہین اور تم ہین دیکہکر کہی ہین سن شیطان کو آگ
سے پیدا کرنیکے کیا معنی ہین ج تمام قویٰ پہر جسمین وہ سرکش قوت بہی داخل تہی فرشتون کا اطلاق
کیا گیا ہے اور ایک قوت کا سرکش ہونا اوس سے مراد فرشتون سے علیحدہ ہے اور ہر دو مرتبہ
ہے اور تمہارے قویٰ کی ترکیب مین ایک قسم کی حرارت ہے جسکو حرارت غریزی کہتے ہین
اوس تمام حرارت کا سر جوش وہ قوت سرکش ہے پس وہ سب سے اوپر ہے باقی قوتین اوس سے
نیچے ہین یہ معنی ہین خلقتنی من نار وخلقتہ من طین سکے مولوی صاحب کے روٹی پکانے کے
چولہے کی آگ سے شیطان نہین بنا ہے سن جس درخت کے کہانے سے خدا نے منع کیا تہا
وہ کیا قوت تہی اور اوسکا کہانا یا استعمال مین لانا کیا حالت تہی ج بیٹا وہ قوت عقل و علم ہے کیونکہ
علم کے لیے عقل کا ہونا ہی لازم ہے اور جب انسان اوس حد کو پہونچتا ہے کہ اوس قوت کو استعمال
مین لانیکے قابل ہو جاوے اوسکا نام انبیا کی زبان مین شجر ممنوعہ کا کہانا ہے اور زبان شرع مین
مکلف ہونا اور زبان حکما مین بالغ ہونا ہے سن دادا جان یہان تو بڑی مشکل پیش آئی اسلیے
کہ انسان کا چہوٹے سے بڑا ہوتا اور عقل و تمیز کی حالت تک پہونچنا ایک ضروری اور لازمی
بات ہے اگر انسان زندہ ہے تو خواہ نخواہ اوس حالت تک پہونچتا ہے پہر خدا کا اوس درخت کے
کہانے سے منع کرنیکا اور انسان کا اوسکے کہا لینے کا اور خدا کی نافرمانی کر کر گنہگار ہونیکا کیا مطلب
ہے ج جو تمنے کہا سچ ہے مگر اس مقام پر ایک نہایت مشکل مسئلہ جبر اور قدر کا نہایت خوبی
اور سہل تمثیل سے حل کیا گیا ہے بعضے لوگ کہتے ہین کہ انسان بالکل مجبور ہے اوسکو وہی
باتین کرنی پڑتی ہین جو اوسکے لیے مقرر ہو چکی ہین اور بعضے خیال کرتے ہین کہ وہ خود مختار
ہے اور اپنے تمام افعال پر قادر ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے بعضے کہتے ہین کہ نہ مجبور ہی نہ قادر
ہے بین الجبر والاختیار ہے جیسے ایک مچہلی والے نے ایک بادشاہ کو مچہلی نذر کرتے وقت اس
خیال سے کہ بادشاہ اوسکا جوڑا نہ مانگے کہا تہا کہ یہ مچہلی مخنث ہے اس مقام پر خدا تعالیٰ کو یہ بات
بتلانی تہی کہ جو قویٰ انسان کو دی گئی ہین وہ خود اوسکا مالک مختار ہے اور اونسبکو خود کام مین
لا سکتا ہے پس خدا کے منع کرنے اور انسان کا اوسکے کہا لینے سے انسان کا اون قویٰ پر
جو اوسکو دیے گئے ہین قادر ہونا اور اونکا استعمال کی خود قدرت رکہنا بتایا گیا ہے اور جو کہ اوسپر

حالت تک پہونچنا اور عقل و تمیز حاصل کرنا انسان پر گناہ ہونیکا سبب ہے اسلیے خدا نے فرمادیا کہ
اوس حالت پر پہونچنے کے بعد آدم گنہ گار ہوا — السعید من سعد فی بطن امہ والشقی من شقی فی
بطن امہ نہایت صحیح اور سچا قول ہے جو کچھ اسوقت تم انسان کی حالت دیکھتے ہو اچھی یا بری نہایت
کہ نبیون کی نبوت اور عابدون کی عبادت زاہدونکا زہد معشوقون کا حسن عاشقون کا عشق شاعرون
کی شاعری فاسقونکا فسق کافرونکا کفر یہ سب وہ اپنے مان کے پیٹ مین سے لیکر نکلے ہین پس
نبی کو نبوت اور زاہدون کو زہد اور فاسقون کو فسق اور کافرونکو کفر لازمی اور ضروری ہے
کیے ہوئے رہ ہی نہین سکتا جو شخص جو کچھ اپنی مان کے پیٹ سے لایا ہے وہ ادمی کو کانا ہے
انبیا یون فرماتے ہین انا نبی و آدم بین الماء والطین شعرا یون کہتے ہین انا سعید و
آدم بین الماء والطین اشقیا کا یہ قول ہے کہ انا شقی و آدم بین الماء والطین اور ہمارا
یہ قول ہے کہ انا احمد و آدم بین الماء والطین — مگر نہ عابد کی نجات عبادت پر ہے اور نہ فاسق
کی درکات اوسکے فسق پر انسان کی نجات صرف اسپر ہے کہ جو قوی خدا تعالی نے اوسمین
رکھے ہین اور جسقدر رکھے ہین اون سبکو بقدر اپنی طاقت کے کام مین لاتا رہے اگر قوا
بہیمیہ سبعیہ غالب [illegible] کمزور قوی کو بیکار نہ چھوڑے اونکو بھی کام مین لاتا رہے کہ
یہی اون گناہون کا علاج ہے جسکو توبہ اور کفارہ کہتے ہین پس واہ جان خدا کا شکر ہے
کہ ہم بھی ان حقائق و معارف کا بیان آپ کی زبان سے سنا اپنے مان کے پیٹ سے لیکر
نکلے تھے مگر چہ تو فرماتے کہ آدم کا زمین پر نائب کرنا اور فرشتونکا تکرار کرنا اور خدا کا آدم کو سب چیزونکا
اسم سکہا [illegible] سچ ہے [illegible] موجود ہے انسان موجود ہے دیکھ لو کہ خدا کی نیابت کسکو
سکتی ہے فرشتے کیسی تکرار یہ تو فقط بیانات کی قسم سے بیان ہے قوی جسقدر کہ ہین ہمیشہ وہی
کام کرتے ہین جسکے لیے وہ مخلوق ہین لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون
مگر انسان ہی ایسی مخلوق ہے کہ وہ نیکی بھی کرسکتا ہے اور بدی بھی پس خدا نے اس مقام
انسان کی حقیقت بیان کردی کہ ایسی سخت گناہون کے کرنے پر قادر ہے مگر وہی کو
تمسک [illegible] تکرار [illegible] مگر وہ قابل تعلیم ہے اور اوسکی غلطیان اصلاح کے قابل ہین اور
اسیلیے اعلی درجہ تک ترقی کرسکتا ہے جہان فرشتون کا بھی مقدور نہین کیونکہ اون مین جو بات ہی

اوس سے زیادہ ترقی کی توقع نہین ہو سکتی سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا کیونکہ خدا نے آدم کو تمام
چیزون کے نام اس طرح نہین سکھائے تھے جس طرح اتالیق بچے کو سکھاتی ہے بلکہ تمام چیزونکا
سکھانا وہ ملکہ علم انسان مین ودیعت کرنا ہے اور اسی سے مراد ہے و علم آدم الاسماء کلہا
مگر خدا نے انسان کو حقیقت اشیا کچھ نہین بتائی صرف اسماء بتائی ہین نہ حقائق اسیواسطے
لفظ اسماء کا فرمایا ہے۔ اور خدا نے جو قصہ آدم کا بیان کیا ہے وہ اصلی حالت فطرت انسانی
کا بیان ہے جسکو اس زمانہ کے حکما نیچر کہتے ہین خود انسان کی فطرت زبان حال سے بیان
کیا ہے پس تمام عبادت اور تمام شکر اور تمام انسانیت یہی ہے کہ انسان اپنے تمام قویٰ کو جو خدا نے
اوسکو دیئے ہین کام مین لاتا ہے اور اسطرح ہر ایک کام مین لانا صانع کی مرضی ہے اور اوس
مرضی کی انسان پر ظاہر ہونیکا خدا تعالیٰ نے ان لفظون سے وعدہ کیا ہے اهبطوا منها جميعا
فاما یاتینکم منی هدی فمن تبع هداي فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون والذين كفروا
وكذبوا بآياتنا اولئك اصحاب النار هم فيها خالدون انتهی محصلا و مختصرا مضمون خط
مصنف بنام سید مہدی علی صاحب سے جسکے پیارے مہدی یہ خیال
کرو کہ قرآن شریف مین شیطان کا لفظ آیا ہے مگر اوسکی حقیقت و ماہیت کچھ بیان نہین
ہوتی۔ البتہ ہم اوسکے کچھ صفات قرآن مجید اور بعض احادیث سے پاتے ہین جن سے صفت
اوسکی جو بمنزلہ اثبات کے ہے اور جس سے گویا اوسکی حقیقت یا ماہیت پائی جاتی ہے
وہ یہ ہے کہ وہ صرف معنوی آدمی نہین تھا کیونکہ انما ہے معنوی للانسان سے علی العموم ہے
کما قال اللہ تبارک و تعالیٰ قال اهبطا منها جميعا بعضكم لبعض عدو اور یہ کہ وہ ہمارے بدن مین
ہمارے خون کے ساتھ پھرتا ہے کما روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشیطان
یجری من الانسان مجری الدم اور یہ کہ وہ ہم مین اور ہماری نماز مین رخنہ نماز کا وجود
موجود فی الخارج ہے یا نہین جیسا کہ حدیث کما روی عنہ صلعم ان الشیطان حائل بینی
و بین صلاتی پس یہی اوصاف ہین ان بزرگ ذات کے ہین جو ہمکو شارع نے بتائے
ہین اور واسطے مراد لینے وجود مستقل کے ثبوت قطعی اور واقعی ہی چاہیے کیونکہ صرف نام سے
وجود خارجی ثابت ہو سکیگا۔ اب ان صفات شیطان کو ہم پاتے ہین ایک خدا اور بیچ بیچ

اور

بتلاتے ہین ہم اپنے مین اثر توپاتے ہین مگر کسی وجود خارجی کو محسوس نہین پاتے بلکہ
معلوم ہوتا ہے کہ ہم مین ایک قوت ہے جو ہمکو سیدہے رستے سے پہیرتی ہے شیطان سمجھکر
اوسکی ڈاڑہی پکڑ لیتے ہین اور زور سے طمانچہ مارتے ہین مگر جب آنکہ کہلتی ہے تو اپنی ہی
سفید ڈاڑہی اپنے ہاتہ مین اور اپنا ہی گال لال دیکھتے ہین۔ کتاب وسنت سے وجود
خارجی کا ثبوت نہین ہوتا ہے انتہی مختصرا خط ثانی مصنف بنام مولوی مہدی علیخان صاحب
میرے پیارے مہدی ... مین ہمیشہ آپکو کہا کرتا ہون کہ جو اب اثر منتشر فی طریقہ تعلیم کا انسان کے
دل اور طبیعت پر ہوتا ہے اوس سے آپ کبھی ایمن نہین آپ سمجھے ہین کہ نبی آخر الزمان
صلعم کو ایسی مشق مین کیا حکمت تہی یہی حکمت تہی کہ نیچرل فیض جو اندرونی چشمون کا
جاری رہتا ہے اوسکو کوئی بیرونی چیز مزاحم نہو اور جو کچہ باہر نکلے خالص اسی سے ہو
بس آپ نیچر کے سرچشمہ کے جاری رکھنے پر متوجہ رہا کرین اور جس علم کی نسبت یہ کہا گیا
ہے کہ العلم حجاب الاکبر اوسکے پیرو ہرگز نہووین مجہے یقین ہے کہ آپکا دل یہ بات
کہتا ہوگا کہ لفظ شیطان سے اگر کوئی وجود خارج از انسان مراد لیا جاوے تو ضرور قرآن مجید کو
نعوذ باللہ غلط یا خلاف واقع ماننا پڑیگا کیونکہ حقیقت مین کوئی وجود خارجی مغوی الانسان
موجود نہین ہے جو لوگ وجود خارجی کا دعوے کرتے ہین اوسکا اثبات اونکے ذمہ ہے
منکر کی دلیل کو ناقص کہدینا کافی نہین ہے۔ اور پہلی قسم اسد قرآن مجید مین لفظ
قال کا بہ نسبت خدا اور فرشتون اور شیطان کے آیا ہے کوئی نہین کہ سکتا کہ تینون جگہ
لفظ قال اپنے حقیقی معنون مین مستعمل ہے کیونکہ خدا کے قول کو مثل اقوال انسان مرکب صوت
والفاظ سے کوئی یقین نہین کرسکتا اور غالبا اقوال فرشتگان وشیطان کے بہی اس قسم کے
نہونگے۔ پس بجبر ترک کرنے معنی حقیقی کے جو کچہ آدم وشیطان وفرشتون کی نسبت بیان
ہوا ہی وہ قصہ وحکایت نرہیگا بلکہ صرف حال رہ جائیگا وما ہو الا ما الہمنی ربی پہر لفظ شجر کا بہی
کیا حقیقت مین وہ للو مالی اور کلو کسان کا بویا ہوا تہا جب حقیقی معنی مراد نہین ہین تو وہ ایک
تمثیل رہ جائیگی ما ہو الا ما الہمنی ربی کیا سچ مچ آپ یہ یقین کرتے ہین کہ لفظ فبدت لہما
سوآتہما سے حضرت آدم کی وہ چیز گول گول اور لمبی لمبی دکہائی دینے لگی یا حضرت حوا کی

شرمگاہ ۔ کسقدر رنج و غم کی بات ہے کہ آپ سا آدمی جو مہدی الزمان ہو مفسرون اور ترجمہ نویسونکی
ایسی بلادت کی پیروی کیا کرے ۔ کیا لفظ سوءۃ کے او معنی عرب کے زبان مین نہین فی القاموس
السوءۃ الفرج والفاحشۃ والخلۃ القبیحۃ ۔ زوال حرمت فی التفسیر الکبیر یرید العورۃ کنایۃ عن سقوط الحرمۃ
وزوال الجاہ والمعنی ان غرضہ من القاء تلک الوسوسۃ الی آدم و ذہاب منصب لہ اور کیا یہ لفظا ور معنون
مین مستعمل نہین ہوتا ہے اسی سورہ مین آیا ہے ۔ یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری
سوآتکم وریشا ولباس التقوی ذلک خیر ذلک من آیات اللہ لعلہم یذکرون
یا بنی آدم لا یفتننکم الشیطان کما اخرج ابویکم من الجنۃ ینزع عنہما لباسہما ای لباس التقوی
بدلیل قولہ تعالی ولباس التقوی ذلک خیر لیریہما سوآتہما (ای الخلۃ القبیحۃ التی کانت مستورۃ فیہما)
انہ یراکم ہو وقبیلہ من حیث لا ترونہم انا جعلنا الشیاطین اولیاء للذین لا یؤمنون
ان سب آیتون مین تشبیہ استعارہ ہے یعنی حقیقی مراد نہین ہین جیسا کہ اور علماء نے تسلیم کیا ہے
وما ہو الا ما الہمنی ربی بھائی مہدی انصاف کرو کہ اگر قرآن کے پڑھنے سے لئے جاوین کہ جب آدم و
حوا نے گیہون کے درخت کا پھل کھایا تو انکو اعضاء مخصوصہ دکھائی دینے لگے تو یہ بیہودہ کہنا ہوگا کہ نعوذ باللہ
عالم بالا معلوم ہوتا ہے شہوت کو بھڑکا ہوا لئے ہی نہین آتے جہان خدا ہی ۔ کیا گیہون کا کھانا اور
کہا اعضاء مخصوصہ کا دکھائی دینا اور کیا تمہارا دل یقین کرتا ہے کہ خدا مین اور فرشتون مین ایسی
تکرار اور مناظرہ ہوا ہو جیسا کہ الفاظ ظاہری سے سمجھا جاتا ہے پس اگر یہی معنی ہون تو خدا مین اور
فرشتون مین خدائی اور بندگی کا ہمیشہ جھگڑا رہا ہوگا تو ہم مین ہوتی اگر یہ سچ ہو تو ہمکو اپنے نوکرون
کی شکایت نہین رہیگی کیونکہ خدا کے نوکر ہمارے نوکرون سے زیادہ بڑھے ہین اور جب زیادہ
حقیقت جنت و آدم و اکل درخت و سجدہ ملائکہ وغیرہ کے بیان نہین کیے گئے تو پھر آیات کو
نصوص کہنا نہ چاہیے سب مضامین یہ ہین روحانی تربیت حاصل کرنی ہے جسطرح
شیطان کا وجود خارجی کوئی شخص خیال کرکے ایک لمبی سینگ مثل شیطان کی دم کی ایک لاحول
پڑہی اوسیطرح ایک دانا نیچرلسٹ اوس حقیقت کو خیال کرکے سمجھے کہ وہ سب نیچر انسان کا
بیان ہے جو تمثیلی زبان مین بیان ہوا ہے دونون کو قرآن سے وہی نتیجہ روحانی برابر ملیگا
اگر اسکا نام بدعت ہے تو ہدایت کسکا نام ہے علماء سابقین نے مصلحتاً یہ اسرار ظاہر نہین کیے

اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ حقایق اشیا روز بروز معلوم ہوتے جاتے ہیں لا ادری کہدینا کافی نہیں
ہے اب کسی قوت کے وقت تیسر اخط آ نکو عیسائیون کی گردن مروڑی مرغی کی نسبت لکھو نگا
انتہی مختصراً و محصلاً اقول وباللہ التوفیق جناب اوتر ثانی نیچرل اسٹ لا ثانی نے خوب
ہے تفسیر جدید قرآن شریف کے وہم وخیال سے ایجاد کی جسکی سند کسی حدیث سے ملتی
ہے نہ جمہور امت مرحومہ کے موافق ہے نہ علم حکمت سے مطابق ہے نہ محاورہ اہل لسان
و کتب لغت سے نشان ملتا ہے کچھ ثبوت نہیں کہ قوت شیطانی کس قوت کا نام ہے
حالانکہ جسقدر قوی ہیں سب جا دم نفس انسان ہیں نہ کوئی سرکشی اور دشمنی کرتی ہے بعض
وسوسہ و عداوت روح کسی قوت کا کام ہے جب تک جدا ایک قوت مخترعہ کا ثبوت
سرے سے تمام خیالات باطل ٹہر جاینگے۔ اگرچہ معنی مصطلحہ شرعیہ ہیں تو کوئی سند پیش کیجیے
مگر یہان ایجاد حضور کا کچہ علاج نہیں قیاس فی اللغت ہی ہونے لگا۔ اور جب منطوق آیات
قرانی و احادیث رسول ربانی او ظاہر الفاظ و سیاق و سباق و تبادر اذہان و طریقہ نظم کلام ہمارے
مواقف ہے تو ہیے یہ کہنا کہ وجود خارجی ابلیس کا ثبوت پیش کرو عجیب بات ہے ہم بھی حلقہ
مان لینگے اور آپکی شہادت کا جواب کتاب و سنت سے دینگے مگر یہی خیال رہے کہ آپ صرف
واقع نہیں ہیں بلکہ اسقدر دعوی ہیں خود ہی مدعی ہیں کہ ملائکہ سے مراد قوائے انسانی ہیں اور ابلیس
نام ہے ایک قوت کا جو روح سے عداوت رکھتی ہے اور جسکا صرف اغوای انسان ہی کام ہو
اور وہ اطاعت آدم سے ہمیشہ باہر ہے اور سجدہ نام ہے اطاعت قوت کا اور سرکشی نام ہے
انکار سجدہ کا وغیر ذالک من الاوہام۔ اور تم آپ کے ایجاد کو محض باطل اور تفسیر بالرای اور
انکار نصوص کا بیان کرتے ہیں تو اپنے دعوے پر آپکو بھی کوئی برہان پیش کرنے چاہیے ورنہ محض
تحکم و مکابرہ و بیفائدہ ہے اور یہ بھی ارشاد ہو کہ یہ قاعدہ کلیہ کہان سے نکالا ہے کہ جس چیز کو
آپ حواس ظاہری سے معلوم نہ کرسکیں وہ معدوم اور وجود خارجی سے محروم ہوتی ہے آخر ملائکہ
اور جن کا وجود خارجی انکار کے لایق نہیں ہے وہ کب آپکو محسوس ہوتے ہیں ۔۔۔ اور تبیین الکلام
کے صفحہ ۱۵ میں سدرۃ المنتہی کا وجود قول سے قاضی عیاض کے (قال القاضی ان
سدرۃ المنتہی فی الارض) اور حدیث معراج سے قایم کرکے مطابقت توریت سے کی ہے

بلکہ

بلکہ دو نہرین چھوٹی دو بڑی اوسکی جڑ مین سے جاری ہوئی ہی تسلیم کی ہین اگر وہ آپ کی سند مطابق دعوے کے ہوتی تو کسواسطے پیش کیجاتی اور اپنی رای اوسکے خلاف لکھنی منظور ہوتی تو مطابقت توریت مین کوئی اور آیت یا حدیث لکھی جاتی ہان اسقدر تصرف کیا ہے کہ اپنی طرف سے معنی شجر مذکور کی یون لکھی ہے (ای شجر علم الخیر والشر) ہر چند یہ معنی مجرد دعوی کے طور پر ہین اور اوسپر کوئی دلیل نہین لکھی مگر اتنا خیال کرلینا واجب تہا کہ پہر اوسکی جڑ مین سے فرات اور نیل وغیرہ کہان سے آئینگی اور مضمون حدیث معراج سے کیونکر تطابق ہوگا جسمین اوسکے پہل اور پتے بہی موجود ہین لامحالہ تاویل تطبیق سے کچہ کام نہین نکلے گا اور وجود فی الخارج ماننا پڑیگا اب ارشاد فرماتے ہین کہ بخاری کی حدیث المعراج کو کیا سمجہہ کر حضرت منشور مقامات سے کہ الفاظ نقل کیے ہین ورفعت الی سدرۃ المنتہی فی اصلہا اربعۃ انہار نہران باطنان ونہران ظاہران فسئلت جبرئیل فقال اما الباطنان ففی الجنۃ واما الظاہران فالفرات والنیل اس حدیث کا ترجمہ جناب نے یون لکہا ہے رسول خدا نے فرمایا کہ مجکو سدرۃ المنتہی لیجایا گیا اوسکی جڑ مین (یعنی جہان وہ ہے) یہ لفظ یعنے جہان وہ ہے باقرار جناب مخاطب کے وجود خارجی پر دال ہے خواہ اوسکو افلاک پر ٹہراوین خواہ موافق قول قاضی عیاض کے اوسکی اصل زمین پر بتاوین) چار نہرین ہین دو نہرین چھوٹی ہین اور دو نہرین بڑی ہین پہر پوچہا مین نے جبرئیل سے پہر کہا اونہون نے کہ چھوٹی نہرین باغمین ہین اور بڑی نہرین ہین فرات اور نیل بلفظہ اس مقام پر مین یہ عرض کرتا ہون کہ باطنان وظاہران کا ترجمہ چھوٹی اور بڑی اور جنت کا ترجمہ مطلق باغ حضرت نے اسواسطے کیا ہے کہ توریت کی اس عبارت سے مطابقت ہوجاوے اور اوگایا خدای معبود نے زمین سے ہر درخت اچہا دیکہنے مین اور ستہرا کہانے مین اور درخت زندگی کا بیچ مین باغ کے اور درخت پہچان بہلائی اور برائی کا اور نہر نکلی عدن سے واسطے سینچنے باغ کے اور وہین سے الگ ہوئی اور ہوئین چار دہارین بلفظہ اگرچہ باطن وظاہر کا ترجمہ غلط کیا ہے اور حدیث معراج کا قصہ اور جبرئیل کو پوچہنا جو معنے حقیقی پر اشارہ کرتا ہے اوس سے بہی چشم پوشی کی ہے مگر یہان تعلق بالتحقیق بشیئ کے ہمارے واسطے حجت قائم ہے کہ اس قسم کے موجودات خارجیہ تسلیم کیے گئے ہین جنکا وجود اگر

بلکہ

از بلکہ وہ بہی جنت دار الثواب نہ افتعم اگرچہ القول الثالث ہو قول جمہور علما ان ہذہ الخمس فی دار الثواب الخ ۱۲ منہ

لنبی ہے خواہ جغرافیہ خواہ دلیل عقلی سے جناب عالی ثابت نہیں کر سکتے ہیں لامحالہ جو کچھ
جواب اسکا مجکو عنایت ہوگا وہی بحث ابلیس میں کافی ہوگا فتدبروا ولا تکن من الغافلین ——
علاوہ اسکے ہم نہیں تسلیم کرتے ہیں کہ واسطے ثبوت وجود خارجی کے حس بصر ہے شرط ہے بلکہ
جائز ہے کہ اگر مخبر صادق کی تصدیق سے اور خود خالق ابلیس کے ارشاد سے ثابت ہو جاوے کہ
شیطان وجود خارجی رکھتا ہے تو اہل اسلام کے واسطے کافی ہے کیونکہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے
کہ خالق مطلق نے کل اشیاء مخلوق کا علم ہمکو دیا ہے اور ہر شے اس قابل کر دی ہے کہ ہم اسکو
اپنے حواس سے دیکھ سکتے ہیں بلکہ سچا یہ قول ہے لَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ اور
وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ۔ جب صاف وصریح وجود ابلیس کا قرآن شریف کی آیات
میں ارشاد ہو گیا ہے اور اوسکو ایسا تسلط دیا گیا ہے کہ وہ ہمکو اغوا کر سکتا ہے اور ہم اغوا کی
حالت کو اپنے میں دیکھتے ہیں تو کیا ضرور ہے کہ تحریف معنوی آیات واحادیث پر کمر باندہیں
اور ایسے فلسفی منکر بنیں کہ جو چیز نظر نہ آوے یا اوسکو لمس مس نکر سکیں اوسکے وجود سے بھی
منکر ہوتے چلے جاویں ورنہ قرآن شریف معاذ اللہ معما ہو جائیگا اور کوئی آیت متعلق احکام
حلال وحرام ومعاد وغیرہ بھی ایسی نرہیگی کہ معنی مجازی ساتھ تاویلات وتخیلات کے قائم نکر دئے
جاویں ۔ کما یعلم الفطین الخبیر ۔ اس مقام پر مجکو یہ بھی عرض کرنے کا موقع ہے کہ حدیث معراج
کو جناب مخاطب نے قبول کر کے اپنی سند میں پیش کیا ہے تو ضرور ہے کہ اوسکا پورا مضمون
تسلیم فرماوینگے پھر تو اونکی تقریرات میں سے کئی مسئلے خود باطل ہو جائینگے لہذا پہلے مختصراً وہ
حدیث معراج مشکوٰۃ شریف سے نقل کی جاتی ہے ۔ عن قتادة عن انس بن مالك
عن مالك بن صعصعة ان نبی الله صلی الله علیه وسلم حدثهم عن لیلة اسری به
قال بینما انا فی الحطیم وربما قال الحجر مضطجعا اذ اتانی آت فشق ما بین هذه
الی هذه یعنی من ثغرة نحره الی شعرته فاستخرج قلبی ثم اتیت بطست من
ذهب مملوء ایمانا فغسل قلبی ثم حشی ثم اعید وفی روایة ثم غسل
البطن بماء زمزم ثم ملئ ایمانا وحكمة ثم اتیت بدابة دون البغل
وفوق الحمار ابیض یقال له البراق یضع خطوه عند اقصی طرفه فحملت

علیہ فانطلق بی جبریل حتی اتی السماء الدنیا فاستفتح قیل من ھذا
قال جبریل قیل فمن معک قال محمد قیل وقد ارسل الیہ قال نعم قیل مرحبا
بہ فنعم المجیئ جاء ففتح فلما خلصت فاذا فیھا ادم فقال ھذا ابوک
ادم الی قولہ ثم صعد بی حتی الی السماء الثانیۃ فاستفتح الی قولہ ثم صعد بی
الی السماء الثالثۃ فاستفتح الی قولہ ثم صعد بی حتی اتی السماء الرابعۃ فاستفتح
الی قولہ ثم صعد بی حتی اتی السماء الخامسۃ فاستفتح الی قولہ ثم صعد بی
حتی اتی السماء السادسۃ فاستفتح الی قولہ ثم صعد بی الی السماء السابعۃ
فاستفتح الی قولہ ثم رفعت الی سدرۃ المنتھی فاذا نبقھا مثل قلال ھجر
واذا ورقھا مثل اذان الفیلۃ قال ھذا سدرۃ المنتھی فاذا اربعۃ
انھار نھران باطنان ونھران ظاھران قلت ما ھذان یا جبریل قال
اما الباطنان فنھران فی الجنۃ واما الظاھران فالنیل والفرات ثم رفع
الی البیت المعمور ثم اتیت باناء من خمر واناء من لبن واناء من
عسل فاخذت اللبن فقال ھی الفطرۃ انت علیھا وامتک الخ متفق علیہ

اس حدیث سے جو حضرت مخاطب نے سند توافق توریت مین ساتہ ملت
اسلام کے پیش کی ہے ثابت ہوا کہ حضرت رسول مقبول صلعم لیٹے ہوے
تہے کہ ناگہان آیا انکے پاس فرشتہ پہر چیرا اونکے گلے سے
حلق کے زیر ناف تک پہر نکالا دل کو پہر فرمایا حضرت نے کہ لایا گیا میرے
لگن سونیکا بہرا ہوا ایمان سے پہر دہویا گیا دل میرا پہر بہرا گیا دل میرا پہر اصلی جگہہ پر رکہا گیا اور ایک
روایت مین ہے کہ پہر دہویا گیا پیٹ یعنے اندر کی چیزین زمزم کے پانی سے پہر بہرا گیا ایمان و
حکمت سے پہر لایا گیا میرے پاس ایک جانور نیچا خچر سے اور اونچا گدہے سے سفید رنگ کہا جاتا تہا
براق رکہتا تہا قدم نزدیک تمام ہونے نگاہ کے پہر سوار کیا گیا مین اوسپر پہر لیگیا مجکو جبریل یہانتک
کہ آیا نیچے آسمان دنیا کی پہر کہلوانا چاہا جبریل نے دروازہ آسمان کا اوسکے دربانون سے اونہون
پوچہا کون ہے کہا جبریل نے کہ مین ہون جبریل کہا اونہون نے یہ کون ہے تیرے ساتہ کہا محمد صلعم

ہین کہا فرشتون نے کیا تمہارے ساتھ آئے ہین بلاتے ہوئے کہا جبرئیل نے ہان کہا فرشتون نے
مرحبا محمد صلعم کو پھر کہا فرشتون نے کیا اچھا آنا آیا پھر جب داخل ہوا مین آسمان مین تو ملاقات کی
آدم ع سے اور اونکو سلام کیا اسی طرح ہر ایک آسمان مین داخل ہوکر یہی گفتگو دربانون سے کرتے
ہوے اور انبیا علیہم السلام سے ملاقات کرتے ہوے سدرہ المنتہی تک پہونچے جسکے پہل ہجر کے
مٹکون کے برابر تہے اور پتے اوسکے ہاتھی کے کانون کے برابر تہے ناگہان وہان چار نہرین نظر آئین
دو نہرین چھپی ہوئی اور دو ظاہر کہا جبرئیل نے یہ دو نہرین چھپی ہوئی بہشت مین ہین اور دو نہرین
ظاہر نیل اور فرات ہین پھر کہا گیا مجھکو بیت المعمور پھر لایا گیا میرے لیے ایک برتن شراب کا
دوسرا دودہ کا تیسرا شہد کا پھر اختیار کیا مین نے اونمین سے دودہ کو تب کہا گیا مجھے کہ یہ تیری
فطرۃ اور تیری امت کی ہے الی آخر القصہ — اب خاکسار یہ التماس کرتا ہے کہ شق
صدر حضرت کا اور براق کا وجود خارجی اور وجود سات آسمانونکا اور انمین ہونا دروازون کا اور
متعین ہونا دربانونکا اور وجود سدرۃ المنتہی کا اور اوسمین سے دو نہرونکا بہشت مین جانا اور
دو نہرونکا دنیا مین آنا اور بیت المعمور کا وجود خارجی ہونا دلالت الفاظ سے بخوبی ظاہر ہوا
پھر وجہ انکار کی کوئی نہین رہی اور جب حضرت مخاطب نے سدرۃ المنتہی کا وجود خارجی
تبیین الکلام مین مان لیا اور اوسکی جڑ زمین مین موافق قول قاضی عیاض کے تسلیم کی ہو
تو اب کس منہ سے دعوی کرتے ہین کہ حواس ظاہری سے جو شے محسوس نہو وہ معدوم فی الحقیقت
ہے قاعدہ کلیہ اونکا باطل ہوگیا اور بعد تسلیم حدیث کی صحت حدیث مین بہی کلام نرہا تو
سواے اسکے تشبیہات و استعارہ و محاورات متعلق وجود افلاک و بیت المعمور و براق
و انہار جنت و شق صدر وغیرہ کی اپنے خیالات سے بناتے جاوین اور کچہ چارہ نہین رہا تو یہ ہمارے
جناب مخاطب خدا نخواستہ ایسے متعصب نہین رہینگے کہ حق پسندی کو چھوڑ دینگے غالبًا اپنی
اصرار و سخن پروری سے باز آوینگے اور آیات و حدیث کو ہرگز معما و چیستان نہ بتاوینگے انشاء اللہ تعالی
— اور اب ہمارا یہی سوال ہے کہ قرآن شریف مین جو قصہ یاجوج ماجوج کا مذکور ہے اوس قسم کی
تفصیل آپکے پاس کیا کسی مشاہدہ سے آئی ہے یا کتب جغرافیہ مین کہین لکہی ہے شق اول امر
ضرور ہے کہ ثابت کیجیے اور شق ثانی مین اقرار کرنا پڑیگا کہ جو چیز حواس انسانی سے نظر نہ آوے

وہ معدوم الحقیقت اور وجود خارجی سے خارج نہین ہوتی اور النشرۃ الملمعۃ فی القرآن
بھی کما آپ نے دیکہا ہے اور اوسکے باب مین کیا ارشاد ہے فائدہ مجھکو خیال ہوتا ہے
کہ جناب شہاب ثاقب جب کوئی مفرد دیکھینگے تو وجود افلاک کے انکار پر فلاسفہ جدید اہل یورپ کی
تقلید پر آمادہ ہونگے گو تقلید ائمہ دین کو ضلالت اور اندہاپن سمجہتے ہین مگر اہل یورپ جو کچہ فرماتے ہین وہ
بسر وچشم قبول کر لیتے ہین خواہ اونمین اختلاف بہی موجود ہو اور خود بدولت نے بہی اونکے
دلائل پر علم قطعی حاصل نکر لیا ہو سادی معتقد سمجھکر قرآن وحدیث سے اعراض کرنا ہے
لامحالہ یہی ارشاد ہوگا کہ مسٹر گلیلیو جو کچہ لکہ گیا ہے افسانہ اور ایسے تکلفات حدیث معراج مین کلام
کرنے لگین سکے ۔ اور تبیین الکلام کے اقرار سے بہی دور ہوا کئین گے ۔ حالانکہ میری دانست مین
فلاسفہ جدیدہ کا یہ حال ہے کہ وہ نظام شمسی مین دو قسم کے خیالات رکھتے ہین یعنی جسقدر علم ہیئت
سے قریب و بعید باہمی کواکب کا اور اونکا قطر وغیرہ دریافت کیا ہے متاخرین اوسکو قطعیات میں
کرتے ہین اور افلاک کے باب مین اونکا اسی قدر قول ہے کہ ہمکو دوربین کے ذریعہ سے
نظر نہین آتے ہین پہر بہی بعض فلاسفہ کواکب ثوابت کے ساتہ آسمانون کو مانتے ہین مگر
سیارون سے بے علاقہ جانتے ہین اور دوربین کے اعتماد سے خود مسٹر گلیلیو نادم اور حیران
ہوگیا تہا جب شیشون کی غلطی دیکہی تو گہبرا گیا تہا اور اپنی غلطی کے ظہور سے ڈرتا تہا جب خود
اوس حکیم فلسفی کا یہ حال ہے محض اوہام وظنون فلاسفہ جدیدہ پر تکیہ کرنا اور اوس مسئلہ کو لینا
جسکی قطعیت ابتک ثابت نہین ہوئی اور اوسکے مقابلہ مین کلام الٰہی و احادیث نبوی سے
ہاتہ دہو بیٹہنا کسقدر ناعاقبت اندیشی ہے ممکن ہے کہ آیندہ بذریعہ کسی ایجاد دوربین کے
حکماء یورپ وجود افلاک کے قائل ہوجاوین تو یہ تفسیر آیات بینات قرآنی کے جواب کیا
کی گئی ہے کہان جائیگی گویا یہ نتیجہ نکلیگا کہ قرآن شریف کے معنے بیان کرنا منحصر ٹہرا اہل یورپ کی
مرضی پر جدہر ہوا ان کی ہوا پہرے اودہر ہمارا ایمان بہی پہرنے لگے مین اس مقام پر خیال
کرتا ہون کہ حضرت مخاطب شاید میرے اس قول کی تصدیق مین تامل کرنے لگین کہ گلیلیو
وغیرہ کا جو حال بیان ہوا وہ کسی کتاب علم ہیئت سے ثابت بہی ہے یا نہین لہذا مجھکو ضرور
ہوگا کہ عبارت انگریزی کتاب کی مع ترجمہ حضور اقدس مین پیش کرکے دکہا دون بابت ...

کتاب اوّل رسالہ اظہار ہیئت مؤلفہ مسٹر چیمبر صاحب مین مکتوب سوم جو مسٹر
گلیلیو صاحب سے بنام ولسر کے مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۶۱۲ء لکھا ہے صفحہ ۱۲۳
باب ۱۲۲ مین ہے اور وجہ اوسکے لکھنے کی یہ ہوئی کہ اوسکو پہلے بذریعہ دوربین
کے معلوم ہوا تھا کہ زحل بشکل بیضاوی ہے اور گرد اوسکے دو چھوٹے چھوٹے
ستارے ساتھ ہین بعدہٗ ملاحظہ ثانی سے غلطی ملاحظہ اول مین پائی گئی
وہی زحل ستارہ بشکل مستطیل نظر آیا اور دونو ستارے چھوٹے چھوٹے معدوم
تھے تب وہ نہایت حیرت کے ساتھ یہ لکھتا ہے کہ بابت ایسے تبدیل
عجیب کے کیا کہون کیا یہ دو چھوٹے ستارے مثل نقاط آفتاب کے معدوم ہوگئے
یا شاید زحل نے اپنے دونون بچون کو کھا لیا یا یہ ہیئت محض وہمی و فریب
تھی جو ایک دوربین کے شیشون نے مجھکو اور دوسرے لوگون کو جنہین مین نے دکھایا تھا
دھوکے مین رکھا ہے اب شاید وہ وقت آپہونچا کہ جو لوگ تجربات جدیدہ کو محض
مغالطہ اور غیر ممکن الوجود ثابت کرنے مین کوشش کرتے ہین انکی سوکھی ہوئی
امید ہری ہوجاوے ایسی حیرت انگیز اور غیر متوقع حالت ہین اب مین کیا کہون
تنگی فرصت اور غیر متوقع واقعہ اور ضعف فہم اور خوف غلطی نے مجھکو سخت گھبرا دیا
ہے انتہی محصلہ اور طرفہ یہ کہ دوربین کے ذریعہ سے جو دو ستارے زحل کے پاس ٹھہرائے
گئے تھے بعد پچاس برس کے معلوم ہوا کہ وہ ستارے ہی نہ تھے تب یہ مان لیا گیا کہ وہ حلقے
زحل کے نور کے ہونگے جو کبھی نظر آتے ہین اور کبھی غائب ہوجاتے ہین اور گفتگوئی اول
و دوم بحث علم ہیئت مندرجہ کتاب سوال و جواب مسٹر جوائس صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴
سینٹی فک ڈائیلاگ بھی ملاحظہ کیجیے جسکا ترجمہ بطور حاصل معنی کے برعایت الفاظ یہ ہے
سوال کیا ثوابت کبھی اپنی جگہہ سے نہین سلتے ہین جواب باعتبار آسمانون کے وہ گرد
قطب کے متحرک معلوم ہوتے ہین لیکن باعتبار مواقع آپس کی ایک ہی جگہہ پر وہ ہمیشہ قائم ہین
پس ونکو بمقابلہ سیارات کے + جنکی جگہہ بہ نسبت ثوابت کے اور نیز بہ نسبت آپس کے بدلا کرتی
ہین ثوابت کہتے ہین سوال مجھے شک نہین کہ قطب شمالی کے معلوم کرنے مین مبتدی

آنے سے دقت کم ہوگی جواب ہین اوسکو اور دوسرے ستارونکو جو سب گذشتہ مین بنائے ہین
بخوبی دریافت کرونگا اگر اونکی جگہہ بدلی ہوگی وے بہ نسبت یکدیگر کے ہمیشہ ایک ہی مقام پر قایم
ہین گو اونکے مقامات باعتبار آسمانون کے باوقات و ایام مختلفہ متبدل معلوم ہوتے ہین فقط
اتنے ہی ظاہر ہوگیا کہ فلاسفہ جدید کو اپنی دوربینون کے ذریعہ سے دیکھنے پر قطعی جزم و یقین نہین
ہے اور وہی خود ہی غلطیان پاتے ہین اور اپنے مقررات سے شرماتے ہین اور بعض فلاسفہ ایسے
بھی ہین کہ اب تک حرکات ثوابت کے متعلق وجود افلاک سے انکار نہین کرتے پس جبکہ حال
ہے تو کل مسائل ہیئت جدیدہ کے مانند اصول موضوعہ اقلیدس کے قطعی ٹھہرانا عبث ہے
کیونکہ منطوق آیات قرآنی و احادیث رسول ربانی سے اعراض کیا جاوے مجکو ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ حکما جدید کو وجود و عدم افلاک مین زیادہ بحث نہین ہے وہ اسقدر کہتے ہین کہ ہمکو شیشون کے
ذریعہ سے اب تک نظر نہین آئے ہین اسواسطے ہم اقرار وجود کا نہین کرتے ہین مگر مین یہ کہتا ہون
کہ ہمیشہ ایجاد جاری ہے اور نئے نئے شیشے دوربین کے بنتے جاتے ہین کئی سال پہلے اسقدر
ستارے دوربینون سے نظر آتے تھے جو بعد معلوم ہونے لگے اسیطرح اگر کسی وقت مین افلاک
بھی نظر آنے لگین تو کیون نا امید ہونا چاہیے یا یہ خیال کرنا لازم ہوگا کہ افلاک محض شفاف ہین شعاع
اور چمک دمک نہین رکھتے ہین جو مثل ستارون عکس اونکا آنکھہ مین پڑے دیکھو ہوا اگرچہ اسقدر
شفاف نہین ہے تو بھی دوربین سے نظر نہین آتی ہے پھر کیا ضرور ہے کہ دوربین سے نظر
نہ آنے کو قطعی مان لیا جاوے اس مقام پر ہم یہ کہنا بے موقع نہین سمجھتے ہین کہ ہماری کتاب
آسمانی مین صرف وجود افلاک کا ذکر ہے الا یہ بیان نہین ہے کہ افلاک مین ستارے جڑے ہوئے ہین
یا نہین پس اگر ہیئت قدیمہ کو مانا جاوے تب تو وجود افلاک مین کلام ہی نہین ہے باقی رہی ہیئت
جدیدہ اوس سے بھی تکذیب قرآن کی نہین ثابت ہوتی ہے کئی وجہ سے اول قرآن شریف قطعیات
مین ہے اور دوربین سے نظر آنا خود ہی محل بحث و نظر ہے بانی مبانی علم ہیئت جدیدہ کا اوسکی
نسبت آزمائی کرتا ہے جیسا کہ ہم لکھہ چکے اور بعض فلاسفہ قطعاً منکر بھی نہین ہین دوم اسوقت
تک نظر نہ آنے سے لازم نہین آتا کہ آئندہ بھی امید منقطع ہے کیونکہ بہت سے سیارے پہلے
معدوم سمجھے جاتے تھے اور بعدہ معلوم ہوگئے سوم کیا ضرور ہے کہ افلاک مین ستارے جڑے ہوئے ہون

جائز ہے کہ ہمارے موافق نظام شمسی جدید کے گردش کرتے ہون اور فلک کی حرکت کے تابع نہون
ہیئت جدیدہ کی تصدیق یا تکذیب قرآن مین کہان مذکور ہے ہمارے علم مین جائز ہے کہ زمین ساکن ہو
اور آفتاب اوسکی گرد گردش کرتا ہو کوئی استحالہ عقلی نہین ہے یا ممکن ہے کہ زمین گرد آفتاب کی
گردش کرے دونون حالتون مین اختلاف فصول کا اور واقع ہونا خسوف کسوف کا اور تقسیم اقالیم
کی اوسکی بیشی مدت لیل و نہار کی یکسان رہیگی اور پہر جب قرآن مین زمین کی حرکت وسکون کا ذکر
نہین ہے تو ہیئت جدیدہ سے کیا نقصان قرآن مین آتا ہے اور قرآن شریف کب بتاتا ہے کہ آسمان
مین ثوابت جڑے ہین اور زمین ساکن ہے کہ وہ ۲۴ گہنٹے مین گردش کرتا ہے جائز ہے
کہ ثوابت ہیئت کے موافق بہی ہون اور زمین پورب سے پچہم کی طرف اپنے مرکز پر گہومتی ہے اور گردش
افلاک یعنی گردش زمین ہو اور جائز ہے کہ افلاک فوق حقیقی اور منتہی تمام عالم اجسام کے ہون
اور ثوابت جہات نہین اور تمام کواکب سے فوق رکہتے ہون جہان تک دوربین کام نہین کرتی
ہے پہر کیا وجہ ہے کہ استحالہ عقلی وجود افلاک پر قائم کر لیا جاوے فلک اول مین قمر اور چہارم
مین شمس کا جڑا ہوا ہونا قرآن مین نہین آیا ہے اور جائز ہے کہ تمام ہیئت جدیدہ آیندہ غلط نکلی
جیسے ہزار ہا برس کی ہیئت ایک دم سے چند نظر بازون نے غلط بتادی ہے کیا آیندہ دوربین
سے دیکہنے والے نہ پیدا ہونگے ہمارے واسطے خالق الارض والسموات کی گواہی کیا کم ہے
جو ہم فلاسفہ جدیدہ کا منہ تکتے ہین اون سے پوچہ پوچہ کر قرآن کے معنی بدلتے رہین الحاصل مجرد
وجود افلاک کا اور انکا گردش کرنا اور اونکے متعلق باعتبار حقیقت جصص کرہ کے کواکب کا بشکل
بر واقع ہونا اور اونکے جسم کا قابل الشقاق والانفطار ہونا ہرگز ایسا مسئلہ نہین ہے کہ بعد تسلیم
ہیئت جدیدہ کی بہی وجود افلاک سے انکار کرنیکی ضرورت خواہ مخواہ پڑی یا قرآن شریف معاذ اللہ
غلط قرار پاوے شاید کوئی یہ خیال کرے کہ قرآن مین گہومنا سورج اور چاند کا بہی مذکور ہے کہ مین
تو منافی ہیئت جدیدہ کا ہوگا ہم کہتے ہین ہرگز منافی ہیئت جدیدہ یا قدیمہ کے نہین ہے کیونکہ
ثوابت کی ہیئت نہین بہی روکتی جدیدہ اور یہ ثابت ہے کہ قمر گردش کرتا ہے اور اوسکی گردش
ایک مقدار مین ہوتی ہے باقی رہا شمس اوسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ
اپنے مرکز پر گہومتا ہے چند روز مین اوسکا دورہ ختم ہوتا ہے کیونکہ جتنے سیارے ہین

جسم مین ہین پیدا ہوین روز نظر آتے ہین اور بعض کا قول یہ ہے کہ شمس مع تمام نظام شمسی کی تابع حرکت دیگر شموس کا ہے جنکا عکس بہ سبب بُعد کثیر کے اب تک زمین پر نہین پہونچا ہے پھر حرکت و دورہ شمس کا ہر حال مین مان لیا گیا ہے گو زمین کے گرد گھومنے مین ضعیف ہے اختلاف ہے اور کثرت رای عدم کی طرف گئی ہے پس وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا کسی طرح غلط نہین ہو سکتا نہ ہیئت جدیدہ سے نہ ہیئت قدیمہ سے — چونکہ یہ رسالہ بحث افلاک تمام کرنے کے لایق نہین ہے ما نحن فیہ دوسری بات ہے لہذا اوائل علم ہیئت پر پورے بحث کرنیکا مجکو موقع نہین ملا ہے انشاء اللہ کسی علیحدہ رسالہ مین بشرط فرصت لکھنے کا ارادہ ہے —

اور طول تقریر کو اسقدر مختصر مضمون پر ختم کرتا ہون — کہ جناب مخاطب کو ہرگز زیب نہین دیتا کہ بعد تصنیف تبئین الکلام کے وجود افلاک سے پہلا دیا ہوا و غرہ مرادلی سکتی گو اپنا مذہب بہی بیان کر چکے ہین کہ آسمان سے مراد پہلاو ہے مگر خود ہی یہ بہی لکھ چکے ہین کہ ہوا اور کواکب سے علیحدہ خدا نے افلاک بنائے ہین جیسا کہ ترتیب سے ظاہر ہے جب یہ حال ہے تو کواکب کو خواہ ہوا کو خواہ ابر کو یا وسعت مخفیہ کو فلک ٹہرانا محض تحکم ہوگا اَلْمَرْءُ يُؤْخَذُ بِإِقْرَارِهٖ — اور مولوی سید مہدی علی صاحب کی تقریر متعلق افلاک کی نسبت آمنا اور صدقنا کیونکر پکار ینگے خود تو یہ فرما چکے ہین کہ کتب سماویہ سابقہ پر بہی مضبوط اعتقاد ہے اور تورات کی تفسیر کو ملت اسلام سے مطابق کرنے پر کوشش کر چکے ہین اب مین تبئین الکلام کے صفحہ ۳۰ کی عبارت لکہتا ہون وہی ہذہ — جب عالم شہادت اوسنے پیدا کرنا چاہا تو سب سے پہلے پانی پیدا کیا پہر اندہیرا پہر نور پہر ہوا پہر آسمان پہر زمین پہر نباتات پہر سورج چاند ستارے پہر حیوانات پہر حضرت انسان اور یہی مذہب — عالم شہادت پیدا ہونے مین ہم مسلمانون کا ہے انتہی بلفظہ — اب مین عبارت انگریزی سند لہ اپنی بعینہ لکہتا ہون *

Chamber's Descriptive Astronomy, Book I, Chapter XI, Page 123.

Copy of Gablio's 3rd letter to Welsor, Dec. 4, 1612.

WHAT is to be said concerning so strange a metamorphosis? Are the two lesser stars consumed after the manner of star spots? Have they vanished or suddenly fled? Has Saturn perhaps devoured his own children? Or were the appearances, illusion or fraud, with which the glasses have so long deceived me, as well as many others to whom I have shown them? Now perhaps is the time came to revive the well-nigh withered hopes of those who quitted by more profound contemplations, have discovered the fallacy of the new observations and demonstrated the utter impossibility of their existance. I do not know what to say in a case so surprising, so unlooked for, and so novel. The shortness of the time, the unexpected nature of the event, the weakness of my understanding, and the fear of being mistaken have greatly confounded me.

Scientific Dialogues, by Rev. J. Joyce,

Astronomy. Conversation. II, Page 103.

JA.—But do they never move from their place.

FA.—With respect to the whole heavens, they seem to move round the polar star; but they always remain in the same apparent relative position with respect to each other. Hence they are called fixed stars, in opposition to the planets, which like our earth are continually changing their places both with regard to the fixed stars, and to themselves also.

Conversation III, Page 104.

FA.—I have no doubt that you will have very little difficulty in discovering the north polar star soon, as we go into the open air.

JA.—I shall at once know where to look for that, the other stars which you pointed out last night if they have not changed their places.

FA.—They always keep the same position with respect to each other, though their situation, with regard to the heavens will be different at different seasons of the year, and in different hours of the night.

بعد فارغ ہونے کے بحث افلاک سے شاید ہمارے جناب مخاطب کو یہ شبہہ باقی رہے
کہ زمین کا گرد آفتاب کے گہومنا صحیح ہے اس سبب سے ہیئت قدیمہ خواہ وجود افلاک
مین پہر بہی تردد کا مقام ہے ہم کہتے ہین کہ تمام بحث علم ہیئت لکہنے کا موقع اس رسالہ
نہین ہے لہذا جیسے چاہیے تقریر جامع و مانع کسی دوسری رسالہ مین لکہہ سکتے ہین الا
ایک سوال کیا جاتا ہے پہلے اسکا جواب شافی تجویز کر لیا جاوے اوسکے بعد حرکت
سالانہ ارض پر گفتگو کا مضایقہ نہین یعنی یہ امر مسلم ہے تمام حکماء جدیدکے نزدیک
(جو حرکت ارض کے قائل ہین) کہ قوت کشش شمس کی اور قوت بہاگتی زمین کی آپسمین غالب
و مغلوب نہین ہین ورنہ ضرور ہوتا کہ یا تو زمین بحرکت مستقیمہ شمس سے دور بہاگ جاتی یا
شمس اپنی قوت سے زمین کو ملا لیتا اور یہ بہی وہ تسلیم کرتے ہین کہ جو حلقہ زمین کی گردش
کا گرد آفتاب کے ہے وہ مدور اور کروی نہین پڑتا ہے بلکہ بیضاوی پڑتا ہے ہم
کہتے ہین کہ قوت جاذبہ شمسی قریب و بعید سے مساوی نہین رہ سکتی کما لایخفی تو ضرور ہے
کہ اگر زمین گرد شمس کی حرکت سالانہ کرتی ہو حلقہ اوسکے دورہ کا ٹہیک گول واقع ہو جیسا
کہ ہر طرف سے آفتاب گول ہے مگر جب ایسا نہین ہوگا اور بیضاوی مان لیا گیا ہے تو
جسوقت زمین اوس گوشہ وسعت کی طرف جائیگی جو بہ نسبت سابق کے شمس سے بعید
واقع ہے تو اوسقدر قوت جاذبہ شمسی نرہیگی جو قریب مین تہی اور زمین کی قوت بہاگنی
کے جو مستقیم ہے غالب آویگی پہر کوئی وجہ نہین ہے کہ زمین بلاتفاوت مدت دورہ کے
اور بغیر تبدیل کو عبث سرعت و بطو حرکت کے دائرہ بیضاوی قبول کرکے پہر اپنے
تئین گرد شمس کے بمجبوری لاوی اور اپنی حرکت طبعی چہوڑ دی بلکہ سیدہی بہاگ جائیگی اور
پہر شمس کے پاس کبہی نہ آئیگی اس شبہہ کا جواب کتاب علم ہیئت مولفہ ہرشل صاحب و
چمبر صاحب و لوٹن صاحب وغیرہ مین جو اسوقت میرے پیش نظر ہین ایسا بہی نہین
ملا کہ مین اوسکا ذکر نک کرون لہذا مین نہین تسلیم کرتا ہون کہ زمین کی حرکت سالانہ کا
دعوی کسی برہان قطعی سے ثابت کیا گیا ہے اور میری سند المنع کا رفع کرنا بہی مدعیان
حرکت سالانہ ارضی پر واجب ہے اس مقام پر یہ مت خیال کرو کہ گو حرکت سالانہ

نہو سکے مگر حرکت ہر روزہ پورب کی طرف پچہم سے اب تک غیر مخدوش ہے — ہم یہ کہتے ہین کہ
جب سارا قصہ نظام شمسی کا غارت ہو گیا تو پہر حرکت روزانہ کس طرح درست ہوگی اور نئی
ہیئت ایجاد کرنی پڑیگی خیر پہلے سالانہ حرکت کا ثبوت ہم دیکہتے ہین اوسکے بعد پوچہہ لینگے کہ حرکت
روزانہ طبعی ہے یا قسری ہے یا ارادی ہے اور اوسکی وجہ کیا ہے اور نظام شمسی پہر کیونکر
صحیح ٹہریگا فتدبر — الحاصل جو لوگ صرف افلاک کے معنی بُعد مجرد یا پہیلاوے کے لیتے ہین
اونکو اوس مضمون کے طرف بہی خیال [illegible] کے واسطے قرآن مجید مین فرمایا گیا ہے
یَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ الآیۃ وغیر ذالک من الآیات حضور والا اپنی
ہیئت کے ہر مسئلہ جدیدہ کو تو برہان سے قطعی کر دکہاوین اوسکے بعد قران مین معنی پہناوین
اور آسمان و زمین کے قلابے ملاوین — علم مساحت و علم ہندسہ کے ذریعہ سے جسقدر
قرب و بعد آپس کا اور مدت ستارون کی گردش کے بعض حالات مین حکماء جدیدہ نے
بیان کیے ہین وہ تو اس قابل ہے کہ اوسپر بحث کیجاے باقی جو احتمالات محضہ قایم کیے ہین
مثلاً ایک شمس کا مع کل نظام شمسی کے تابع ہونا حرکت شمس ثانی کا اور اوسکا ثالث کا
اور اوسکا رابع کا الی غیر النہایت — یا حرکت شمس کی ارادی ہونے یا قسری ہونے وغیر ذلک
من الخیالات اب تک قطعیات مین سے نہین ہے ہان درسی کتب جو مدارس مین پڑہائی
جاتی ہین اونمین تسلیم کے بعد حالات لکہے جاتے ہین نہ بطور ادلہ اثبات ہیئت جدیدہ کے
اوس سے کیا کام نکلیگا اور کیون قران شریف مین شک آویگا کما یعلم من لہ وجدان سلیم
— اور مخفی نہ رہے کہ حدیث معراج کو نیچر اور فلسفیت جدیدہ پیش کرکے اب ہنسی ٹہٹہو مین
اوڑا دینے کی گنجایش نہین اسی واسطے مین نے تہوڑی سی بحث افلاک کے لکہہ دی ہے
اب مین اپنی اصل بحث کی طرف رجوع کرکے عرض کرتا ہون کہ وجود خارجی جنکا قرآن
شریف سے ایسا ثابت ہے کہ انکار اوسکا محض مکابرہ ہے تمام قرآن پڑہنے سے معلوم
ہوتا ہے کہ بہت آیات بینات مین جن و انس کو مکلف ساتہ ایمان کے ٹہرایا گیا ہے اور یہ بہی
فرمایا کہ اگر جن و انس دونون جمع ہوکر چاہین کہ ایسا قران بنالاوین تو ہرگز نہ لاسکینگے اور یا معشر الجن
والانس ارشاد ہوتا ہے اور کفر اختیار کرنے پر وعید عذاب نار کا بہی جن و انس کو واسطے

مسا دی آیا ہے اور یہی فرمایا ہے کہ جن واسطے سننے قرآن شریف کے حاضر ہوے اور جنکی ماہیت
اور حقیقت بہی ارشاد ہوتی ہے چنانچہ فرمایا ہے خلق الجان من مارج من نار
اور دوسری آیت مین من نار السموم پس وجود خارجی جنکا انکار متعذر ہے نہ مجکو
صاف معلوم ہوا ہے کہ جناب مخاطب وجود خارجی کے منکر ہین اگر اب انکار کرینگے تو مین بہت
سی آیات قرانی و احادیث رسول ربانی پیش کرونگا اور سورہ جن بہی پڑہ دونگا اور اور کی
دو آیات کا جو مین نے نشان دیا ہے وہ بہی ثبوت کافی ہے اس دعوی کا کہ حقیقت جنکی ناری
ہے جیسی کہ انسان کی طینی ہے اور کیونکر کوئی ذی علم غافل ہوگا کہ وجود ملائکہ کا نوری ہے
اور جن کا ناری اور آدم کا خاک سے ہے اگر اسکی بہی کوئی سند چاہیے تو مشکوٰۃ شریف
کی ایک حدیث تبرکاً لکہے دیتا ہون عن عائشۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال خلقت الملائکۃ من نور و خلق الجان من مارج من نار و خلق آدم مما وصف لکم
اب تو کچہ شک نہ رہا کہ جن کا وجود خارجی ہے بلکہ قرآن مجید سے یہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ جن تابع
حضرت سلیمان علیہ السلام کے رہتے تہے اور حضرت سلیمان نے وہ حکومت حاصل کی تہی
کہ بعد اونکے کسیکو نہوگی چنانچہ اونکی دعا کا قبول ہونا بہی اس باب مین قرآن و حدیث سے
ثابت ہے اگر جن کا وجود خارجی نہوتا تو کیونکر بعض انبیا کی حکومت مین مسخر رہ سکتے ۔ اور اسمین
بہی شک نہین کہ جن بہ نسبت انس کے زیادہ قوی ہوتے ہین ۔ اور انسان یا حیوان
کی شکل بہی بنا سکتے ہین بلکہ ملائکہ بہی صورت بنا سکتے ہین اور یہی وجہ تہی کہ ملائکہ انسانی شکل
مین انبیا علیہم السلام کے پاس حاضر ہوتے قرآن مجید مین اونکا ذکر ہے اور جن بہی خدمات
لائقہ اپنے حضور مین حضرت سلیمان علیہ السلام کے بجالاتے رہے جب حضرت سلیمان
کی وفات ہوئی تب قید سے چہوٹنا اونکا اور اپنی غیب دانی کے دعوے سے شرمانا بہی کلام مجید
مین آیا ہے اور جنمین کافر و فاجر و مومن و صالح ہر قسم کے ہین یہ سب حالات قران و حدیث سے
مین نے اخذ کیے ہین غالباً کوئی انکار نکریگا ۔ ہان اپنی پرورش سخن کی لیے اگر جناب مخاطب انکار
کر جاوین تو مجبوری سے احتیاطاً چند آیات بینات لکہی جاتی ہین ۔ اولاً حضرت سلیمان کے
خدمت مین کام کرنا جنون کا جس آیت مین مذکور ہے اوسکے الفاظ یہ ہین و من الجن

مَن يَعمَلُ بَينَ يَدَيهِ بِإِذنِ رَبِّهِ وَمَن يَزِغ مِنهُم عَن أَمرِ رَبِّنَا
نُذِقهُ مِن عَذَابِ السَّعِيرِ يَعمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِن مَّحَارِيبَ
وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالجَوَابِ وَقُدُورٍ رَّاسِيَاتٍ الآية
دوم جن کا استراق سمع کے واسطے چڑہنا آسمان کی طرف اور شہاب ثاقب سے سزا پانا
قرآن مجید مین وارد ہوا ہے وَأَنَّا كُنَّا نَقعُدُ مِنهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمعِ فَمَن يَستَمِعِ الآنَ يَجِد لَهُ
شِهَابًا رَّصَدًا وغیر ذالک من الآیات سوم خوراک بھی جنکی حدیث مین بتادی ہے چنانچہ
ترمذی مین ہے عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلعم لا تستنجوا بالروث ولا
بالعظام فانہا زاد اخوانکم من الجن اب ہم یہ دعوی کرتے ہین
کہ شیطان بھی ایک نوع ہی جن کے اور اسکی ثبوت مین اپنے شواہد پیش کرتے ہین اولا
صاف صاف قرآن مین آیا ہے كَانَ مِنَ الجِنِّ فَفَسَقَ عَن أَمرِ رَبِّهِ
دوم جسطرح اور جن حضرت سلیمان کے خادم تہے اوسی طرح انکی نوع مین سی شیاطین
بہی خدمات لائقہ متعلقہ انہی بجالاتے تہے چنانچہ قرآن مین موجود ہے وَمِنَ الشَّيَاطِينِ
مَن يَغُوصُونَ لَهُ وَيَعمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذَالِكَ وَكُنَّا لَهُم حَافِظِينَ
ظاہر ہے کہ دریا مین غوطے لگاکر اشیاء بحری کا نکالنا اور اوسکے سوا دوسرے کام کرنا قوت
بہیمیہ کا کام نہین ہے سوم جسطرح جن استراق سمع کے واسطے جاتے ہین اونہین بعینہ
شیاطین بہی ویسا ہی کرتے ہین چنانچہ خدا تعالے فرماتا ہے وَلَقَد جَعَلنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا
وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ وَحَفِظنَاهَا مِن كُلِّ شَيطَانٍ رَّجِيمٍ إِلَّا مَنِ
استَرَقَ السَّمعَ فَأَتبَعَهُ شِهَابٌ مُّبِينٌ پہر دوسری آیت مین فرمایا ہے
وَجَعَلنَاهَا رُجُومًا لِّلشَّيَاطِينِ چہارم جسطرح جن کا وجود نار سے خدا نے بیان فرمایا ہے
اسی طرح شیطان کا بہی ظاہر کردیا ہے خَلَقتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقتَهُ مِن طِينٍ فائدہ
یہان نار کا لفظ بمقابلہ عنصر ثانی طین کے وارد ہے جو عنصر نار حقیقی پر دلالت کرتا ہے جیساکہ
لفظ طین اپنی حقیقت پر محمول ہے اور اسی تقابل سے ابلیس نے یہ قیاس کیا کہ عنصر نار
بلحاظ لطافت و نورانیت بمقابلہ عنصر طین کے اعلی و اشرف ہے لہذا مجکو مادہ وجود آدم پر

لے یعنی استنجا نکرو لید اور ہڈیون سے کہ وہ خوراک ہے جنون کی ۱۲ منہ

فضیلت ہونی چاہیے اور بے تکلف اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ کہنے لگا علاوہ اسکے نار کا لفظ مطلق وارد ہوا ہے وَاللَّفْظُ اِذَا اُطْلِقَ یُرَادُ بِہِ الْفَرْدُ الْکَامِلُ اور فرد کامل نار حقیقی ہے نہ مجازی لیس اوّل جناب مخاطب کے خلاف تبادر از بان واصول وسباق وسباق آیات ومحاورہ اہل لسان ہے کما لا یخفی۔ اتنو یہ ثابت ہوگیا کہ شیطان بھی ایک نوع ہے جن کی تو پھر اوسکے وجود خارجی میں کیا کلام رہا۔ فائدہ بعض مفسرین نے جو بطور احتمال کے ابلیس کو ملایک میں معدود کیا ہے اور ملایک کے بھی اقسام مقرر کیے ہیں اونمیں سے بعض کا مادہ وجود نار سے قرار دیکر اوسی میں ابلیس کو داخل سمجھا ہے وہ قول بھی مفید مخاطب نہیں ہو سکتا کیونکہ وجود خارجی ملایک کا قابل انکار نہیں ہے تو وجود خارجی ابلیس کا بھی احتمال مذکور میں ان لینا پڑیگا اور پھر قوت انسانی کا نام ابلیس نہ ٹھریگا اور جب وہ ملایک نار سے بنے ہوں تو گویا ایک قسم جن کی ٹھرینگی اور قرآن مجید سے اوس احتمال کا ثبوت بھی نہیں ہوتا غایت مرتبہ وہ شبہ استثناء متصل سے پیدا کیا گیا ہے مگر اوسکا جواب بھی مفسرین نے بخوبی دیدیا ہے یعنی ابلیس کو البتہ شمول ملائکہ میں حاصل تھا کہ گویا اونہیں میں معدود ہوگیا تھا تفسیر عزیزی میں بھی اس بحث کو تفصیل کے ساتھ لکھدیا ہے اور دیگر مفسرین نے بھی طرح طرح سے جواب لکھا ہے۔ اور استثناء منقطع بھی جائز ہو سکتا ہے۔ اگر اس مقام کی بحث علم ادب کی متعلق دیکھنی منظور ہو تو علامہ زمخشری کی عبارت تفسیر کشاف بھی مدنظر رہے

حیث قال الا ابلیس استثناء متصل لانہ کان جنیا واحداً بین اظہر الالوف من الملائکۃ مغموراً بھم فغلبوا علیہ فی قولہ فسجدوا ثم استثنی منھم استثناء واحدٍ منھم ویجوز ان یجعل منقطعاً

بلفظہ ترجمہ یعنے ابلیس اگرچہ جنی تھا مگر انہوں میں ملائکہ کے ملا تھا لہذا پہلے تو جمع کا صیغہ تغلیباً فرمایا بعدہ اوسے ایک جنی کو مستثنے کر دیا اور جائز ہے کہ استثناء منقطع ہو الحاصل وجود ابلیس کا نار سے ہونا اور جنی ہونا اور اوسکا وہ صحیح ہونا استثناء کا قاعدہ نحوی سے قابل تسلیم ہو چکا تو اب ضرور ہے کہ مطابق آیت اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَاءِ اور یہی آیت اِنَّ الشَّیْطَانَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا اِنَّمَا یَدْعُوْ حِزْبَہٗ لِیَکُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ہم تسلیم کرینگے کہ وہی ابلیس اور اوسکا گروہ ہمارا دشمن ہے اور وسوسہ ومغوی بھی ہے

اور ہم بہی اوسکے دشمن ہین اور اوسی پرہیز کرنا اور ہوشیار رہنا لازم ہے نہ کہ اپنی قوت بدنی
سے جو ہرگز ہماری دشمن نہین ہوسکتی نہ وہ صاحب خروج جنود ہے کہ کوئی لشکر رکہتی ہو نہ
اوسکو بنی آدم کے دوزخی ہونے نہونے سے کچہ غرض اور فائدہ ہے یہ اوسی دشمن دغاباز شیطان
کا کام ہے جو وعدہ کرچکا ہے کہ بنی آدم کو اپنے ساتہ دوزخ مین لیجاویگا اور کافر و مشرک بناویگا
اور اوسی کی عادت سے ہمکو خبر ہے اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ
اِنِّيْ بَرِيْءٌ مِّنْكَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ یعنے پہلے شیطان اغوا کرکے
کافر بناتا ہے پہر کہتا ہے کہ مین تجہسے بری ہون مین تو خدا سے ڈرتا ہون غور کیجیے کہ قوت بدنی
جو خواہ نخواہ جزو لاینفک ہے کیونکر عذاب کفر سے بری ہوسکتی ہے اور اوسکو کافر بنا کر سہو
کیا فائدہ خود بہی تو جسم کے ساتہ معذب فی النار ہوجائیگی اگر کوئی قوت شہوانیہ مراد ہو تو وہ محض
تفریح طبع کی طرف راجع ہوگی نہ واسطے دشمنی کرنیکے یا کافر بنانے کی سرکشی کی مستعد ہے
اور نفس انسان جو دنیا کی لذات سے خوش ہوتا ہے اسی واسطے اہل باطن اوس سے بچتے ہین
اور اوس دنیاپرستی کو شر نفس بولتے ہین اور پناہ مانگتے ہین بلکہ شیطان سے تشبیہ دیتے ہین
ہین نجم قران مین آیا ہے قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ
اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ۞ یعنے ایک عفریت
نے سلیمان سے کہا کہ مین تخت بلقیس کو لاسکتا ہون آپکی اوٹہنے سے پہلے اس لیے وجود خارجی
جن اور اوسکے اقسام کا مان لینا پڑیگا ورنہ تخت بلقیس کو اوٹہا لانا کیونکر صحیح ہوگا علاوہ اسکے
قرآن شریف مین ہے مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ
وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا الاٰیہ ظاہر ہے کہ بعد وفات حضرت سلیمان کے جو شیاطین نے
شہرت دی کہ سحر کرنا سلیمان کا کام تہا تو خدا تعالی نے فرمایا کہ سلیمان اس کفریات سے
بری ہے یہ شیطان اپنی کفریات سکہاتے ہین اور سلیمان پر ناحق تہمت لگاتے ہین وجود
خارجی شیاطین کا قابل انکار نہین ہوسکتا ہے ہفتم قرآن مین بہت آیات سی ثابت ہے
کہ شیطان اپنی پرستش کراتا ہے اور مشرک بناتا ہے چنانچہ ایک آیت مین عَبَدَ الطَّاغُوْتَ
کا لفظ ہے اور دوسری آیت مین ہے یٰاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ

وجود نفس ۱۲ منہ

وجود شیاطین خارجی کا ثبوت ۱۲

كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا اى باب ميرى مت پرستش كر شيطان كى بيشك شيطان ہے خداكا
نافرمان بردار باپ حضرت ابراہيم كا قوة بدلى كى پرستش نہين كرتا تہا ہشتم ضرب شيطان كا
ثبوت توہم دے چكے اب ديكہيے كہ ذريت وقوم شيطان كا بہى قرآن مين ذكر ہے اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ
وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ اور فرمايا ہے اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ
لَا تَرَوْنَهُمْ نہين معلوم كہ قوة جسمانى كى اولاد اور لشكر اور قوم كہان سے آويگى اور يہ آيت
كيونكر مطابقت كريگى نہم قرآن مين ہے هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ
تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ نازل ہونا شيطان كا خبرين غيب كى لانيكے واسطے كاہنون كے پاس
وجود خارجى پر دلالت كرتا ہے دہم خاتمہ سورہ ناس يعنى مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الخ
كو ملاحظہ كيجيے كہ اوسكا تطابق قوة مفتصرہ پر نہين ہوسكيگا يازدہم قرآن مين ہے
وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ
وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ يعنے گہبرالے جسكو گہبرا سكے اونمين
اپنى آواز سے اور پكار لا اونپر اپنے سوار اور پيدل سے اور ساجہا كرلے اونكے مال
اور اولاد مين ظاہر ہے كہ قوة بہيمہ كى نہ لشكر ہے نہ تمام آيت كا مضمون اوسپر صادق ہے
پہر بہى اگر حضور نہ مانين تو شركت شيطان كى بلفظ جن اولاد انسان مين حديث سے
ثابت كيے ديتے ہين چنانچہ سنن ابى داود مين ہے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ
رسول الله صلعم هل رءى او كلمة غيرها فيكم المغربون قلت وما المغربون
قَالَ الَّذِيْنَ يشترك فيهم الجن بلفظه يعنے شيطان شريك
ہوتا ہے زناكى اولاد كے نطفہ مين اونكو مغربون كہتے ہين دوازدہم قرآن مين ہے
فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ظاہر ہے كہ كنسو
كے بل دوزخ مين شيطان گريگا نہ قواى بسيطہ غير مجسمہ سيزدہم قرآن مين ايك ہى
ابليس كا ذكر ہے جو واسطے سجدہ كے ساتھ ملايك كے مامور ہوكر نافرمانى سے مردود
ہوا اوسكے باب مين فرمايا ہے عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ يعنے خدا نے
آدم كو خبر دى كہ يہ تيرا بہى دشمن ہے اور تيرى زوجہ كا بہى پہر كيونكر قوة بہيمہ مراد ليجاوے

وہ تو صرف آدم کی دشمن ٹھہرائی جاتی ہے کیونکہ خاص روح کی اپنے ہی بدن مین آدم کیواسطے
وہ دشمن تہی نہ پرائی روح کی تہی اور حضرت حوا کی قوۃ بہیمہ جسمانی کا نہ کچہ ذکر ہے نہ آدم کی کوئی
قوۃ حوا کی دشمن ہوسکتی تہی بلکہ زوجہ کے ساتہ رغبت کرنا اور شہوت مباشرت کی طرف
رجوع کرانا قوای جسمانی آدم کا عین اثر کامل سمجہا چاہیے پہر ایک ہی قوۃ آدم کی دونون دشمن
نہین ہوسکتی ومن ادعی فعلیہ البیان چہاردہم قرآن شریف مین ہے یٰۤاَبَتِ اِنِّیۡۤ
اَخَافُ اَنۡ یَّمَسَّکَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ فَتَکُوۡنَ لِلشَّیۡطٰنِ وَلِیًّا
یعنے حضرت ابراہیم نے کہا ای میرے باپ مجکو خوف ہے کہ کہین آلگے تجکو آفت خدا کی
یہان سے پہر تو ہو جاوے شیطان کا ساتہی غور فرمایئے کہ قوۃ بہیمہ تو ہر وقت ساتہی اور
رفیق رہتی ہے خدا کے عذاب کے وقت اوسکا ساتہی ہو جانا اور نہ ہو جانا کیونکر فرمایا جاتا
ہان شیطان کا کسی وقت ساتہی ہونا کسی وقت نہونا صحیح ہے اسی پر اشارہ ہے کہ شیطان کا
ساتہ نہ دے رحمن کی طرف رجوع لا اور آفت کیوقت شیطان کی رفاقت باعث خلود فی النار
ہو جاویگی الا قوۃ جسمانی سے یہان تطابق نہین ہوسکتا پانزدہم کلام الٰہی مین آیا ہے
وَقَالَ الشَّیۡطٰنُ لَمَّا قُضِیَ الۡاَمۡرُ اِنَّ اللّٰہَ وَعَدَکُمۡ وَعۡدَ الۡحَقِّ وَوَعَدۡتُّکُمۡ
فَاَخۡلَفۡتُکُمۡ وَمَا کَانَ لِیَ عَلَیۡکُمۡ مِّنۡ سُلۡطٰنٍ اِلَّاۤ اَنۡ دَعَوۡتُکُمۡ فَاسۡتَجَبۡتُمۡ لِیۡ فَلَا
تَلُوۡمُوۡنِیۡ وَلُوۡمُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ مَاۤ اَنَا بِمُصۡرِخِکُمۡ وَمَاۤ
اَنۡتُمۡ بِمُصۡرِخِیَّ اِنِّیۡ کَفَرۡتُ بِمَاۤ اَشۡرَکۡتُمُوۡنِ مِنۡ قَبۡلُ
اِنَّ الظّٰلِمِیۡنَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ تطابق مضمون آیت کا قوۃ بہیمہ کے
ساتہ متعذر ہے کئی وجہ سے اول وہ جسم انسانی سے خالی نہین ہے جو اپنے تئین
اہل دوزخ سے بری ہونیکی تقریر کرے دوم اقتضا اوسکا جو کچہ ٹہرایا جاوے مگر وہ
کوئی وعدہ نہین کرتی ہے جیسا کہ شیاطین مشرکون کے ساتہ وعدہ کرتے ہین کہ ہم تمکو
عذاب آخرت سے بچا لینگے خواہ شفیع کفار بنکر خواہ خود معبود ٹہر کر اور اسی امید پر وہ شرک
کیا کرتے ہین اور مشرک سمجہتے ہین هٰؤُلَاۤءِ شُفَعَآؤُنَا عِنۡدَ اللّٰہِ لکن قوۃ جسمانی کو
نہ کوئی کافر و مشرک شفیع اپنا خدا کے یہان سمجہتا ہے نہ اوسکو اپنا معبود جانتے ہین نہ وہ

کیا وعدہ کرینگی اور کہان سے دہوکا دینے کی عقل اوسکو حاصل ہوگی سوم ما کان لی علیکم من سلطان قوت بہیمیہ پر منطبق نہوگا کیونکہ وہ عین انسان ہے پہر ضمیر حرف لی نکے معنا علیکم کی ہونی ضرور ہے یعنی علیکم مین انسان کامل کے ساتہ خطاب ہے جسمین تمام قوی بہی شامل ہین نہ بعض اجزاے جسمانی کے ساتہ لامحالہ وہ متکلم غیر انسان ہوگا جو شیطان رجیم ہے چہارم فلا تلوموني ولوموا انفسکم بہی قوت جسمانی پر دلالت نہین کرتا ہے اور تقریر اوپر کے بیان بہی قائم ہے اور اس لفظ نے وہ شبہہ بہی رفع کردیا جو محب سمد الہ بادی کی عبارت سے تبین الکلام مین جناب مخاطب نے صوفیہ کے نزدیک وجود حقیقی ابلیس کا انکار سمجہا ہے حالانکہ یہان صاف آیت مین موجود ہے کہ شیطان کہیگا کہ تم خود اپنے ہی نفس کو ملامت کرو جنہے میرا کہنا مانا مین نے تو صرف اپنی طرف بولایا تہا اب مین تمہارے نفس کو دوزخ سے بچانے پر قادر نہین ہون بس ظاہر ہوگیا کہ شیطان ماعدای نفس انسان ہے اور وہی موسوس اور مغوی اور دہوکا دینے والا اور قیامت کے دن صاف علیحدہ ہوجانیوالا ہے نہ کوئی قوت جسمانی پنجم لفظ بما اشرکتمون ہرگز قوت جسمانی پر صادق نہین آئیگا کیونکہ خدا کا شریک اپنی ہی قوت بدنی کو کوئی کافر و مشرک نہین ٹہراتا ہے ہان شیطان کی پرستش کرتے ہین وہ بتون مین سے کبہی کبہی آواز سناتا ہے اور انواع و اقسام کی زینت اونکی اعمال شرک کو دیتا ہے کما لا یخفی ششم وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ قوت بہیمیہ پر کیونکر منطبق ہونگی یعنے کسی انسان کی قوت قسم کہا کر نفس سے باتین نہین کرتی ہے اگر بہت کوشش ثبوت مین کسی قوت کی فرمائی جائیگی تب بہی قدرت جسمانی کو منہی قوت خارج ہوگی اور بندیہ اور قدرہ کر شہوات نفسانیہ کا ظہور مین آنا جناب عالی قائم کرسکینگی نہ کچہ زیادہ کیونکہ تعریف قوی کی بدل نہین سکتی ہین نہ خلاف علم حکمت کی تقریر کرسکتے ہین ہان یہ ہوسکتا ہے کہ جس کسی قوت کا نام کتب فن مین کچہ مقرر ہوا اسکو دوسری لفظ کے ساتہ مجازا بولتے ہونگے لاکن محل و مبدء و تعریف کی تبدیل متعذر ہے تو پہر کیونکر با قدرت قوت قسم کہا سکتی ہے اور قسم کی لفظ کو بہی اگر حقیقی نہ سمجہینگی تو پہر سارا قرآن مجازی ہی ہوتا چلا جائیگا تو بہی یہ سوال ہوگا کہ اگر مجرد تاکید کا نام قسم ہے تو

انی لکما لمن الناصحین کہان جائیگا فتدبر علاوہ اسکے قسم کہانے والا واحد ہے یعنی
وہی ابلیس جسکا اوپر سے ذکر چلا آیا ہے او ضمیر تثنیہ کی دلالت کرتی ہے کہ اوسے ایک ابلیس نے دونو کے
سامنے قسم کہائی ہے اس بات کی تصدیق پر کہ مین تمہارا خیرخواہ ہون اور نیک صلاح دیتا ہون
آپ ذرا غور فرمائیے کہ جناب عالی نے صرف قوۃ آدم کو ابلیس ٹھرایا ہے نہ قوت حضرت حوا کو
بہی کیونکہ حکم سجدہ کا واسطے آدم کے تہا خواہ وہ سجدہ آپ ہی کا مخترعہ ہو خواہ حقیقی ہو مگر بہر کیف
سارا معاملہ حضرت آدم ہی کا چسپان کردیا ہے قوائے آدم پر بس ضرور ہوا کہ ابلیس قسم کہانے والا
بہی وہ ہی ایک قوت آدم کی ہو تو آپ ارشاد فرمائیے کہ آدم کے بدن سے باہر تشریف لا کر حضرت
آدم کی قوت نے والدہ صاحبہ کو کس طرح پکارا اور کیسی قسم کہا کر سمجہا دیا اور کیونکر تاکید کردی
وہ جو الفاظ ظرافت آمیز تقریر زبانی مین حضور بولا کرتے ہین کہ شیطان نے حوا سے کیا کہا ہوگا
اب یہان یاد کر لیجیے والعاقل تکفیہ الاشارہ غرض کہ تمام آیات قرآنی کا لکہنا ضرور
نہین ہے اسقدر بہی انصاف دوست حق پسند طبیعت کے واسطے کافی ہے مگر متعصب
کا کچہ علاج نہین ہے اگر ناحق کی پیروی نہ کیجائیگی تو مخالفت کتاب و سنت سے باز آوینگے
ورنہ بیفائدہ ہوگا گو ہم سارا قرآن پڑہ ہی سنائینگے فائدہ جناب مو حد ملت نیچریہ نے تعصب
کی مذمت اپنی تقریر مین جو لکہی ہے اوس سے یہ پایا جاتا ہے کہ جو شخص پکا مضبوط عقائد
اہل سنت و مذہب حنفیہ شافعیہ حنبلیہ مالکیہ پر ہوا اور مخالفت جمہور و ترک جماعت کو نہ مانتا ہو
اوسکو گویا متعصب کہنے لگتے ہین اور پیرو ر پردہ یہ جانتے ہین کہ اگر کوئی شخص ہماری مخترعات
کو نمانے تو وہ متعصب قرار پاوے لہذا ایک حدیث سنن ابی داؤد سے ہم لکہے دیتے ہین تاکہ تعصب
کی مراد اوسکی معلوم ہو جاوے کہ متعصب وہی شخص ہے جو امر ناحق کی پیروی کرتا ہو اور اوسکی طرف
دعوۃ و نصرۃ قوم کی کرے اوسی کے واسطے ہلاکت کا وعدہ ہے سنن ابی داود مین ہے
باب العصبیہ عن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود عن ابیہ قال
من نصر قومہ علی غیر الحق فھو کالبعیر الذی
ردی فھو ینزع بذنبہ بلفظہ یعنے جو شخص نصرۃ دیگا اپنی قوم کو ناحق پر وہ
ہلاکت و گناہ مین ایسا کریگا جیسے اونٹ کو تین مین کرے اور دم کہینچنے سے نہ نکل سکے

بعد بخشش کے کتاب اللہ کی اب ہم چند احادیث رسول اللہ صلعم کی اپنے مذہب مختار کے ثبوت مین نقل کرتے ہین۔ مشکوٰۃ شریف مین ہے۔ عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اذا قرء ابن ادم السجدۃ فسجد اعتزل الشیطان یبکی یقول یا ویلتی امر ابن ادم بالسجود فسجد فلہ الجنۃ وامرت بالسجود فابیت فلی النار رواہ مسلم (یعنے بنی آدم جسوقت سجدے کی کوئی آیت پڑہ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان علیحدہ ہوکر روتا ہے اور کہتا ہے ہائے افسوس حکم دیا گیا ابن آدم کو سجدہ کرنیکا اوسنے سجدہ کیا اور اب اوسکے واسطے بہشت ہے مگر مجھکو حکم دیا گیا سجدے کا پہر مین نے انکار کیا پس میرے واسطے دوزخ ہے) اس حدیث سے کئی فائدے حاصل ہوتے ہین اولاً ماموربسجدہ ابلیس تہا جسکا وجود خارجی متحقق ہے اور جو بنی آدم کو دیکہکر روتا ہے اور اپنے انکار پر افسوس کرتا ہے تو اب قوۃ بہیمیہ خواہ کوئی دوسری قوۃ مراد نہین ہوسکتی ہے کیونکہ کسی بنی آدم کو ایسا اتفاق نہین ہوتا ہے کہ جب وہ خود یا دوسرا ہماری قرآن کو سجدہ تلاوت مین دیکہتا ہو تو اوسکی ایک قوت کا اطاعت نکرنا یعنے وہ سجدہ نکرنا جو مخاطب سے نے ایجاد کیا ہے باعث گریہ وزاری ہوتا ہو خود ہی سجدہ کرکے خوش ہوتا ہے اور اوسی خیال سے سجدہ کرتا ہے کہ ہمکو جنت ملیگی مگر خود بہی یہ خیال نہین کرتا ہے کہ ہماری ایک قوۃ دوزخ کو جائیگی علاوہ اسکے ابن آدم تو مع تمام قوی کے مراد ہے پہر اوسی کا ایک جزو بدن روے اور باقی جسم ہنسے اور خوش ہو عجیب خرافات ہے یہ حال تو متعلق اپنے ہی سجدہ سے ہوا باقی رہا دوسرے شخص کا سجدہ مین دیکہنا حاشا کہ کسی مسلمان کو خیال بہی اوسوقت آتا ہو کہ افسوس سجدہ کرنے والا جنت کو جائیگا اور ہم قطعی جہنمی ہوچکے ہین یا ہماری ایک قوۃ جہنم کو جائیگی شاید حضور کو ہوتا ہوگا دوم یہ بہی ثابت ہوگیا کہ سجدہ سے مراد سجدہ حقیقی ہے یعنی پیشانی کا زمین پر رکہنا جناب حامی ملت نیچر ہے نے جو اوسکے معنی قوۃ بدن کی اطاعت کی ٹہرائے ہین غلط ہین کیونکہ تلاوت کے وقت ابن آدم کا سجدہ حقیقی ہوتا ہے اوسی کو دیکہکر شیطان رجیم اپنے سجدہ نکرنے پر حسرت کرتا ہے سوم شیطان کا اس قابل وجود ہے کہ رونا و حسرت کرنا اور دیکہنا اوسکا ثابت ہے یہی وجود خارجی

ابلیس مین کیا کلام ہوسکتا ہے اور مطابقت اس حدیث کی ہرگز تفسیر مخترعہ جناب عالی سے نہین ہوسکتی کیا عجب ہے کہ پہلے ہی حدیث سے خاتمہ اپنے مذہب کا دیکھکر کسی تاویل علیل آمادہ ہون مگر ہم مجبور ہین اگر ایسی عمدہ حدیث نمانینگے فبای حدیث بعدہ یومنون انصاف کرین کہ ایسا کب ظہور مین آتا ہے کہ جب کوئی ابن آدم سجدہ کرتا تو کسی کی قوۃ بہیمیہ ویا کرتی ہے اور ایسا خیال کرتی ہی جو حدیث مین مذکور ہے لامحالہ وجود خارجی شیطان قابل تسلیم ہی صحیح مسلم مین ہے عن ابی الدرداء قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فسمعناہ یقول اعوذ باللہ منک ثمّ قال العنک بلعنۃ اللہ ثلثا وبسط یدہ کانہ یتناول شیئا فلمّا فرغ من الصلوٰۃ قلنا یارسول اللہ قد سمعناک تقول فی الصلوۃ شیئا لم نسمعک تقولہ قبل ذلک ورأیناک بسطت یدک قال ان عدو اللہ ابلیس جاء بشہاب من نار لیجعلہ فی وجہی فقلت اعوذ باللہ منک ثلث مراۃ ثمّ قلت العنک بلعنۃ اللہ التامۃ فلم یستاخر ثلث مرات ثم اردت اخذہ واللہ لولا دعوۃ اخینا سلیمان لاصبح موثقا یلعب بہ ولدان اہل المدینۃ

ف۔ حضرت سلیمان نے دعا کی تھی کہ میرے بعد حکومت جن وشیاطین وغیرہ پر کسیکو نہووے تسخیر جن وشیاطین وطیور وغیرہ کی خصوصیات حضرت سلیمان سے ہوگئی ہے قرآن شریف مین اسکا ذکر ہوا ہے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ ابلیس نے نماز مین آکر چاہا کہ انگارہ آگ کا حضرت رسول صلعم کے منہ پر مارے اور حضرت نے چاہا کہ اوسکو پکڑ کر باندھ رکھین ایسا کہ صبح کو مدینہ کے لڑکے اوس سے کھیلین مگر بنظر دعای حضرت سلیمان کی چھوڑ دیا۔ پس وجود خارجی ابلیس مین کیا کلام رہگیا۔ اور مشکوٰۃ مین حدیث ہے عن جابر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان ابلیس یضع عرشہ علی الماء ثم یبعث سرایاہ یفتنون الناس فادناہم منزلۃ اعظمہم فتنۃ یجیٔ احدہم فیقول فعلت کذا وکذا فیقول ما صنعت شیئا قال ثم یجیٔ احدہم فیقول ما ترکتہ حتی فرقت بینہ وبین

امرءته قال فیدنیه منه ویقول نعم انت قال الاعمش اراه قال فیلتزمه رواه مسلم
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابلیس لعین کا تخت دریا پر رکہا جاتا ہے اور وہ اپنے لشکر کو واسطے
اغوای بنی آدم کے روانہ کرتا ہے اور اونمین سے زیادہ تقرب اوسکو ہوتا ہے جو اغوا مین کوئی
بڑا کام کرکے آتا ہے پہر آتا ہے ایک اون لشکریون مین کا تو کہتا ہے کہ ایسا اور ایسا کام اغوا کا مین نے
کیا تب ابلیس جواب دیتا ہے کہ کچہ بہی نہین کیا پہر ایک آکر بولتا ہے کہ ابن آدم کو مین نے
نہچوڑا ایمان تک کہ جورو خصم مین مفارقت کرادی تب اوسکو ابلیس اپنا مقرب گردانتا ہے
اور کہتا ہے کہ توہی اچہا ہے اور وہ ہی ملازم خاص اور مقرب کر لیا جاتا ہے — برای خدا
انصاف سے فرمائیے کہ قوت بہیمیہ سے اور مضمون حدیث کیا علاقہ ہے اور اس سے زیادہ
کیا ثبوت وجود خارجی ابلیس و جنود ابلیس کا درکار ہے ایک حدیث نے تمام اوہام کا ازالہ
کر دیا ہے — اور مشکواۃ شریف مین ہے عن انس قال قال رسول اللہ صلعم
رصّوا صفوفکم وقاربوا بینہا وحاذوا بالاعناق فوالذی نفسی بیدہ انّی
لاری الشیطان یدخل من خلل الصفوف کانہا الحذف رواہ ابوداود اور
احمد کی روایت مین ہی آیا ہے قال الشیطان یدخل فیما بینکم بمنزلۃ الحذف
حضرت رسول صلعم قسم خدا کی کہاتے ہین کہ ہم دیکہتے ہین شیطان کو کہ فاصلہ صفوف نماز مین
داخل ہوتا ہے جانور کا بچہ بن کر لہذا تاکید فرماتے ہین نمازیون کو کہ صفو مین فاصلہ نچہوڑا کرو
ملکر کہڑے ہوا کرو اب کسی مسلمان کی بہلا کیونکر یہ جرات ہو سکتی ہے کہ حضرت صلعم کی قسم کو
جہوٹا سمجہے یا تحریف معنوی مین مبتلا ہو — ہرگز کوئی قوت بہیمیہ صورت بنا کر خارج مین نہین جاتی
نہ کسیکو نظر آتی ہے نہ جسم سے مفارقت کرتی ہے اور مشکواۃ مین ہے عن ابن مسعود
قال ذکر عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رجل فقیل لہ مازال نائماً حتّی اصبح ما
قام الی الصلوۃ قال رجل بال الشیطان فی اذنہ او قال فی اذنیہ متفق علیہ
— یہ حدیث متفق علیہ بخاری ومسلم کی ہے اور وجود خارجی ابلیس پر دال ہے اسکا
فعل خارجی گو ہمکو نظر نہ آتا ہو مگر ہمارے رسول صلعم نے جو خبر دی ہے وہ غلط نہین ہو سکتی
اور مطابقت اوسکی قوت بہیمیہ پر متعذر ہے کیونکہ لفظ بال الشیطان اوسپر صادق نہین آتا

نہ کسی لغت یا محاورہ اہل لسان سے ثبوت ہوسکتا ہے ہان شیطان کا ایسا فعل اہل اللہ
دریافت کر لیتے ہین چنانچہ اس حدیث کے شراح نے بیان بہی کر دیا ہے شرح مشکوٰۃ کی
ملاحظہ فرماتیے ـــ اور مشکوٰۃ مین ہے عن ابن مسعودؓ قال قال رسول
اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ما منکم من احد الا وقد وکل بہ قرینہ
من الجن وقرینہ من الملائکۃ قالوا وایاک یا رسول اللہ قال وایای ولکن اللہ اعاننی
علیہ فاسلم فلا یامرنی الا بخیر ۃ
رواہ مسلم اس حدیث کا ترجمہ تبیین الکلام مین خود حضرت مخاطب نے ان الفاظ سے کیا ہے
ـــ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تمسے (یعنے بنی نوع
انسان مین سے) کوئی نہین ہے جسکے ساتہ ایک اوسکا ساتہی جن یعنے شیطان سے
اور ایک ساتہی فرشتون مین سے نہو لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپکو بہی آپ نے
فرمایا کہ میرے بہی لیکن اللہ تعالے نے میری مدد کی اوسپر پہر وہ مطیع ہو گیا مجکو کچہ نہین کہتا
مگر بہلائی کا اور بعد لکہنے ترجمہ کے اپنی رای یہ لکہی ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے
کہ شیطان وہی قوای بہیمیہ ہین جنسی انسان کی ترکیب ہوئی ہے نہ اور کچہ بلفظہ خاکسار عرض
کرتا ہے کہ مخاطب نے اس مقام پر کئی غلطی کی ہین اول اسلم کا لفظ جو حدیث مین
تہا اوس سے یہ مراد تہی کہ وہ شیطان جو حضرت کے ساتہ تہا بسبب عنایت الہی کے
و عصمت جناب رسالت پناہ کی مسلمان ہو گیا تہا سو بجاے مسلمان ہوجانے کے مطلق
مطیع ہونا لکہا تہا کہ کسی قدر قوت بہیمیہ پر منطبق کرین ظاہر ہے کہ مطیع ہونا احکام خدا و رسول کا
اور ایمان لانا وحدانیت و رسالت پر اور قبل اوس سے کافر ہونا شیطان مذکور کا لفظ اسلم
سے معلوم ہوتا تہا مگر مخاطب نے وہ معنی اختیار کیے ہین جس سے مسلمان ہونا نہین
بلکہ استعمال اختیار مین آجانا نکلتا ہے فافہم دوم لفظ جن کا وارد ہوا ہے جو صاف دلالت
کرتا ہے کہ شیطان جن سے ہے پہر کیونکر قوت بہیمیہ جن بہی ٹہہر جائیگی خصوصاً کلام
نبوی مین ـــ کہ تحت کلام الخالق و فوق کلام المخلوق فصاحت اور ہدایت مین ہے
پہیلی اور چیستان بولنے کو رسول نہین آئے تہے ـــ اور مخاطبین کیونکہ قوت بہیمیہ ہی جہہ ہونگے

جنہوں نے ایاک یارسول اللہ کہکر سوال کیا تہا بلکہ صحابہ کرام خود جانتے تہے کہ انسان کا ل
ساتہ کل قوی کے ہوتا ہے لامحالہ قوی ضروریہ سے حضرت کا بہی جسم مبارک خالی نہ تہا انما انا
بَشَرٌ مِثْلُکُم حضرت کی ہی شان تہی پہر یہ سوال کرنا کہ آپ مین بہی وہ قوت ہے یا نہیں
جو ہر انسان کے واسطے لازم ہے خیال عجیب و قیاس غریب جناب مخاطب کا ہے ہان
تعین وقرین ہونا شیطان کا باوجود ثبوت عصمت کے ظاہر امنافی شان عصمت کسی قدر
سمجھکر سوال کیا تہا اوسیکے مطابق جواب ملا کہ وہ شیطان مسلمان ہوگیا ہے اب کسی طرح
وہ مجکو اغوا نہین کرتا ہے بلکہ میرے واسطے دلالت طرف خیر کے کرتا ہے لاکن بہوک اور
پیاس اور شہوت جماع وغیرہ لوازم بشریت سے ہرگز مبرا ہونا حضرت صلعم کا مسلم نہین ہے
بلکہ صحیح ترمذی مین ہے فاختار اللہ لنبیہ صلعم الامرین فکان یطوی الایام لایاکل
حتی یشد الحجر علی بطنہ ومع ذلک یطوف علی نسائہ فی الساعۃ الواحدۃ
انتہی مختصرًا علی ما نقل عنہ فی القسطلانی اور بخاری مین ہے ان انس ابن مالک حدثہم
ان النبی صلعم کان یطوف علی نسائہ فی اللیلۃ الواحدۃ ولہ یومئذ تسع نسوۃ بلفظہ **فائدہ** جو حدیث سے
ہماری مستند ہے اوس سے بہی ثابت ہوا کہ جو شیطان حضرت کے ساتہ موکل تہا وہ مسلمان ہوگیا تہا اور اوسکے شر سے
حضرت یہانتک محفوظ تہے کہ وہ امور خیر کی طرف دلالت کیا کرتا تہا مگر اس سے یہ لازم
نہین اتا کہ دیگر شیاطین قصد ایذای رسول مقبول صلعم کا نکرتے ہون جیسا کہ دوسری روایات
سے ظاہر ہوتا ہے مگر بسبب عصمت وحفظ الہی کے حافظ حقیقی حضرت صلعم کو اون
کے شر سے بہی محفوظ رکہتا تہا اور یہانتک حضرت صلعم کو قدرت دیتا تہا کہ اگر چاہتے تو
بہ برکت اسماء الہی کے گرفتار کرکے ستون مسجد سے باندہ دیتے پس توافق کل احادیث مین
ظاہر ہوگیا اور جو اکثر دعاؤن مین حضرت نے پناہ مانگی ہے شیاطین سے وہ اونہین شیاطین
سے مراد ہے جو شیطنت پر قائم تہے نہ اوس سے بہی جو مسلمان ہوگیا تہا اور شیطنت
کے اطلاق سے مبرا ہوا تہا یا واسطے امت اور حفظ اپنی کی بے ایذای جسمانی سے
مثل پہینکنے انگارون کے حضرت کے منہ پر سے فافہم اور مشکوٰۃ شریف مین ہے
عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا سمعتم صیاح الدیکۃ

فاسئلوا اللہ من فضلہ فانہا رات ملکا واذا سمعتم نہیق الحمار فتعوذوا باللہ من الشیطان الرجیم فانہ رای شیطانا متفق علیہ غور کرنا چاہیے کہ حضرت رسول صلعم صاف فرماتے ہین کہ جسوقت مرغ بانگ دے خدا سے دعا مانگو اوسکے فضل کی کیونکہ مرغ فرشتہ کو دیکھکر بولتا ہے مگر جب گدہا بولا کرے تو پناہ مانگا کرو شیطان سے کیونکہ گدہا شیطان کو دیکھکر بولتا ہے نہین معلوم کیونکر جناب مخاطب قوت انسانی کا وجود خارجی بناکر اس قابل ٹھہراینگے کہ وحشی جانور اوسکو دیکھہ سکین لامحالہ وجود خارجی شیطان کا اور بانگ کا مان لینا پڑیگا کما نحنی مشکوۃ مین ہے عن جابر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول ان الشیطان اذا سمع النداء بالصلوۃ ذہب حتی یکون مکان الروحاء قال الراوی والروحاء من المدینۃ علی ستۃ وثلثین میلا رواہ مسلم اگر وجود خارجی ابلیس کا نہین ہے تو اذان سنکر ۳۶ میل تک کسکی قوت بہیمیہ بدن سے نکلکر بہاگتی ہے اور کس مصلی کو معلوم ہوتا ہے کہ میرے بدن کی ایک قوت جدا ہوگئی مشکوۃ مین ہے عن عبداللہ بن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا طلعت الشمس فامسک عن الصلوۃ فانہا تطلع بین قرنی الشیطان انتہے مختصرا بلفظہ رواہ مسلم اور دوسری حدیث مین ہو ثم اقصر عن الصلوۃ حتی تغرب الشمس فانہا تغرب بین قرنی الشیطان وحینئذ یسجد لہ الکفار ۔ دونون حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عین طلوع وغروب آفتاب کے وقت نماز سے منع کیا ہے کیونکہ ان اوقات مین شیطان کھڑا ہوتا ہے سامنے آفتاب کے اور اپنا سر اوسکی طرف نزدیک کرتا ہے اور سامنے ہوتا ہے آفتاب پرستون کے کہ اوسکو سجدہ کرتے ہین گویا وہ عبادت شیطان کی ہوتی ہے تو ایسے وقت مین سجدہ کرنا خدا کا حضرت رسالت پناہ نے پسند نہین فرمایا اور منع کردیا تاکہ بلا ضرورت تنگی وقت وخوف ترک فریضہ کی مشابہت ومماثلت شعار کفار عبدالطاغوت وساجدین للشمس سے پرہیز کرین بالجملہ احادیث مذکورہ سے وجود خارجی شیطان کا لازم آتا ہے اور قوت بہیمیہ سے کچھ تعلق

نہین ہوتا مشکوٰۃ شریف مین آیا ہے عن نافع قال کان عبد اللہ بن عمرؓ اذا جلس
فی الصلوٰۃ وضع یدیہ علی رکبتیہ واشار باصبعہ واتبعہا بصرہ ثم
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لہی اشد علی
الشیطان من الحدید یعنی السبابۃ رواہ احمد
انصاف کیجیے کہ جب کوئی شخص نمازمین وقت تشہد کے سبابہ سے اشارہ کرتا ہے تو گویا
قوت بہیمیہ کو نوک سنان کی زخم کی کیفیت اور صدمہ معلوم ہوتا ہے یہان پر اشارہ شیطان پر
شاق گذرتا ہے اوسکو وہ ایذا ہوتی ہے جو حدیث مین مذکور ہے وہو المقصود —
مشکوٰۃ شریف مین ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما من بنی آدم مولود الا یمسہ
الشیطان حین یولد فیستہل صارخا من مس الشیطان
غیر مریم وابنہا متفق علیہ
اس حدیث کا ترجمہ حضرت مخاطب نے تبیین الکلام مین کیا ہے اور بعدہ اپنی رائے
لکھی ہے چنانچہ اوسکی عبارت یہ ہے — اسی کتاب مین بخاری اور مسلم
سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی
بچہ بنی آدم کا نہین ہے جسکی پیدائش کے وقت شیطان نے اوسکو
نچھوا ہو پھر وہ چلاتا ہے شیطان کے چھونے سے سوای مریم اور اونکے
بیٹے حضرت مسیح کے — پس غور کرو کہ رونا بچہ کا ہر وقت پیدا ہونیکے ہوتا ہے
بسبب تحریک قواے بہیمیہ کے جسکو اس جگہہ شیطان کے چھونے سے
تعبیر کیا گیا ہے — حضرت مریم اور حضرت مسیح علیہ السلام کو اس بات
سے اسلیے مستثنے کیا ہے کہ قواے بہیمیہ غالب تر قوت جو انسان مین ہے
اور جو اوسکی عفت وعصمت مین خلل ڈالتی ہین اوس سے اونکا بری ہونا ظاہر
پر ثابت کیا جاے انتہی بلفظہ اقول تاویل علیل جناب مخاطب کی
کئی وجہ سے مخدوش ہے اول لا نسلم کہ رونا بچہ کا بسبب تحریک اوس قوت خاص کی ہوتا ہے

جسکا نام آپنے شیطان رکہا ہے اپنے دعوے کو علم حکمت کے برہان فارغ عن الاحتمال سے ثابت کیجیے ورنہ بمقابلہ نص صریح کے محض تحکم کس کام کا ہے دوم جبکہ مطلق اشارہ طرف قوت انسانی کے حدیث میں نہیں ہے نہ محاورہ اہل لسان کا ہے کہ شیطان بولا کرین اور قوت جسمانی خاص مراد لین تو یہ خلاف تبادر اذہان کے کیونکر آپ کے معنی صحیح ہو سکتے ہین سوم مس ایک فعل ایسا خارجی ہے جسکا وقوع خارج بدن پر ہونا چاہیے اور قوت انسانی وجود خارجی نہین رکہتی ہے تو قابلیت مس کی بہی معدوم ہے والا وجود خارجی ابلیس سے انکار اور قوت انسانی کی وجود فی الخارج کا اقرار کرنا پڑیگا چہارم لا نسلم کہ حضرت مریم علیہا السلام خواہ حضرت مسیح انسان کامل نتہے جو کسی قوت سے وہ دونون مستثنے ہون بلکہ مثل عیسی کمثل آدم سمجہنا چاہیے ورنہ لازم آتا ہے کہ حضرت مسیح انسان ناقص ہون اور یہ امر کسی قاعدہ علمی کے موافق نہین ہو سکتا ہے پنجم حضرت مخاطب نے ہرگز نہین سمجہا ہے کہ قصہ استثناء حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت مسیح علیہ السلام کا کیا ہی اصل بات یہ ہے کہ یہ دعا پہلے سے قبول ہو چکی تہی کہ حضرت مریم کو اور اونکی ذریت کو شر شیطان رجیم سے پناہ ملیگی چنانچہ قرآن شریف مین آیا ہے اِنِّیۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اور حدیث گویا تفسیر ہے اسی آیت کی اور جب یہ ثابت ہوا کہ پہلے سے دعا قبول ہو چکی تہی کہ شیطان کے شر سے وہ دونون نفوس قدسیہ محفوظ رہین گے اور ویسا ہی واقع ہوا تو کیونکر حدیث کے معنی مخاطب والامراتب کے موافق ہو سکتے ہین موطا امام مالک مین ہے اسری برسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم فرأی عفریتا من الجن یطلبہ بشعلۃ من نار کلما التفت رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم رآہ فقال لہ جبرئیل افلا اعلمک کلمات تقولہن اذا انت قلتہن طفئت شعلتہ وخر لفیہ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم بلی فقال جبرئیل قل اعوذ بوجہ اللہ الکریم الخ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ شیطان رجیم کو حضرت صلعم نے دیکہا اور اوسنے جو شعلہ آتش سے جلا دینے کا قصد کیا تہا اوسکے بجہا دینے کے واسطے جبرئیل علیہ السلام نے ایک دعا تعلیم کے مطابقت اس حدیث کی قوت بہیمیہ کے ساتہ ہرگز نہین ہو سکتی ہے کیونکہ ساتہ عفریت کے لفظ جن کا بہی موجود ہے اور قوت انسانی نظر نہین آتی ہے

نہ اوس کا وہ فعل سے کسی پر انگارا آگ کا پہینک سکے کما لا یخفی اور مشکوۃ شریف مین ہے
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بنی آدم یطعن الشیطان فی جنبہ باصبعہ
حین یولد الخ ظاہر ہے کہ قوت بہیمہ کی اونگلیان ہین جو بچے کی پسلی مین چبہو سے نہ خارج بدن
انسان پر وہ حرکت کر سکتی ہے و من ادعی فعلیہ البیان مشکوۃ شریف مین ہے عن حذیفہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان الشیطان یستحل الطعام ان لا
یذکر اسم اللہ علیہ رواہ مسلم ایضا فیہ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ وسلم اذا دخل الرجل بیتہ فذکر اللہ تعالی عند دخولہ و عند طعامہ
یقول الشیطان لا مبیت لکم و لا عشاء و اذا دخل فلم یذکر اللہ عند دخولہ قال
الشیطان ادرکتم المبیت و اذا لم یذکر اللہ عند طعامہ قال ادرکتم المبیت و العشاء
رواہ مسلم ایضا فیہ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یاکلن
احدکم بشمالہ و لا یشربن بہا فان الشیطان یاکل بشمالہ و یشرب بہا
رواہ مسلم ایضا فیہ عن جابر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
یحضر احدکم عند کل شیء من شانہ حتی یحضر عند طعامہ فاذا سقطت
من احدکم اللقمہ فلیمط ما کان بہا من اذی ثم لیاکلہا و لا یدعہا
للشیطان فاذا فرغ فلیلعق اصابعہ فانہ لا یدری فی ای
طعامہ تکون البرکۃ رواہ مسلم

چارون احادیث مذکورہ سے فوائد معلوم ہوتے اول جس طعام پر خدا کا نام نہ لیا جاے
شیطان اوس کہانے مین شریک ہوتا ہے دوم جب کوئی شخص بغیر لینے نام خدا کے گہر مین داخل
ہوتا ہے تو شیطان کو بہی اوسکے گہر مین رات کا رہنا میسر آتا ہے و الا فلا علی ہذا القیاس جب بغیر
لینے نام خدا کے گہر مین داخل ہوتا ہے اور کہانا بہی کہاتا ہے تو شیطان کو اوسکے گہر مین اوسکا
رہنا اور کہانا میسر ہوتا ہے و الا فلا سوم شیطان اپنے گروہ شیاطین سے کہتا ہے کہ اب تمکو بیتوتت
اور طعام دونون میسر آتے چہارم قوت بہیمیہ کا کام نہین ہے کہ وہ داہنے ہاتہ سے نہ کہایا کرے
نہ پیا کرے لہ بائین ہاتہ سے کہاتی پیتی ہو مگر شیطان کی یہ عادت حدیث مین مذکور ہوتی ہے

بیچ جو لقمہ گر پڑے اوسکو جھاڑ پونچھ کر اگر نہ کھایا جاوے تو وہ شیطان کو ملتا ہے مگر قوت بہیمیہ کا یہ طعام
و غذا نہین ہے کما لا یخفی ظاہر ہے کہ قوت انسان کی ایسی شے نہین ہے کہ اوس کا داخل ہونا
یا نہونا گھر مین یا کھانے سے محروم ہونا نہونا صحیح ہو سکے ہر روز و ہر شب و ہر ایک طعام کے وقت
انسان کے ساتھ قوۃ رہتی ہے اور اوسکا جز و لاینفک ہے پس متعین ہوا کہ شیطان کا وجود خارجی
ہے جو کبھی داخل ہو سکتا ہے اور کبھی نہین فافہم مشکوۃ مین ہے عن عائشۃ قالت
سمعت رسول اللہ صلعم یقول ان الملئکۃ تنزل فی العنان وھو
السحاب فتذکر الامر قضی فی السماء فتسترق الشیاطین السمع الحدیث
غور کیجے کہ جب ملائک آسمین احکام الٰہی کو بیان کرتے ہین تو کس انسان کی قوت بہیمیہ واسطے استراق
سمع کو وہان جاتی ہے اور خبرین لاتی ہے لامحالہ یہ کام اوسی شیطان کا ہے جسکا ذکر حدیث مین ہے
اور وجود خارجی اوسکا بخوبی ثابت ہو گیا مشکوۃ مین ہے عن ابی ھریرۃ ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان
لا یتمثل فی صورتی متفق علیہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شیطان
خواب مین صورت انسان کی بنا کر دکھا سکتا ہے سوای صورت حقیقی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی
اور یہ کام کسی آدمی کی قوۃ بہیمیہ کا نہین ہے عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا کان جنح اللیل فکفوا صبیانکم فان الشیطان ینتشر حینئذ فاذا ذہب
ساعۃ من اللیل فخلوھم واغلقوا الابواب واذکروا اسم اللہ فان الشیطان
لا یفتح بابا مغلقا الخ اس حدیث سے صاف ثابت ہے کہ شام کے وقت شیاطین اوسکے
پھرتے ہین اور خدا کا نام لیکر جو دروازہ بند کیا جاوے اوس گھر مین داخل ہوتے ہین مگر قوۃ
بہیمیہ کا ہرگز یہ کام نہین ہے پھر وجود خارجی شیاطین مین کیا شک باقی رہیگا مشکوۃ مین ہے
عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لما
صور اللہ آدم فی الجنۃ ترکہ ما شاء اللہ ان یترکہ فجعل
ابلیس یطیف بہ ینظر ما ھو فلما راٰہ اجوف عرف
انہ خلق خلقا لا یتمالک

رواه مسلم یعنے جب خدا نے آدم کو بنا کر بہشت مین رکہا تو ابلیس دیکہنے لگا کہ وہ کیسا شخص ہے اوسکا
گرد گہومتا پہرا پہر جب دیکہا ابلیس نے کہ وہ اندر سے خالی ہے تو سمجہا کہ اوسکی خلقت مضبوط نہین ہے
ظاہر ہے کہ قوت بہیمیہ سے مطابقت مضمون حدیث کی نہین ہوسکتی تو وجود خارجی ابلیس کا تسلیم کا بار
تسلیم ہے فقد بر موطا امام مالک مین ایک حدیث طویل مین سانپ کے مار ڈالنے کے باب مین
مذکور ہے فقال صلعم ان بالمدینة جنا قد اسلموا فاذا رایتم منہم شیئا فاذنوه
ثلثة ایام فان بدا لکم بعد ذلک فاقتلوه فانما ھو الشیطان یعنے حضرت صلعم نے
فرمایا کہ مدینہ مین مسلمان جن ہین جب دیکہو یعنے سانپ کی شکل مین تین دن تک کی اجازت دو کہ
گہر سے نکلجاوین پہر اگر بعد اوسکے بہی نظر آوے تو اوس سانپ کو مار ڈالو کیونکہ وہ نہین ہوتا مگر شیطان
اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ جن اور شیاطین سانپ بنکر گہر مین پہرتے ہین جو مسلمان جن سانپ
بنکر آتا ہے تو وہ تین روز کے عرصہ مین نکل جاتا ہے مگر شیطان نہین نکلجاتا ہے لہذا اسکو مار ڈالنے کا حکم ہوا پس وجود خارجی
جن اور شیطان کا لازم آیا اور ان دونون قسم کو شکل حیوانات ذی روح کی بنا لینے کا بہی اختیار
ثابت ہوا اور یہ بہی مان لینا پڑا کہ شیطان بہی ایک قسم جن کی ہے نہ قوت بہیمیہ ہو المقصود اور اسی
کے موافق ہے حدیث سنن ابی داود مین انہ سمع ابا سعید الخدری یقول قال رسول اللہ
صلعم ان الہوام من الجن فمن رای فی بیتہ شیئا فلیحرج علیہ ثلث مرات
فان عاد فلیقتلہ فانہ شیطان بلفظہ اور اسی مقام پر چند احادیث
اور بہی بمضمون واحد موجود ہین من شاء فلیرجع الیہ سنن ابی داود مین حضرت عبد اللہ بن عباس سے
باب فی اطفاء النار باللیل مین ایک حدیث مین یہ قصہ مذکور ہے کہ ایک چوہا چراغ کی بتی لیگیا
اور اوس سے آگ لگ گئی تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوتے وقت چراغ گل کر دیا کرو
کیونکہ شیطان چوہے کو آمادہ کرتا ہے اس فعل پر پہر جلا دیتا ہے تمکو الفاظ حدیث کی بقدر ضرورت
فقال اذا نمتم فاطفئوا سرجکم فان الشیطان یدل مثل ھذه علی ھذا فیحرقکم
غور فرمایئے کہ کس انسان کی قوت بہیمیہ چوہون کو بہکانے کیواسطے جاتی ہے جسکا نام شیطان کہا
ہے کیا عجب ہے کہ ہمارے حضرت مخاطب چوہون مین بہی قوی ملکی اور شیطانی اور سجدہ
بصورت اطاعت و شجرہ علم و عقل اور تکلیف اوامر و نواہی وغیرہ مثل آدم کے قائم کر دین ہوگا

بضحک علیہ الثکلی مشکوٰۃ مین ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا تجعلوا بیوتکم مقابر ان الشیطان ینفر من البیت الذی یقرء فیہ سورۃ البقرۃ
رواہ مسلم یعنے سورہ بقر جس گہر مین پڑہی جاتی ہے شیطان اوس گہر سے بہاگ جاتا ہے نہین معلوم
کسکے بدن سے توت بہیہ نکل جاتی ہے فافہم مشکوٰۃ شریف مین بخاری سے حدیث نقل کی ہے
جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ابوہریرہ کو حضرت صلعم نے تعین کیا تہا واسطے جمع کرکے تقسیم کرنے صدقہ
الفطر کی اور غلہ کا انبار لگا تہا اتنے مین ایک شخص آیا اور لپین بہر کر غلہ لیجانے لگا ابوہریرہ نے
پکڑ لیا اوسنے کہا کہ مین محتاج ہون چہوڑ دو پہر نہ آونگا ابوہریرہ نے چہوڑ دیا تب حضرت رسول اللہ
صلعم نے ابوہریرہ کو خبر دی کہ وہ جہوٹا ہے پہر بہی آویگا چنانچہ وہ پہر آیا اور پہر ویسا سانحہ واقع ہوا
تیسری بار اوسکو ابوہریرہ نے پہر پکڑا اور کہا کہ نہ چہوڑونگا جبتک تجکو حضور مین سرور عالم صلے اللہ
علیہ وسلم کے نہ لیجاونگا اوسنے کہا کہ مجہکو چہوڑ دو مین تمکو چند کلمات مفید بتادونگا ابوہریرہ نے
چہوڑ دیا اور اوسنے بتایا کہ جب بچہونے پر سونے کے واسطے جایا کرو تو آیت الکرسی پڑہ لیا کرو تو
شیطان تمہارے قریب نہ آنے پاویگا صبح تک جب ابوہریرہ حضرت رسول صلعم کی
خدمت مین حاضر ہوے اور یہ قصہ بیان کیا تو حضرت نے فرمایا کہ وہ سب باتون مین جہوٹا ہے
مگر اتنی بات اوسنے سچ کہی کہ آیۃ الکرسی پڑہنے سے شیطان قریب نہین آتا ہے پہر
حضرت نے فرمایا کہ تمنے جانا اے ابوہریرہ کہ وہ کون تہا یعنے جسکو تمنے پکڑا تہا اور چہوڑ دیا
اور آیۃ الکرسی کا اثر بتا گیا ابوہریرہ نے کہا کہ نہین معلوم حضرت نے فرمایا کہ وہ شیطان
تہا چنانچہ الفاظ حدیث کے بقدر ضرورت لکہتا ہون قال دعنی اعلمک کلمات
ینفعک اللہ بہا اذا اویت الی فراشک فاقرأ آیۃ الکرسی اللہ لا الہ الا
ھو الحی القیوم حتی تختم الآیۃ فانک لن یزال علیک من اللہ حافظ
ولا یقربک شیطان حتی تصبح فخلیت سبیلہ فاصبحت فقال لی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما فعل اسیرک قلت زعم انہ یعلمنی
کلمات ینفعنی اللہ بہا قال اما انہ صدقک وھو کذوب تعلم من تخاطب
منہ منذ ثلث لیال قلت لا قال ذاک شیطان رواہ البخاری۔

اتہو تمام خیالات حضرت مخاطب کا استیصال کلی ہوگیا کیونکہ تین رات تک برابر آدمی کی شکل بنکر شیطان کا آنا اور صدقات فطر کو کم کردینے کے واسطے اوٹہانا اور ابوہریرہ کا اوسکو پکڑلینا آخرکار مجبور ہوکر ایک عمل خیر ابوہریرہ کو سکہانا اور حضرت رسول صلعم کا یہ فرمانا کہ ای ابوہریرہ تمنے جانا کہ تین رات سے تم کس کے مخاطب رہے وہ تو شیطان تہا ایسا صاف اور صریح وجود خارجی ابلیس کا ثبوت ہے کہ جواب نہین ہوسکتا **فائدۂ نفیسہ** دیکہنے مین آتا ہے کہ جناب مخاطب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے کلام کو معتمد سمجہا کرتے ہین یہانتک کہ جواب کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ضرورت مجتہد العصر کی شاہ صاحب ہی کے مذاق پر بیان کی ہے لہذا رسالہ قول الجمیل سے تہوڑی سی عبارت بطور ہدیہ پیش کرتا ہون وہی ہذہ ولقد خبطہ الشیطان فی اذنہ الیمنی سبع مرات ولقد فتنا سلیمان والقینا علی کرسیہ جسدا ثم اناب الی آخرہ ——— شفاء العلیل مین اوسکا ترجمہ لکہا ہے اور جسکو شیطان باولا کرڈالے یعنی جسپر آسیب کا خلل ہو تو اوسکے داہنے کان مین یہ آیت سات بار پڑہے الخ الصافیہ ولاماء الشیطان بالبیت یرمیہم بالحجارۃ خیرا ہذہ الآیۃ انہم یکیدون کیدا واکید کیدا فمہل الکافرین الی اخرہ ترجمہ اور واسطے دفع ہونے شیطان کے گہرسے اور اوسکے پتہر پہینکنے کے لیے یہ آیت پڑہے انہم یکیدون کیدا الخ الحمد للہ کہ بقول محدث دہلوی وجود ابلیس کا اور ہونا اوس کے آسیب کا بہی ثابت ہوا اگر جناب مخاطب انصاف سے دور نہ جائین گے تو شاہ ولی اللہ صاحب کے قول کو اپنا مقبول بنائین گے ورنہ پہر کس منہ سے اونہین کے اقوال سے مجتہد العصر بنین پہنچنے کے واسطے خیال دوڑائینگے اسی مقام پر حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کی تفسیر عزیزی ہے یہ مضمون ایک حدیث کا قابل گذارش ہے وہی ہذہ ابن ابی الدنیا در مکاید الشیطان از ابن عمر رضی

روایت آوردہ کہ روزی ابلیس با حضرت موسے علیہ السلام برخورد و گفت کہ ای موسی ترا حقتعالی برسالت خود برگزیدہ و باتو ہمکلام شدہ و من گنہگارم میخواہم کہ توبہ کنم شفاعت من کن با حق تعالی توبہ مرا قبول فرماید حضرت موسی علیہ السلام فرمودند کہ آری من در جناب الہی دعا میکنم کہ توبہ ترا قبول کند حضرت موسی در دعا مشغول شدند از جناب الہی فرمان رسید کہ حقتعالی توبہ او را

قبول کرد شفاعت تو او را بگو کہ بسوی قبر حضرت آدم سجدہ نماید تا عفو تقصیر او کنم حضرت موسے
این خبر را با بلیس گفتند ابلیس گفت کہ من زندہ او را سجدہ نکردم مردہ او را چرا سجدہ کنم الخ اب خاکسار
خدمت مخاطب والا مراتب مین عرض کرتا ہے کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے جس حدیث کا
حوالہ دیا ہے غالبًا ایسے محدث او محقق کذب صریح مین داغدار نہ ٹھہرائے جاتینگے نہ آپ اونکو
ایسا ناواقف فن تنقید حدیث مین بتائینگے کہ وہ صحیح او سقیم مین تمیز نہ کرتے ہون تو مقتضاے
انصاف دوستی و حق پسندی یہی ہے کہ حضور والا بھی اپنے وساوس پر اصرار نفرما دین
او مخالفت نصوص قرآنی و جمہور اہل اسلام سے باز آوین او حصن حصین مین جو التزام
انتخاب احادیث صحیحہ کا کیا گیا ہے او مصنف رح کے حال پر بسبب اوس تالیف شریف
کی جو عنایت خاص حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی ہے وہ بھی دیباچہ کتاب
مذکور سے ظاہر ہے اوسمین یہ حدیث منقول ہے وان اصیب احد بلمم من
الجن وضعہ بین یدیہ و عوذہ بالفاتحة والم الی المفلحون و
الٰھکم اللہ واحد الایة وایة الکرسی وللہ ما فی السموات
وما فی الارض الی آخر البقرة وشھد اللہ انہ الایة وان ربکم
اللہ الذی فی الاعراف الایة وفتعالی اللہ الی اخر المومنون وعشر
من اول الصافات الی لازب وثلث ایات من
آخر الحشر وانہ تعالی الایة من الجن وقل
ھو اللہ احد والمعوذتین مسق۲ شرح حصن حصین
مختصر جلیل مین حدیث موصوف کا ترجمہ اور اوسکے متعلق جو فوائد لکھے
ہین وہ بھی ملاحظہ ہون اور جو مبتلا ہوتے کوئی ساتھ آسیب کے جن سے بچاو
اوسکو آگے اپنے او رپڑھے اوسپر ساتھ الحمد کے الی قولہ المفلح کی یہ حاکم ابن ماجہ احمد نے
ف حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایک اعرابی نے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ
وسلم کے پاس حاضر ہوکر عرض کیا کہ میرا بیٹا بیمار ہے فرمایا کیا بیمار ہے عرض کیا کہ اوسکو
آسیب ہوگیا ہے حضرت نے اوسکو بلا کر یہی عمل کیا پس وہ اٹھا گویا کہ کچھ خلل نہین رکھتا تھا

كذا ذكر العلي اور تاثیر جنات کی حق ہے یہی ہی مذہب اہل حق کا اور غالب رہتا ہے آدمی
اوپر بسبب ذکر اللہ اور دعا اور تعویذ اور درود پڑھنے کی اور بڑی عمدہ چیز کہ اکثر آزمانے والوں
نے آزمائی ہے دفع جنات کے لیے آیۃ الکرسی ہے اور ابن مسعود سے روایت ہے
کہ ایک دفعہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ راہ میں جاتا تھا میں کہ ایک شخص آسیب والے کو
دیکھا میں اوسکے پاس گیا اور کچھ اوسکے کان میں میں نے پڑھا پس وہ ہوشیار ہوا پھر آنحضرت
صلعم نے پوچھا کہ کیا پڑھا تھا تو نے عرض کیا میں نے کہ افحسبتم انما خلقناکم عبثا
آخر آیت تک پڑھا فرمایا قسم اوس خدا کی کہ جان میری اوسکے ہاتھ میں ہے اگر کوئی ہوشیار آدمی اسکو
پہاڑ پر پڑھے تو خوف الٰہی سے وہ بھی گر پڑے کذا ذکر الفخر رحمہ قال خصائص کبریٰ میں
بیہقی سے روایت ہے کہ نقل کیا ابو دجانہ سے کہا ابو دجانہ نے کہ شکوہ لیکیا میں نے رسول خدا
صلعم کے پاس عرض کیا میں نے کہ یا رسول اللہ جسوقت کہ میں لیٹتا ہوں بچھونے میں
تو ناگاہ سنتا ہوں گھر اپنے میں آواز مانند آواز چکی کے اور بھن بھناہٹ مانند بھن بھناہٹ
آواز مکھی شہد کی اور دیکھتا ہوں چمک مانند چمک بجلی کے اوٹھایا میں نے سر اپنا گھبرائے
ہوئے ڈرتے ہوئے ناگاہ دیکھا میں ایک سایہ سیاہ لٹکتا ہوا بلند اور لمبا ہوتا جاتا ہے صحن
گھر میرے میں پس قصد کیا میں نے طرف اوسکے پس ہاتھ لگایا میں نے جلد اوسکے کو پس ناگاہ
جلد اوسکی تھی مانند جلد سیہ کے پس پھینکا مونہہ میرے پر مثل شعلہ آگ کے پس گمان کیا میں نے
کہ اوسنے جلا دیا مجھکو پس فرمایا رسول اللہ صلعم نے رہنے والا گھر کا یعنی جن برا ہے ای ابو دجانہ
پھر فرمایا کہ لاؤ میرے پاس دوات اور کاغذ پس لائے پس دی دوات اور کاغذ حضرت
علی بن ابی طالب رض کو فرمایا کہ لکھ بسم اللہ الرحمن الرحیم - ھذا کتاب من محمد
رسول رب العلمین الی من طرق الدار من العمار والزوار والصالحین الا
طارق یطرق بخیر یا رحمن اما بعد فان لنا ولکم فی الحق سعة فان تک
عاشقا مولعا او فاجرا مقتحما او راعیا حقا مبطلا ھذا کتاب اللہ ینطق
علینا وعلیکم بالحق انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون ورسلنا یکتبون
ما تمکرون اترکوا صاحب کتابی ھذا وانطلقوا الی عبدة الاصنا

والی من دین عمران مع اللہ الٰہا اخر لا الٰہ الا ہو کل شی ھالک الا وجہہ
لہ الحکم والیہ ترجعون تقلبون حم لا تنصرون حمعسق
تفرق اعداء اللہ وبلغت حجۃ اللہ ولا حول ولا قوۃ الا
باللہ فسیکفیکہم اللہ وھو السمیع العلیم کہا ابو دجانہ نے پس لایا
مین اوسکو اپنے گہر اور رکہا مین نے نیچے سر اپنے کے اور سو رہا مین اوس رات پس نہ جاگا مین مگر
آواز سے چلانے والی کے کہتا ہے ای ابودجانہ جلایا ہمکو ای ابو دجانہ قسم ہے لات اور عزی
کی ان کلموں نے پس ساتھ حق صاحب اپنے کے جب اوٹہا ئیگا تو نے یہ کتاب پس پہر نہین اوینگے ہم
تیرے گہر مین اور نہ تیرے ہمسایہ مین پس صبح کی مین نے پس نماز صبح کی پڑہی مین نے ساتھ رسول اللہ صلعم
کے اور خبر دی مین نے حضرت کو ساتھ اوس چیز کے کہ سنا مین نے جناتی سے پس فرمایا ای ابو دجانہ
اوٹہا لو ہم سے پس قسم ہے اوس ذات کی کہ بہیجا مجہے ساتھ حق کے تحقیق وہ پاتے تکلیف عذاب کی تا دن
قیامت تک ساتھ تشی بلند لہ اور حصن حصین ہین سے واذا تقولون الغیلان فنادی
بالاذان مطلب یہ ہے جب غلاسر یوان چہلاوے پکار کرے تو کہی اذان بقل کی یسل شرا الجن فی
شیطین ختم ہوئے عبارات ظفر جلیل کی خاکسار خدمت مین جناب صاحب کی عرض کرتا ہے
کہ اسقدر تحریر سے ثابت ہو چکا کہ جن و شیاطین کا وجود خارجی ہے اور آسیب جن کا بہی ہوتا ہے
اور وہ کہڑکی مین بہی داخل ہوسکتے ہین اور اونکے نام خط بہی لکہے جاسکتے ہین تو اب یہ قاعدہ
کہ جو شیء کہ انسان باقی رہا کہ ہوسکتے حواس کے ذریعہ سے معلوم نہو وہ وجود خارجی نہین رکہتی
ہے اور نیز حقیقت کا مرتفع ہو گیا تو معنی مجازی اور وہمی کا اختیار کرنا اور اوسپر اصرار اور استبداد
کرنا ہے فالحمد للہ کہ آیات واحادیث سے امور مفصلہ ذیل ہمنے ثابت کردی اول ابلیس بہی
جنس جن کی ایک سے ہے اور جن کا اور ابلیس کا وجود خارجی ہے دوم مادہ وجود ابلیس کا نار حقیقی ہے
سوم قسمت تمام خون کے بلکہ سنن ابی داؤد مین ہے ص ۳۰۳ قال قال رسول اللہ صلعم ان
من الشیطان وان الشیطان خلق من النار بعض انبیاء اور صحابہ نے شیطان کو دیکہا ہے
چہارم ابلیس اور اوسکے جنود کا یہ کام ہے کہ وہ انسان کو اغوا کرتے ہین بلکہ ابلیس کا تخت دریا پہ
رکہا جاتا ہے اور وہ اپنے لشکر کو واسطے اغوای بنی آدم کے بہیجتا ہے اور موافق افعال ہر ایک

شیطان کی داد دیتا ہے پنجم ابلیس اور اوسکی ذریت وقوم سبکی سب دشمن بنی آدم کی ہین ششم
اب تک ابلیس روتا ہے سجدہ نکرنے پر جب وہ ابن آدم کو سجدہ مین دیکھتا ہے جس سے وجود
حقیقی سجدہ کا ثابت ہوتا ہے نہ مجازی ہفتم کبھی شیطان تسلط پاتا ہے ابن آدم پر اور کبھی بسبب برکت
اسماء الہی اور تاثیر ادعیہ ماثورہ کی حاضر نہین ہوسکتا اور دور بھاگتا ہے کبھی کا آسیب انسان پر ہوجاتا ہے اور وہ ادعیہ
ماثورہ وکلمات طیبہ آیات قرآنی سے دفع ہوجاتا ہے ہشتم یہانتک ابلیس کو تسلط دیا گیا ہے کہ طعام و اموال و اولاد مین بھی کسی قسم
تصرفات کی حاصل کر لیتا ہے نہم ابلیس صاحب اولاد و صاحب قوم ولشکر ہے اور بعض جانور اوسکو دیکھتے ہین اور جانورونکو بھی ایذا رسانی پر آمادہ
کرتا ہے اور غول بیابانی بنکر بھی ڈراتا ہے اور نماز مین بھی آکر ستاتا ہے دہم استراق سمع کیواسطے
طرف آسمان کے جاتا ہے اور شہاب ثاقب سے مار کہاتا ہے وغیر ذلک من الاعمال والتصرفات
تو اب انصاف کرنا چاہیے کہ وجود خارجی ثابت ہونے مین کیا حالت منتظرہ باقی رہتی ہے اور جب
یہ ثابت ہوا کہ منکر سجدہ حضرت آدم وہی ابلیس ہے جسکو ہم بیان کرتے ہین نہ قوت انسانی تو اب
دیکھنا چاہیے کہ اوسکو کس قدر قدرت اور کس کس قسم کا تسلط ابن آدم پر حاصل ہوا ہے پہلے ہم بیان
کرتے ہین کہ خدا تعالی ہمکو خبر دے چکا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن بھی ہے اور گمراہ کرنے والا بھی ہے
انه عدو مضل مبین غور کرو کہ عداوت ابلیس کی اور اوسکے قوم کی انسان کے ساتھ جیسے یقینی
ہوگئی اوسی طرح اغوا اور اضلال بھی قطعیات سے ہوگیا تو کیونکر کوئی ذی علم ایسا شبہہ کرسکتا ہے
کہ شیطان صرف انسان کا دشمن ہے مگر مومن مین نہین ہے کلام الہی نے اس شبہہ کو بھی دفع کردیا ہے
انه عدو مضل مبین کہکر ہمکو سمجھا دیا ہے اور اسی آیت کے موافق وہ احادیث بھی ہین جنمین وسوسہ
شیطان کا ذکر ہے ظاہر ہے کہ وسوسہ دو قسم پر ہوسکتا ہے ایک یہ کہ کسی شکل اور صورت مین آکر
مثلا نماز مین خلل ڈالے اور خضوع و خشوع مین فرق ڈالے یا دیگر امور خیر مین مخل ہوجاوے دوسرے
یہ کہ ہمارے دلونمین وسوسہ پیدا کرے اور مثلا غصہ کی حالت مین اشتعال طبع بڑھا کر ہمدرد اور خصم مین
مفارقت ومباینت کرادے اور پھر موافق مضمون حدیث کے عزازیل کی لشکریون مین وہ شیطان
سب سے زیادہ تقرب پاوے بہرکیف اضلال کا لفظ قرآن مجید مین ایسا جامع واقع ہوا ہے کہ
افراد پر صادق آتا ہے پس جب یہ بات طے ہوگئی کہ اضلال بھی کام ہی شیطان کا تو تسلط اوسکا
اعضاء ظاہری و باطنی انسان مین تا حلول انکا نہ ہیگا اور کیونکر اوسکا تسلط کامل نہ مانا جائیگا

قرآن شریف کی متعدد آیات سے بھی ایسا ہی تصرف اور تسلط ثابت ہوتا ہے کما مر سابقاً کیف

لا سورہ اعراف میں بھی ہے قَالَ فَبِمَا اَغْوَيْتَنِي لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ

صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ

وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شَاكِرِيْنَ

یعنے بولا ابلیس جیسا تونے مجھے بدراہ کیا ہے میں بیٹھونگا اونکی تاک میں تیری سیدھی راہ پر یعنے

اونکی بھی راہ مارونگا پھر اونپر اونگا آگے سے اور پیچھے سے اور داہنے سے اور بائیں سے اور نہ پاویگا

تو اکثر اونمیں شکرگذار موضح القرآن اور عطیہ سے جو روایت ابن عباس سے ہے اوسکی

یہ عبارت ہے من بین ایدیھم من قبل دنیاھم یعنی ازینھا فی قلوبھم و

من خلفھم من قبل الاخرۃ فاقول لا بعث ولا جنۃ ولا نار وعن

ایمانھم من قبل حسناتھم وعن شمائلھم من قبل سیاٰتھم ومعاصیھم

یعنے دنیا کی زینت کو اونکے دلونمیں جگہہ دونگا اور آخرت کے باب میں یہ شک ڈالونگا کہ نہ حشر

نشر ہے نہ جنت ونار کی کچھ اصل ہے اور حسنات سے باز رکھونگا اور گناہوں پر راغب کرونگا اور

قتادہ کا یہ قول ہے اتاھم من بین ایدیھم فاخبرھم انہ لا بعث و

لا جنۃ ولا نار ومن خلفھم من امور الدنیا یزینھا لھم ویدعوھم

الیھا وعن ایمانھم من قبل حسناتھم بطاھم عنھا وعن شمائلھم

زین لھم السیئات والمعاصی ودعاھم الیھا اتاک یا ابن ادم

من کل وجہ غیر انہ لم یاتک من فوقک لم یستطع ان

یحول بینک وبین رحمۃ اللہ کما فی المعالم

الغرض مفسرین کے سے اقوال سے معنی آیت میں اغوای ابلیس ہر قسم کا ظاہر ہوگیا اور یہی آیت

سورہ ہے يَا بَنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ

مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا یعنے اے اولاد آدم کہیں

بہکا نہ دے تمکو شیطان جیسے نکلوادیا تمہارے ماں اور باپ یعنے آدم اور حوا کو بہشت سے اور

پہنوا دیا اونسے لباس اونکا لیفتننکم کے معنی ہیں یضلنکم کما فی المعالم اور سے

فی زمانا بعضون نے ایسا ہی کمن شروع کیا ہے کہ بعث ونشر ہم جنت ہے نار سب مجازات واستعارہ ہیں اور ہے واقعی شیطان نے اپنا ارادہ تو بھی پورا کر کیا ہے اور حضرت قتادہ وابن عباس کی سے سابق تبلیغ مضمون حرف کا بیان ہے قرآن شریف بھی ہمارا ہر ایک گرتی ہیں یہ ہے

زیادہ صاف ہے قول ابلیس کا سورۂ حجر مین ہی لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ
الآیۃ الحاصل خوب ثابت ہوا کہ اضلال و اغوا و عداوت اوسی شیطان رجیم کا کام ہے جسنے
قیامت تک زندہ رہنے کی مہلت واسطے اغوای بنی آدم کے مانگی تھی اور سجدہ سے انکار کیا تہا اور
جسکو بنی آدم کے قلوب و ظاہر و باطن بدن مین اثر پیدا کرنیکا اختیار یہان تک ملا ہے کہ دنیا کی زینت
کو دل مین جگہہ دیتا ہے اور گناہون پر آمادہ کرتا ہے اور ثواب و عذاب آخرت سے انکار کراتا ہے
اور وسوسہ اوسی اضلال و اغوا کا نام ہے ثواب کچہہ کلام نہ رہا کہ نماز مین جو وسوسہ ڈالنے والا ایک
خاص شیطان ہے جسکا نام خنزب ہے یا حدیث مین جو آیا ہے کہ شیطان مانند خون کے بدن مین
پہرتا ہے اوس سے مراد وہی اثر تسلط شیطان کا ہے جیسا آسیب وہ مین ایک خاص قسم کا
اثر ہوجاتا ہے اور تاثیرات اشیاء خارجی کا کوئی انکار نہین کر سکتا ہے مثلاً سمیت ہوا کی کیسا اثر
پیدا کرتی ہے اور ہوا کا وجود خارجی مگر سمیت کا وجود خارجی محسوس نہین ہوتا ہے وہ ایک طور
کا اثر ہے اسیطرح شیطان کا وجود خارجی ہے اور اوس سے ظاہر و باطن بدن انسان مین ایک
تاثیر اغوا و اضلال کی یا ایذا و تکلیف کی پیدا ہوجاتی ہے اور بعض احادیث مین نظر بد کا اثر پیدا
ہونا اور اوسکا علاج ارشاد ہوا ہے حالانکہ وہ کیفیت بہی جسم انسان مین ایسا اثر پیدا کرتی ہے
کہ بیماری سے بدتر کردیتی ہے اور صرف اوسی شخص کا وجود خارجی معلوم ہوتا ہے جسکی وہ
نظر ہے مگر نظر کے واسطے وجود خارجی ضرور نہین ہے اسی طرح شیطان کا وجود خارجی ہے مگر
اوسکے تسلط سے جو اثر پیدا ہوتا ہے وہ قابل انکار نہین ہے اور بلاشک وہ اثر بدن مین
ایسی سرایت کرتا ہے جیسے رگون مین خون جاری تو جس حدیث مین وسوسہ خنزب شیطان کا
ذکر ہے یا خلل انداز ہونا نماز مین شیطان کا اور حضور قلب مصلے مین حجاب ہونا اوسکے وسوسہ
کا مذکور ہے جسکو حائل ہونا بے تکلف کہہ سکتے ہین وہ ہرگز قوت بہیمیہ پر دلالت نہین کرتی
ہے بلکہ وجود ابلیس مین تائید دیتی ہے اور اثر ابلیس کا بدن مین جاکر تسلط پیدا کرنا اور مثل ہوا کے
داخل جسم ہونا اور پہر اثر اپنا مانند سمیت وغیرہ کے پیدا کرنا ایسا امر نہین ہے جو خلاف عقل ہو
یا اوسپر جری مجری الدم کی تشبیہ صادق نہ آوے مشبہ اور مشبہ بہ یعنے شیطان اور خون مین
وجہ شبہہ کی وہی سرایت ہے جو ہم بیان کرچکے ہین تو اب حدیث ثانی بہی ہماری ہے

ہے معنی مصیبت مین بہی اصابت ... انی تقی اللهم بسم الله ... انہم ... نہ قال ... کاہ ... انسان ... بچہ یا جوان کو نظر لگ جاوے ... زائل کیا جاسکا منہ

موئد ٹہرے گی نہ حضرت مخاطب کی کیونکہ کسی حدیث مین قوت بہیمیہ کا ذکر ہی نہین ہے
اور بعد ثبوت کلی اس امر کے کہ اغوا و اضلال و وسوسہ خاصہ ہے اوسی ابلیس کا اور اوسکے
جنود و ذریت کا جسکے واسطے عدو مفصل مصاف فرمایا ہے تو اون احادیث کی بحث جاتی
رہی جسمین اسی قسم کی وساوس و اضلال شیطانی کا ذکر ہے کیونکہ بعد رفع ہوجانے تعذر
حقیقت و ضرورت مجاز کے وہ سب احادیث لنا لا علینا سمجھے جائینگی کما یعلم الخبیر اور اوسی
مقام پر ہم یہ بھی ذکر کردینا مناسب سمجھے ہین کہ جسطرح حقیقت ذات شیطان کی ہمنے ثابت
کردی کہ وہ جن کی نوع ہے اور بنی آدم کا دشمن بھی ہے اور مغوی و مضل بھی ہے اسی واسطے
اوسکو کہین ابلیس کہین جن کہین شیطان کہین عفریت کہین طاغوت کہین خناس بولا گیا
ہے اسی طرح ہمکو جناب مخاطب یہ امر ثابت کردین کہ لغت مین یا اہل لسان کے محاورات
مین قوت بہیمیہ کو معنی حقیقی یا منقول عرفی یا شرعی مین ابلیس و شیطان کہتے ہین مثلاً جب
کہا جاوے کہ انسان مین کتنے قوی ہین تو جواب دیا جائیگا کہ شامہ و باصرہ و حس مشترک و وہم
و خیال و حافظہ و ابلیس و متخیلہ و عقل و علم وغیرہ سے انسان بنایا گیا ہے اور اگر حضرت مخاطب
مجبور ہو کر فرماوین کہ قرآن مین تشبیہ مراد ہے تو تشبیہ کے واسطے مشبہ و مشبہ بہ چاہیے سپہلے
اصلی شیطان کو مان لینا پڑیگا بعدہ باعتبار وجہ شبہ کے کسی انسان کی قوت کو شیطان کہہ سکتے ہین
اور تشبیہ مراد لے سکتے ہین ورنہ مشبہ اور مشبہ بہ واحد ہوجاوینگی اور اگر استعارہ اور مجاز مراد ہے
تو کسی قاعدہ کے ساتھ تطبیق دیدیجئے تو تبادر اذہان ہے نہ سیاق سباق سے کچھ مناسبت ہے
نہ متعارف و شائع ہے نہ معانی متعددہ مین سے کسی ایک کا اختیار کرنا ہے نہ قرآن مین کوئی
لفظ طرف اوس معنی مجازی کے اشارہ کرتا ہے نہ کسی مثل یا قول مشہور کے موافق ہے
جس سے معنی مجازی خاص فہم مخاطبین مین قائم ہوسکین قرآن شریف مین جہان تشبیہ دی گئی
ہے اکثر لفظ مثل یا ضرب اللہ مثلا یا کاف تشبیہ کا یا کوئی دوسرا اشارہ موجود ہے جیسے مثل نورہ
کمشکوۃ مثلهم کمثل الکلب ضرب اللہ مثلا واضرب لهم مثلا مثلهم کمثل الذی استوقد نارا ضرب اللہ مثلا
رجلین الآتیہ وغیر ذلک من الآیات کسی اور قسم کا مجاز بھی اگر آیا ہے تو محاورات اہل لسان و متبادر
اذہان کے خلاف کہین نہین ہے بخلاف آیات قصہ آدم کے کہ تمام و کمال الفاظ مراد مخاطب سے

متشاعر اور متشاعرین اور صوفیہ کرام جو یہ فرماتے ہین کہ خدا کی یاد سے جو چیز ہمکو غافل کرے
یا لذائذ دنیا کی طرف رغبت دے وہ ہمارے حق مین شیطان ہے یا یون کہتے ہین کہ ہمارا نفس
جو دنیا طلبی مین ہمکو رکھنا چاہتا ہے وہ بھی ہمارا شیطان ہے اس سے حضرت مخاطب کو کچھ
فائدہ نہوگا کیونکہ وے لوگ وجود حقیقی ابلیس کے منکر نہین ہین نہ کسی قوۃ مسلمہ مخاطب کو شیطان
ٹھراتے ہین بلکہ شیطان کے ساتھ تشبیہ دیتے ہین ہر چیز کو جو خدا کی یاد سے غافل کرے تو تبیین الکلام
مین صاحب الہ آبادی کے قول کی سند پیش کرنا محض بیفائدہ ہے پس جبکہ قوۃ بہیمیہ ابلیس نہین
ٹھری تو جو تفسیر آیات قرآنی کی اہل اسلام کرتے آتے ہین وہی درست ٹھری گی نہ طبع آزمائی و ایجاد
حضرت مخاطب کی وہو المقصود تنبیہ ـ جناب مخاطب کا یہ دعوی ہے کہ بدن انسان مین
ایک قوت بہیمیہ ہے جو روح کے ساتھ عداوت رکھتی ہے اور روح کو اوسکے ساتھ عداوت
ہے بلکہ تبیین الکلام مین یہ بھی فرمایا ہے کہ قبل کہانے شجرہ ممنوعہ کے وہ عداوت اصلی آدمی تھی
اس دعوے پر دلیل ہمکو عنایت فرماوین کیونکہ کسی کتاب علم حکمت و یا شرع شریف مین ہم اس
قول کی تصدیق نہین پاتے ہین جہان تک ہمکو معلوم ہے اسی قدر ہے کہ تمام قواے انسانی
ظاہری و باطنی خادم نفس انسان کے ہین روح کی تفریح و تقویت چاہتے ہین کسی قوت کو
عداوت ساتھ روح کے نہین ہے کیونکہ روح ذاتی ہے اور قوی اور اعضاء بدن صفات
و خاصیات اوسکے ہین ہر ایک قوت سے قوام بدن و بقاء روح ہوتا ہے جب کوئی قوت
بیکار ہو جاتی ہے اوسی قدر روح کو صدمہ پونہچتا ہے اور اوسکے اعادہ کی خواہش کرتی ہے علاوہ
اسکے کوئی قوت بہیمیہ ایسی نہین ہے جسکو فی نفسہا مثل انسان کامل کے علم و عقل نفع
و ضرر کے سمجھنے کا حاصل ہو حال آنکہ عداوت کرنا اور دہوکا دینا منحصر ہے اس امر کے فہم و ادراک
پر کہ روح کو صدمہ پہونچانا کس فعل سے ہو سکیگا اور وہ فعل کیونکر سر انجام پاویگا اور اوسکا کیا
نتیجہ نکلیگا اور ایسا علم و عقل تسلیم کے لایق نہین ہے جب تک ایک قوت کو جو دشمن ٹھرائی
جاتی ہے مثل انسان کامل کے نہ سمجھا جاسے جو بالبداہت باطل ہے مثلاً قوت سامعہ کا اسقدر
خاصہ ہے کہ جسقدر آواز اچھی یا بری آوے اوسکو قبول کرلے اور باصرہ کا اتنا ہی کام ہے کہ جب
آنکھ کہولی جاسے تو جو چیز اچھی یا بری سامنے آوے اوسکا انعکاس قبول کرلے اور حسن منظر کا

بھی ایسا ہی حال ہے کہ بذریعہ قوت باصرہ کے جو حاصل ہوا اوسکو نگاہ رکھے اور داہمہ
وغیرہ کا بھی ایسا ہی عمل ہے اور بعض اعضا رمین بعض قوت بھی خاص ہین جیسے زبان مین
قوت ذائقہ اور اعضا تناسل مین قوت مباشرت اور کان مین قوت سمع ہان عقل کا یہ کام ہے
کہ جس قوت کا اقتضا رخلاف مصلحت اور مخالف روح ونا ملائم حالات وقت سمجھتی ہے اوس سے
باز رکھنا چاہتی ہے اور روح انسانی عقل وعلم کی بدولت استعمال بعض قوت کا بعض اوقات مین
پسند نہین کرتی ہے مثلا جب عقل کے ذریعہ سے روح کو معلوم ہوتا ہے کہ زہر کہانا اگرچہ
طعام لذیذ مین ملا ہو مناسب نہین ہے تو قوت ذائقہ واشتہای طعام کو استعمال نہین کرتی
یا جب معلوم ہوتا ہے کہ دیکھنا آفتاب کا ضعف بصر پیدا کریگا تو قوت باصرہ کو اوسکی طرف متوجہ
نہین ہونے دیتی اسیطرح ہر ایک قوت کا حال ہے ہان جب ضعف عقل ہوتا ہے تو ہر ایک
قوت سے ضرر پہونچ سکتا ہے اور وہی نقصان پہونچاتی ہے مثلا جب عقل نے طعام زہر آلود
کے کہانے سے نہ روکا تو قوت ذائقہ نے گو لطف اوٹھایا مگر روح کو صدمہ پہونچا اسیطرح جہوٹی
خبرین دردانگیز حکایتین بذریعہ سامعہ کے سننے مین آوینگی اور بذریعہ باصرہ کے صورت مکروہ دیکھنے
مین آویگی اور بذریعہ قوت مباشرت کے زنا واقع ہوگا سارا مدار عقل وعلم پر ہے اوسی کے کمال
سے ہر قوت سے نفع ہے اور اوسی کے نقصان سے ہر قوت سے نقصان ہے اور ضعف
اور قوۃ کا عقل کا کبھی تو جبلی ہوتا ہے اور کبھی سوء مزاج سے پیدا ہوتا ہے کبھی قلت علم و تجربہ
سے ہوتا ہے اور قوت عقل کی کثرت علم وصحت جسمانی وصحبت صالحین وعقلا وغیرہ اسباب
سے پیدا ہوتی ہے اور زیادت علم تحصیل سے متعلق ہے یا خداداد ہے الحاصل کوئی خاص
قوت ایسی نہین ہے جسکو خود یہ قابلیت واستعداد حاصل ہو کہ ہمیشہ روح کی عداوت پر قائم رہے
اور روح اوسکو اپنا دشمن جانتی ہو اگر قوت بہیمیہ نام رکہا ہے قوت شہوتیہ وشہوانیہ کا تو لا نسلم
کہ وہ دشمن روح ہے اوسی قوت کی بدولت کہانا لذیذ کہاتے ہین اور زنان منکوحہ سے صحبت
کرتے ہین عمدہ اسباب کا استعمال کیا جاتا ہے نفیس چیزونکا پاس رکہنا مرغوب ہوتا ہے بلکہ تفریح
روحانی کے واسطے اوسی قوت سے کام لینے کا دستور ہے برعکس اسکے گندہ چیزین ناپاک
مکان کثیف طعام وغیرہ خباثت سے روح کو صدمہ پہونچتا ہے تو اب کوئی نہین کہہ سکتا ہے کہ

قوت شہوانیہ شوقیہ دشمن روح کی ہے یہان بھی وہی فائدہ کلیہ ہے کہ عقل انسان کی اون قوی سے بھی کام شکمین موقع اور مصلحت دیکہکر پسند کرتی ہے اگر عقل مین نقصان ہوجاتا ہے یا علم کچھ کمی کرتا ہے تو اوس قوت سے بھی ضرر پہونچتا ہے جسطرح کہ اور قوتون سے پہونچ سکتا ہے البتہ شیطان کا ایک ایسا وجود ہے جسکو نفع اور ضرر کا بخوبی علم ہے اور وہ بھی مثل انسان کے فہم کامل رکھتا ہے و نیک و بد کا نتیجہ سوچ کر عقل مین تصرف اس قسم کا کرتا ہے کہ وہ دہوکہ کہاتی ہے اور اپنا کام عداوت قدیمہ کا بخوبی نکال لیتا ہے دیکہو غصہ بھی ایسی قوت نہین ہے جو ہر وقت ہمیشہ مذموم ہو اور اوسکو دشمن روح کا مان لیا جاے مثلاً جب کوئی انسان زید کو دیکہے کہ وہ معاذ اللہ قرآن شریف کو بے ادبی کے ساتہ پہینک کر اس فعل پر خوش ہو رہا ہے یا کسی مصلے کو نماز پڑہنے سے بجبر روکتا ہے اوس وقت یہ حرکت زید کی دیکہکر اگر غصہ آوے اور اوس حالت مین زید کو روکے اور سزا دے تو وہ غصہ عین حرارت ایمان کے دور دونے مین داخل ہوگا الحاصل کوئی بھی قوت الیسی نہین ہے جسکو محض عداوت ساتہ روح ہو او ہمیشہ دہوکا دینے کا ارادہ کرے اور یہ سمجہنی کہ ایسا ایسا ظہور مین لاؤن تب روح کو صدمہ پہونچے اور ایسا کام کرایا جاے جس سے دوزخ مین داخل ہو سکے بلکہ جس وقت ذرا سا بھی صدمہ روح کو پہونچتا ہو تمام قوی انسانی اوسی کے دفع کرنے مین متوجہ ہوجاتی ہین اور روح کو بدن سے خارج ہونے سے بچاتی ہین اور ایسا کیون نکرین گی روح کے نکلتے ہی تمام قوے خود غارت ہوجائینگے بخلاف شیطان کے کہ اوسکا کیا بگڑیگا خوب تماشا دیکہے گا اور یہ سوچنا چاہیے کہ اگر ہر ایک قوت کو خواہ ادنمین سے بعض کو بفرض محال ایسا علم و شعور مان لو کہ وہ عقل کی بھی چراغ گل کرتی ہے اور خود علم و عقل ایسا کہتی ہے کہ انسان کامل اوس اپنے ہی ایک جزو سے عاجز آجاتا ہے پہر بھی ایسی ذی عقل قوت اس امر سے غافل نہوگی کہ اگر روح ہمرا اتباع کریگی اور کفر اختیار کریگی تو دوزخ کے عذاب مین مبتلا ہوگی اور اوسکے ساتہ مجکو بھی دوزخ مین جانا پڑیگا کیونکہ انسان کامل ساتہ سب قوی کے ہوتا ہے اور جب وہ انسان کامل دوزخ مین پہونچیگا تو قوی کیونکر نہ پہونچین گی بخلاف ابلیس کے کہ وہ خوب جان چکا ہے کہ اوسکی نجات نہین ہے ضرور دوزخی ہے تو وہ خدا سے چاہتا ہے کہ اوسی کی طرح ہر ایک بن آدم بھی دوزخ کا عذاب پاوے شاید اس مقام پر ہمارے جناب فلسفیت مآب یہ فرماوین کہ ہم حشر اجساد کے کب قائل ہین کیا ہماری تہذیب الاخلاق مین نہین

لے بعض عدالی رنجی اصطلاح عز قوائی سمجہکر اون قوائی کو شیطان سمجہ جو روح کو بھی سمجہ مخصوص سے تو ایکو قوی... ہے جو روح... بیک ہین... انسان حیوان کو ... سے... ... نفس انسانی نہین ... ۱۲ منہ

دیکھا ہے کہ دوزخ کی حقیقت غلط ہے وہان کوئی بھٹی آگ کی یا مولویصاحب کے چولہے کی
آگ نہین ہے بعض جہلا کے ڈرانے کے واسطے ممازات کا بیان ہوا ہے یہ قوت جسمانی
کیونکر دوزخ سے خوف کریگی اسکے جواب مین فقیر یہ عرض کریگا کہ پہر بہی قوت جسمانی ہی کا نقصان ہی
لئے اگر روح کو تنبیہ کریگی اور روح جسم کو چہوڑ دیگی تو گو علم وعقل یا ادراک خاص قسم کا اوسکے
ساتھ رہے مگر قوای بہیمیہ تو معدوم ہو جاینگی جنکا وجود منحصر ہے بقای اعضای جسمانی پر جسکی کہ بہت
سارا کہیل تماشا ہے گویا اوسی مین آگ لگائی ہوگی روح کے ساتھ عداوت کی نہین بلکہ اوسکی ساتھ
عداوت ہے اگر ہمارے جناب مخاطب مجبور ہو کر یہ فرماوین کہ ہان الہی کوئی قوت علم حکمت
یا کتاب وسنت مین بلفظ خاص مذکور نہین ہے مگر قوت شہوانیہ وغضبیہ وشوقیہ پر بطریق تغلیب قوت
بہیمیہ کا لفظ بولتے ہین لہذا ہم اوسکو بلفظ قوت بہیمیہ مجازاً تعبیر کرتی ہین جیسا کہ باقی قوی کو ملکیہ یا بلفظ
کرتی ہین تو خاکسار عرض کریگا کہ اس مجاز خانہ خراب نے تو عذاب مین جان ڈالی ہے [illegible]
ابلیس کا مجاز ہوا قوت انسانی سے اور دعوی کیا کہ ابلیس وشیطان سے وہی قوت [illegible]
جو آدم کے بدن مین موجود تہی جب اوس قوت کا بہی پتا نہ چلا تو اب اوسکا بہی جانا نکلا یہ قوت
شہوانیہ یا غضبیہ وغیرہ کو مجازاً بہیمیہ کہا گیا ہے خیر یہ تو سن لیا مگر یہ ارشاد فرمایئے کہ بہیمیہ کی وجہ تسمیہ
کیا ہے اور اوسکے واسطے جو نام تجویز ہوا ہے اور خطاب عطا فرمایا ہے اوسکو سرکشی خدا تعالی
کے ساتھ کرنے سے اور [illegible] فرمانے سے کیا علاقہ ہے اچہا یہ بہی جانے دو اتنا ہی جواب دو
کہ نام قوت کا بدلنا تو کوئی خاص اصطلاح ٹہرے گی پہر کیا ضرور ہے کہ وہ اصطلاح تمام اہل اسلام
ہان لین یہ بہی سہی مگر ارشاد کیجیے کہ نام بدل دینے سے کیا تعریف سے بدل جائیگی یہ تعریف قوت
بہیمیہ کی علم وحکمت اور شرع مین کہان مذکور ہے کہ اوسکو روح کے ساتھ عداوت ہے اور
روح اوس سے عداوت رکہتی ہے اور اوسکا صرف کام وسوسہ ڈالنے کا ہے [illegible] کتب
علم طب وحکمت وشریعت مین ایک بہی قوت ایسی نہین مذکور ہے جسپر آپ کے بیان کے
مطابق تعریف صادق آتی ہو نہ قوت غضبیہ کا یہ کام ہے نہ قوت شہوانیہ وشوقیہ کی وہ تعریف ہی
تینون اقسام اصلی قوی کے اور اونکے اصناف ملاحظہ فرمالیجیے کہ اونکا مدار ولازم وتعریف
کیا ہے اور وہ [illegible] جسمانیات ہین حرارت غریزیہ سے مرکب ہین اور اونکا سبب فعل ہے وہ

ف
بیان ہے تبیین الکلام کی مخاطب نے عجیب ہوئی ہے ۱۲

وہ تو سب روح کی تابع اور خادم ہین اگر کہو کہ لذائذ روحانی پر رغبت دلاتی ہین تو ہی لذائذ روحانی ہرگز دشمنی روح مین داخل نہین ہے بلکہ تقویت روح کو چاہتی ہین اور اعضا کو اور ارواح حیوانی و طبعی و نفسانی کو قوت دیتی ہین اور قوام بدن اوسیسے درست ہے نہ ہر قسم کے لذائذ ممنوعہ فی الشرع ہین تو عداوت محفہ کے کیا معنے ہین بخلاف ابلیس کے کہ وہ محض عداوت و اضلال ہی کرتا ہے پہر کیونکر آپکی تقریر کسی علم سے مطابق ہوسکتی ہے اب ہم باقی تقریر جناب مخاطب پر نہی خدشات بیان کرتے ہین **قولہ میرا نام آدم ہے الخ** اقول آپنے تبیین الکلام مین سوای ابو البشر حضرت آدم کے ایک اور آدم کا وجود قائم کرکے اوسکے ثبوت مین یہ آیت پیش کی ہے **اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً** پس ظاہر ہے کہ سارا قصہ خلیفہ بنانے کا اور ملائکہ کے ساتہ سوال و جواب ہونیکا اور تعلیم اسماء کا بیان جو کچہ قرآن شریف مین ہے اسی آیت سے شروع ہوکر ساتہ حرف عطف کے آخر تک چلا گیا ہے اور وہ ایسے آدم اول سے متعلق کیا جو ہم لوگونکا دادا اور حضرت حوا کا زوج نہین تہا بلکہ آپکا تبیین الکلام مین یہ قول ہے کہ وہ آدم بہت سے آدم ساتہ ساتہ پیدا ہوئے تہے اور اونکی غذا نباتات زمین ہوا کرتی تہی اور اونکے بعد کئی آدم پیدا ہوئے یہان تک کہ حضرت ابو البشر جب پیدا ہوئے تو زمین سنسان تہی اور سپر کوئی قسم نباتات کی نہ تہی صرف شبنم روی زمین کو تر کرتی تہی مگر اب سرگذشت آدم مین آیات مذکور کو حضرت ابو البشر کی شان مین قرار دیکر ارشاد ہوتا ہے کہ خدا نے اونکو اپنا نائب زمین بنایا اور فرشتہ غل مچاتے رہے لہذا میری یہ عرض ہے کہ باب دل توریت کی تفسیر کو اور حال کی تقریر کو حضور مطابق کر دیجیے کہ وجہ اختلاف کی آپ ہی کی دونون تالیفات مین کیا ہے اور یہ کیا علم و یقین تفسیر قرآن کا ہے کہ جس وقت جیسا واہمہ پیدا ہوتا ہے ویسے ہی معنے آیات کے ارشاد ہوا کرتے ہین اسکے بعد یہ ارشاد ہو کہ آدم اول جنکا ذکر تبیین الکلام کی تفسیر باب دل مین ہے قرآن و حدیث سے آپ کیونکر ثابت کرتے ہین مجرد اس قدر کہدینا کہ خدا کے کلمات اور مخلوق بے انتہا ہین واسطے ثبوت آدم اول کے کافی نہین ہے **لا دلالۃ للعام علی الخاص** یہان ثبوت ایک فرد خاص کے وجود کا چاہیے جسکے آپ مدعی ہین اور توریت کی مطابقت ملت اسلامیہ سے کرتے ہین پہر کیف حضور والا متعدد آدم کے وجود کو مانتے ہین پہر یہ آدم مجازی

جو واسطے بیان کرنے تفسیر غلط آیات قرآن شریف کے آپکے سامنے حاضر ہوا تھا کیونکر جانا کہ وہ
حضرت ابو البشر تھے جیسا وہ سارا قصہ ملایک سجدہ و جنت شجرہ و ابلیس وغیرہ کا مجازی بنایا گیا ہے تمام لیا
اصلی آدم بھی نہ تھا مجازی آدم اور مجازی قرآن اور مجازی خدا بھی سمجھا ہوگا اور خود حضور بھی عالم خیال
مین مجازی تھے تو یہ تحریر بھی غالبًا وہی خیالات مجازیہ مین ہم سمجھتے تھے کہ آپ حقیقی تفسیر ہماری مسلم
اور مقبول قرآن شریف کے بیان کرینگے مگر یہ تو کوئی وہمی آدم نام ٹھرا کر شیطان حاضر ہوا ہوگا جو
اپنے خالق کا نام بھی نہین جانتا تھا نہ یہ پہچانتا تھا کہ مجھکو کسنے پیدا کیا اور جب وہ پیدا ہوا تھا تو زمین
ویران تھی شبنم کے سوا اور کچہ نتھا پہر وہ باغ عدن جسکو جنت ٹھرایا جاتا ہے کہان سے آیا
ہوگا شاید للو مالی اور کالو کسان اوسی آدم خیالی کے ساتھ کہیں گوردون مین پہرتے چلتے مل کر
چند آدم گذشتہ کی نسل سے مل گئے ہونگے لاکن پہر تعجب ہے کہ زمین تو سنسان تھی وہ کیڑے
مکوڑے پرند چرند کہان سے آتے ہونگے اور جنگلی غذا نباتات سے وہ کیا کہاتے ہونگے اور کیونکر
جیتے ہونگے شاید للو کالو کے باغ کا سبزہ بیگانہ ملجاتا ہوگا مگر وہ بھی کہان تک اور کس قدر ہوگا اور
اوسپر طرہ یہ ہے کہ جب وہ آدم پیدا ہوا تو حضرت کے بیان سے ٹپکتا ہے کہ پہلے وہ محض نطفہ تھا
جو درخت کے تخم کیطرح بہنگے سے بھی باریک اور رائی کے دانے سے بھی چہوٹا تہا اوسی مین
نبوت اور خلافت بھی چہپی ہوئی تھی پہر بھی یہ بات حضور کے معارف اور حقائق سے بصراحت
معلوم نہوئی کہ وہ نطفہ کسکے اعضاء تناسل سے نکلا تہا اور کسکے بطن مین ٹھہرا تہا شاید کسی نور کا
نطفہ ہوگا اور زمین مین گر پڑا ہوگا اور زمین مین خاصیت رحم عورت کی پیدا ہوتی ہوگی وہی سے گہاس کی طرح
جما ہوگا مگر شکر ہے کہ جانورون نے وہ گہاس نوش جان نہ کی حضرت آدم خیالی بچ گئے مگر پہر
لطف یہ ہے کہ صغیر سن مین نہ بیچارہ کو دودہ پینے کو ملا ہوگا نہ کوئی سامان غذا کا ہوگا نہ خود ایسی
عقل تھی کہ بچپن مین کوئی فکر غذا کی کر سکتے ہان شاید للو کالو کی جورُوان بھی ہونگی اونہون نے
پرورش کر لیا ہوگا اور اپنے باغمین اوٹہا کر لیگئے ہون گے یا شاید کسی سوُر یا گتے یا شیر وغیرہ
جانور وحشی درند کی مادہ نے دودہ پلایا ہوگا جو کچہ حضور کی تحقیق ہو اور مع الہمی کی ذریعے سے
یا آدم مجازی کے معارف وحقائق مین ثابت کر لیا ہو ارشاد ہوجاے کہ اوس باریک بہنگے
کی پرورش کیسی بلوغ تک پہونچنے مین موافق قاعدہ مذہب کے الہی آیت و حدیث کے کس طرح ہوئی

واقع ہوئی تھی چونکہ آدم وہی ہر وقت پیش نظر رہتا ہے اُنکی بار اوس نے یہ سوال بھی کر بیٹھی
کہ داداجان خدا نے فرشتون سے کہا تھا کہ آدم کو سجدہ کرنا اور یہ بھی فرما دیا تھا اِذَا نَفَخْتُ
فِيهِ مِنْ رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ ﴿﴾ اس سے معلوم ہوا کہ بعد نفخ
روح کے وہ سجدہ واقع ہوا اور ابلیس نے انکار کیا اور کوئی لفظ کسی آیت کا ایسا پایا نہین جاتا
ہے کہ بعد نفخ روح کے مثلاً اٹھارہ برس تک سجدہ مین توقف ہوا تھا حرف اذا کے بعد ف
تعقیب کی بھی موجود ہے مشرقی تعلیم یافتہ کٹھ ملا اونچی ڈاڑھی اور اونچے پائنچے و عمامہ و تسبیح والے
لوگ کہتے ہین کہ بعد نفخ روح کے کوئی زمانہ ابوالبشر کے بچپن کا قطعی ثابت نہین ہوتا ہے بلکہ
اونکا قالب ایسا تیار کیا گیا تھا کہ نفخ روح ہوتے ہی فرشتون نے سجدہ کیا اور علم اسماء عنایت
ہوا اور اونکو حکم ہوا کہ جنت مین رہین فرض کیا کہ اگر عرصہ قلیلہ تک وہ زمین مین بھی قبل داخل ہونے
جنت سے رہے ہون مگر جوان عاقل عالم فرشتون کے اوستاد خدا کے خلیفہ تھے اپنے رزق کی
آپ فکر کر سکتے ہونگے مگر ہونگا سا ایک کیڑا جو بڑھتے بڑھتے سالہا سال مین جوان ہوا اوسنے کیونکر
اپنی پرورش آپ کر لی اور وہ کسکے بطن سے کسکے نطفہ سے پیدا ہوا تھا اور عالم اسباب مین
داداجان جب آپ پیدا ہوئے تھے تو اوس روز حضور نے کس کا دودھ پیا تھا خلاف نیچر کے
آپکی تربیت ہماری سمجھ مین نہ آئی ذرا پھر بتا دیجیے اور کسی آیت قرآن سے ملا دیجیے اور جو کچھ جواب
بارے حضور ارشاد فرما دیجیے اور اگر آپ کو داداجان مہربان ہون تو ذرا اون سے اس آیت
کے معنی بھی پوچھ دیجیے مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ
یہ تو ظاہر ہے کہ آدم ہو یا ہم سب نے جنت حقیقی کی کبھی صورت بھی نہین دیکھی جو کچھ حال گذرا ہے وہ
باغ عدن ہی مین گذرا ہے تو وہ تینون حالتین زمین سے پیدا ہونے کی اور پھر زمین مین معاودت
کرنیکی اور پھر زمین ہی سے قیامت کے دن نکلنے کی نہایت خوبصورتی سے بیان کرینگے ہم لوگ تو موسی اور
محمد صلعم کے زمانہ کے تعلیم یافتہ لوگون کے اقوال سنے سنائی یاد کئے ہوئے ہین حال کے زمانی کی
نیچریون کی تحقیق پیدائش اور تربیت وغیرہ وغیرہ کا محتاج ہے ورنہ میان آدم کی کیا ہو
اور اونکی حالت نطفہ مین رائی کے دانے سے بھی چھوٹے ہونے کی حالت مین کوئی حساب اور اوسکا
متعین کرنیکا باب مین کیا رائے ہے آخر تو توہمات پر تفسیر قرآن ٹھہری گئی ہے [illegible]

افادہ تازہ ولطف بے اندازہ حاصل ہوگا فائدہ مین نے جو اس تقریر مین بحوالہ کتاب
تبین الکلام مولفہ حضرت مخاطب کے ایک دوسرا آدم بیان کیا ہے مناسب سمجھتا ہون
کہ انتخاب عبارات کتاب مذکور کا بھی لکھہ دون تاکہ ناظرین اس رسالہ کو تلاش کرنیکے دقت
جاتی رہنے توراۃ کی کتاب پیدائش مین یہ عبارت ترجمہ کی تھی اور کہا خدا نے بناوین ہم
آدم کو اپنی پرچھائین سے مانند اپنی شبیہ کے اور غالب ہو مچھلیون دریا پر اور پرندہ آسمانون پر
اور چوپاؤن پر اور ساری زمین پر اور سب رینگنے والون پر جو رینگتے ہین زمین پر جناب
مخاطب نے اوسکی مطابقت ساتہ ملت اہل اسلام کے اس تقریر کے ساتہ کی ہے
مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے ۲۶ وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ
فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً اور جب کہا تیرے پروردگار نے فرشتون کو مجھے بنانا ہے زمین
سے ایک نائب بلفظہ جب حوالہ آیت کا دے چکے تب جناب موصوف تفسیر وتحقیق لفظ
آدم پر متوجہ ہوکر فرماتے ہین آدم یہان یہ سوال ہے کہ یہ آدم جسکو خدا نے پیدا کیا وہی
آدم ہے جسکا ذکر دوسرے باب کے ساتوین درس مین ہے یا یہ اور کوئی آدم تہا یہ سوال
ایسا ہے کہ لوگ اسکے جواب کو دیکھکر تعجب کرینگے اور کچہ دور نہین کہ اسکو ایک نئی بات سمجھکر
مجکو بھی اسی طرح مجرم ٹھہراوین جس طرح گلیلیو کو زمین کی حرکت پر مجرم ٹھہرایا تہا مگر مین مجبور ہون
کیونکہ کتاب اقدس جس پر مین مضبوط اعتقاد رکہتا ہون یہی ہدایت کرتی ہے کہ یہ آدم اور تہا
اور وہ آدم ہمارا باپ جسکا ذکر دوسرے باب کی ساتوین درس مین ہے اور تہا اور معلوم
نہین کہ اسکے درمیان مین اور کتنے آدم گذر گئے اور کتنی پشتین حیوانات اور نباتات کی
اس درمیان مین ہوگئین سورہ کہف مین ہے لَوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ
رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا
اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی مخلوقات بیحد وعد ہی دیکھو اس درس مین خدا نے
اس آدم کا بنانا چاہا اور ستائیس درس سے ظاہر ہے کہ اوسکو پیدا کردیا اور اوسکو اکیلا نہین
بنایا بلکہ نر و مادہ جوڑی کا جوڑا بنایا اسے قولہ یہ کارخانہ جو خدا نے بنایا تہا وہ سب پورا ہوچکا تہا کوئی
بات اسمین ہونی باقی نہین رہی تھی اب غور کرو کہ دوسرے باب کے ساتوین درس مین

ہمارے باپ آدم کے بنانے کا ذکر ہے وہان مذکور ہے کہ اب تک یعنے ہمارے باپ آدم کی پیدا
ہونے تک میدان کے سب نباتات زمین پر نتہے اور میدان کی سب گہانس نہ اوگی تہی اور دوسر
پہلے آدم کے پیدا ہونے سے پہلے تمام نباتات اوگ چکی تہی پہلے آدم کو سب نباتات کے پہل کہانیکی
اجازت دی تہی اور اس ہمارے باپ آدم کو سب درختون کے پہل کہانے کی اجازت نتہی اوس آدم
کو خدا نے جوڑا بنایا اور اس آدم کو اکیلا بغیر جوڑے کے بناکر باغ عدن مین رکہا اور پہر اوسکے پسلی
سے اوسکا جوڑا پیدا کیا الخ بعدہ باب دوم مین آدم ثانی حضرت ابو البشر کی پیدائش مین جناب صوفی
لکہتے ہین ۵ پہلے درسون سے علانیہ ظاہر ہے کہ خدا تعالی تمام مخلوقات کی پیدائش کا بیان کرچکا
اور جو کچہ اوسکو پیدا کرنا تہا وہ پیدا کرچکا اب اس مقام پر جو پہر پیدائش کا ذکر شروع کیا ہے اسکی نسبت
یہودی اور عیسائی یہ بات کہتے ہین کہ پہلے تمام چیزون کی پیدائش سلسلہ وار مختصراً بیان کی تہی اب
اونہین مین سے بعض چیزون کی خصوصاً حوا و آدم کی پیدائش کا مفصل حال بیان ہوتا ہے مگر
یہ بات ٹہیک نہین معلوم ہوتی کیونکہ اوس درس مین بیان ہوا کہ اب تک درخت نتہے اور گہانس
نہ اوگی تہی اور خدا نے مینہ نہ برسایا تہا اور آدم نتہا کہ زمین کا کام کرے اس بیان سے صاف پایا جاتا ہے
کہ جو کچہ کارخانہ اشجار وحیوان کا پہلے پیدا ہوچکا تہا وہ سب برباد ہوگیا تہا صرف آسمان وزمین رہگئی
تہی مگر اوسپر کے اشجار وحیوان معہ انسان کے کچہ باقی نہین رہا تہا اور زمین خالی اور سنسان ہی
پہر خدا نے اوسکو آباد کرنا چاہا اور ایک اور آدم کو پیدا کیا اور پہر زمین کو آباد کیا زمین و اسباب سب پیچ
تہی مگر زمین خالی اور ویران پڑی تہی اور شبنم زمین کے مُنہ کو تر کر دیتی تہی بلفظہ مختصراً **اقول** آپ تو
اقرار کرچکے تہے کہ جب آدم ثانی پیدا ہوتے تہے تو زمین سنسان تہی نہ اوسپر اشجار تہے نہ حیوان نہ انسان
اسلیئے آدم ثانی کو پیدا کرکے آباد کیا گیا اب جو آدم خیالی نے بیان کیا کہ مین نے اپنے تئین ایسی دنیا مین
پایا کہ یہ جانا کہ کس طرح بنا اور کسنے بنایا مین نے اور بہی بہت سے چرندا و پرند کیڑے مکوڑے دنیا
مین دیکہے ہین سمجہا کہ جس طرح یہ سب پیدا ہونگے اسی طرح مین بہی بنا ہونگا جب مین زمین سے نکلا
تو بال سے بہی باریک اور رائی کے دانہ سے بہی چہوٹا ہونگا تہا الخ فرمایئے وہ سب کچہ کہان تہا اور
اگر آپ یہ فرماوین کہ جس وقت سے آدم رائی کے دانے سے بہی چہوٹے اور بُہنگے سے بہی باریک پیدا
ہوئے اوسی وقت اونکو باغ عدن مین ڈالا گیا تہا اور وہان بہوکہ پیاس نتہی تب بہی تشکل نہ بگی

کیونکہ جنت کو آپ باغ عدن دنیا ہی کا کیون نہ ٹہرا دین اور قول اشخاص ظاہر الخطاب پر ہی ایمان لاوین مگر سرکیف حکم قلنا یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ صاف موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد پیدا ہو چکنے حضرت حوا کے اوس باغ عدن مین جانیکی اجازت ملی ہی اور اوسی کی وہ تعریف ہے اِنَّ لَکَ اَلَّا تَجُوعَ فِیہَا وَلَا تَعرٰی وَاَنَّکَ لَا تَظمَؤُا فِیہَا وَلَا تَضحٰی لینے نہ بہوکا ہو تو اوسمین نہ ننگا نہ پیاس لگے تجکو نہ دہوپ اگرچہ یہ شان کسی باغ دنیا کی نہین ہے اور جنت حقیقی پر الفاظ آیت کے دلالت کر رہے ہین مگر اس کی بحث رہنے دو بعد پیدا ہونے اپنی جورو حوا کے جوانی کی عمر مین اوس باغ مین گئی تہی تو اوس سے پہلے کیا صورت پر ورش ایک دن کے بچہ کی ہوتی تہی الحاصل آدم خیالی سے آپکو مراد ہو کا و باالا جو آیت پہلا آدم کی شان مین تہی وہ اپنی شانئین جادی دوسرے تبیین الکلام کی تفسیر ہی آپکو بہلا دی فتدبر

قولہ تمام قوتین حیوانی و انسانی و ملکی و شیطانی اوسمین تہین الخ اقول اگرچہ بحث قوی کی ہم اوپر لکہہ چکے ہین مگر اس مقام مین اتنا اور بہی لکہتے ہین کہ تمام قوی مین قوت علم و عقل خیر و شر بہی ضرور داخل ہے اور آپ خود ہی فرماتے ہین کہ نطفہ آدم مین سب قوی موجود تہے اور یہ بہی تسلیم کیا ہے کہ جو کچہ ماں کے پیٹ سے لیکر نکلتا ہے وہ ضرور واقع ہوتا ہے پس قوت علم و عقل جو آدم کے نطفہ خواہ مادہ وجود مین تہی کیونکر شجرہ ممنوعہ قرار پاوے گی لینے ابکا حاصل اقرار تبیین الکلام و تحریرات جدیدہ کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ قوت عقل و علم خیر و شر کی آدم کے سامنے پیش کی گئی اور منع کیا گیا اوسکو مت قبول کر اوسنے قبول کر لیا پس وہ علم شجرہ ممنوعہ ہے اور اوس کا قبول کرنا بار امانت کا اوٹہانا ہے اور اوسکا استعمال شجرہ کا کہانا ہے حالانکہ تمام قوی کا پہلے سے آدم مین موجود ہونا اقرار کر لیا گیا اور قوت عقل بہی ضرور تمام قوی مین داخل سمجہی جاویگی کیونکہ آپ تسلیم کرتے ہین کہ شجرہ علم و عقل اس واسطے کہا جاتا ہے کہ علم کے واسطے عقل لازم ہے لامحالہ شروع پیدائش سے قوت علم و عقل آدم مین موجود تہین اور آپ کا یہ بہی اقرار ہے کہ تمام قوتین آدم کی اطاعت کرتی تہین مگر ایک قوت ہمیشہ سرکشی کرتی تہی تو پہر پیش کرنا امانت کا اور منع کرنا آدم کو کہ علم و عقل مت لو اور گنہگار ہونا آدم کا اوس قوت کے کام مین لانے سے جو اوسکے خمیر مین موجود تہے اور جسکی ملکوتی ہونے مین کلام نہین ہے کیونکہ صحیح ٹہریگا اسرار جبار

سے کہ نجات انسان کی آپکی تقریر مین منحصر ہے استعمال تمام قواے ملکیہ و شیطانیہ پر جو ان کو پیٹ سے لیکر نکلا ہے یعنے جو اوسکے نطفے مین چھپے ہوتے ہین تو کیونکر خداتعالے حکم دنیا کہ قوت علم و عقل کو استعمال نکرنا بلکہ لینا ہی نہ چاہیے و افہم پہلے عبارت اپنی تمیز الکلام کی ملاحظہ فرماویے حاصل اس تمام کلام کا جو الہام کی زبان سے نکلا صرف اسقدر ہے کہ جب خداتعالے نے انسان کو پیدا کیا اور اوسمین جان ڈالی تو انسان مثل اور جانورونکے محض بے عقل تھا اوسمین خود کسی بات کی بھلائی برائی جاننے کا مادہ نہ تھا جسقدر کہ خداے تعالے بتاتا تھا اوسی قدر جانتا تھا اور اس سبب سے غیر مکلف اور محض بے گناہ تھا اور کسی قسم کی موت کا اوسکو اندیشہ نہ تھا کیونکہ جو کام اوسکے تھے وہ اپنی سمجھ سے نہ تھے خدا نے ماہیت پہچان بھلائی اور برائی کی اوسکے سامنے ظاہر کی اور یہ بات جتادی کہ اوسکو مت اگر لوگے تو ایک قسم کی موت مر جاؤگے یعنے ایک سخت مصیبت مین پڑوگے اور اپنے کام کے خود ذمہ دار ہوگے ہر ایک بات بھلی یا بری خود تمکو سمجھکر کرنی ہوگی اور بھلے کام کا بھلا اور برے کام کا برا پھل پاؤگے انسان نے خدا کی نصیحت کو نہ مانا اور علم خیر و شر کو حاصل کیا اور انسان نے اپنی نادانی و بیوقوفی سے خواہش کی کہ وہ صفت پہچان نیک بد کی اوسمین ڈالی جاوے ملفظہ الخ اب حال کی تحریر ملاحظہ ہو تمام قوتین حیوانی اور انسانی ملکی و شیطانی اوسمین تھین اور سب اوسکی اطاعت و فرمانبرداری مین حاضر تھین جسپر وہ مامور تھین اونکو کرتی تھین اور اپنے کام مین فی الحقیقت خطا نہین کرتی تھین مگر ایک قوت الخ کیا حضور ایسا کہہ سکتے ہین کہ تمام قوی مین قوت عقل جو لازمہ علم ہے داخل نہین ہے اور وہ خاص قوت عقل موافق عبارت تمیز الکلام کی ایک خاص وقت سن بلوغ مین سامنے کی گئی اور لینے سے منع ہی کیا مگر آدم نے لے لی حاشا وکلا اور اگر عموم و استغراق اپنے الفاظ مین خیال نکرکے تطابق ہر دو تالیف کی خاطر سے ایسا ہی جواب ملیگا تو فقیر دوسری عبارت بھی ذہن مین حاضر رکھتا ہے وہ پیش کرکے خاطر جمع کر دیگا یعنے آپ نے خدا کے فضل سے یہ بھی اقرار کیا ہے کہ جس قوت کا نام شجرہ ہے اور جسکے استعمال سے آدم ممنوع تھے وہ آدم مین پہلے سے موجود تھی چنانچہ آپ نے فرمایا ہے تمام قوتین جو مجھ مین تھین میرے کام مین آتی تھین ایک قوت مجھ مین تھی مگر میرے کام مین نہ آتی تھی مین اوسکو کام مین لاتا تھا جب مین بڑا ہوا اور مین نے خیر کو بہچانا اور دیکھا [illegible] اوسمین قوت [illegible] قوت [illegible] [illegible] آیا اور اس

بہی کام سے الخ تمام عبارت شروع رسالہ مین دیکھہ لیجیے اتبو صاف ظاہر ہوگیا کہ عبارت تالیف
سابق وحال مین موافقت نہین سبب ہر دم نیا خیال سے ہے اور حافظہ شریف کا یہ حال ہے غالباً
الہام سابق الہام جدید سے منسوخ ہوگیا ہوگا جیسے قرآن کی آیات مین ناسخ و منسوخ ہوتا ہے
توبہ توبہ حضرت مخاطب کو مین نے سنا ہے ناسخ و منسوخ آیات کی بہی انکار ہے اتبو سخت دشواری
ہوگی **قولہ مگر ایک قوت نہایت قوی و شرکش تہی وہ میری کوئی خدمت نہین**
کرتی تہی حتی قال مین نے جان لیا کہ وہ میری دشمن ہے الخ **اقول** تبیین الکلام
او تحریر جدیدہ سے پایا جاتا ہے کہ قوت علم وعقل سے حضرت آدم قبل عرض امانت اور سن بلوغ
کے بے نصیب تہی اتنا فرق ہے کہ تبیین الکلام سے وجود ہے قوت کا مفقود تہا اور تحریر جدیدہ مین
موجود تہا مگر استعمال اوسکا معدوم ثابت ہوتا ہے بہر کیف علم وعقل چاہیے موجود ہو چاہیے نہو کام مین
مین نہ آتا تہا پہر آپکے آدم خیالی نے قبل استعمال شجرہ علم وعقل سے کیونکر جان لیا تہا کہ وہ میری دشمن
ہے کیا دشمن و دوست کا پہچاننا اور جاننا علم خیر و شر سے خارج ہے **قولہ وہ بہی جتاتی تہی کہ**
مین تیری دشمن ہون **اقول** اوسوقت آدم تو مثل اور جانورون کے محض بےعقل
تہا کہا فی تبیین الکلام پہر یہ قوت کسکو جتاتی تہی اور محض بےعقل سے کیون سر ہوا آتی تہی اور
کیون کبہی دوست کبہی دشمن اوسی جانور بےعقل کی سمجہہ مین آتی تہی **قولہ خدا نے مجکو ایک**
جگہہ ڈال دیا الی قولہ نہ کپڑا پہننے کی حاجت ہوتی تہی **اقول** وہ جگہہ قرآن و حدیث
سے کہان واقع ہوئی ثابت کرو کے کس مقام مین ڈال دیا تہا اور لا تجوع ولا تعری کے معنی
خود ہی آپ بیان کر چکے ہین کہ نہ بہوکے رہو نہ ننگے پہر کیونکر وہ پہلے سے ننگے رہتے تہے اور
دوسری آیت مین ہے **لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُم مِّنَ الْجَنَّةِ يَنزِعُ عَنْهُمَا**
لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا الآیۃ اسکے ترجمہ مین خود حضور اعلیٰ تبیین الکلام مین لکہہ چکے ہین بہکا وے
تمکو شیطان جیسا نکالا تمہارے ماباپ کو باغ سے اوتروا تے اونکے کپڑے کہ دکہاوے اونکو
عیب اونکی الخ جس طرح سوآتہ کا ترجمہ عورۃ نہین کیا بلکہ خلہ قبیحہ مین ملا دیا ہے اسی طرح لباس کا
ترجمہ لغوی نہین کیا ہے بلکہ کپڑے کا لفظ لکہا ہے نواب اپنے معنی حقیقی مسلب سے کیونکہ تجاوز
کرکے بات بنائی جاتی ہے سے خوب ثابت ہوا کہ آدم لباس پہنے تہے اور گناہ کرنیکی سزا سے

وہ حلہ جنت بدن سے گر پڑا اور برہنگی سے شرمانے لگے اور پتوں سے جنت کی بدن کو چھپانے لگے چنانچہ برہنگی اور چھپانا بدن کا پتوں سے آپ نے خود بھی عین الکلام میں مان لیا ہے لگی

جوڑنے لپٹنے اوپر پتے جنت کے آگی عبارت میں موجود ہے پھر اگر وہ پہلے سے برہنہ ہوتے تو لباس اونکا کیونکہ چھین لیا جاتا اور اگر ہمیشہ کے عادی برہنگی کے ہوتے تو جان لیتے کہ خدا نے ایسا ہی رکھا ہے جس حالت کو خدا نے دیا ہے اوسمیں کیا شرم تھی جنت کے پتون سے بدن چھپانیکی کیا ضرورت تھی مثلاً برہنگی اب بھی اپنی منکوحہ بی بی کے روبرو شرعاً منع نہین ہے اور اوسیطرح لونڈی کے سامنے جو ملک مین ہو اوسوقت یہی خیال ہوتا ہے کہ خدا نے اس برہنگی سے منع نہین کیا ہے پھر کیون شرم آویگی مگر غیر کے سامنے برہنہ ہونا نہایت شرم مین داخل ہے وجہ اوسکی وہی ہے کہ خدا کے حکم کے خلاف ہے اگر آدم و حوا القول آپکے پہلے سے برہنہ ہوتے اور کوئی نہی اوس باب مین وارد نہوئی تو کیون شرماتے اور جب کہ وہان کوئی غیر نتھا اور خلوت مین برہنہ ہونا اپنا بھی کسی انسان کو باعث شرم نہین ہوتا ہے تو پھر آدم جنت میز کیون شرماتے ہان پہلے سے جب حلہ بہشتی پہنا تھا کبھی بدن سے جدا نہوتا تھا کیفیت جدیدہ جو شامت عصیان مین پیش آئی تو شرمانے کی جگہ تھی اور خلاف عادت ستر و حالت عجیبہ دیکھی تو پتونکو چنکر بدن چھپانے لگے جیسا کہ قرآن شریف کے توافق آیات سے پایا جاتا ہے بس آدم جیالی کی تقریر محض وسوسہ شیطانی ہے دیکھیے **قولہ وہ جانتے تھے کہ اوس سے کام ہونگا الخ اقول** ہرگز کوئی قوت عاقل اور عاقبت اندیش اور عقل انسان سے بھی بڑھکر ذی علم و ذی شعور نہی اپنے دعوے کو برہان سے ثابت کیجیے اور یہ جملہ آگی عبارت کا

کہ اوسی قوت سے کام لیا کمال کا یہی سبب تھا اسلیے اوس دشمن قوت نے بہکایا الخ قابل غور ہے کہ جب وہ قوت روح کی دشمن تھی تو کمال پیدا کرنیکے اسباب حاصل ہونیکے ہرگز تحریک نہ کرتی کوئی دشمن اپنے دشمن کو صاحب کمال دینی و دنیوی ہونا نہین چاہتا ہے **قولہ** مین نے جانا کہ اوسکے ساتھ بڑا **قوی دشمن بھی لگا ہوا ہے اقول** قبل اکل شجرہ

علم خیر و شر سے بھی آپ یہ مقولہ آدم کا لکھ چکے ہیں مین نے جان لیا کہ وہ میری دشمن ہے اوسکی فتح پانا بھرا پڑا کام ہے اور وہ بھی جانتی تھی کہ مین تیری دشمنی کبھی نہین چھوڑنے کی الخ تو ابعد

استعمال شجرہ علم وعقل کے یہ کہنا کہ مین نے اپنے دشمن کو جانا قابل غور ہے قبل علم وبعد علم کا
ایک ہی نتیجہ درباب علم شے غیر معلوم کے نکلتا ہے وہم لا یعلمون قولہ خدا نے للکارا الخ
اقول اولاً للکارنا اور مطلق کلام کرنا محاورہ مین متغائر الکیفیت ہین جبکہ قال ربک آپکے
نزدیک منافی شان ذات باری سے ہے لہذا مجازی ہونا بیان کیا ہے تو للکارنا جو خاص انسانکا
کام ہے اوسکا اطلاق ذات بےکیف پر کیونکر ہوسکتا ہے یہ تو لفظ اردو کا ہے محاورہ اردو مین
للکارنا بمعنی القای قلب الہام کے نہین آیا ہے نہ مجرد ناخوشی پر استعمال ہوتا ہے کوئی آواز مہیب
شرط ہے ورنہ مجازی معنی بھی درست نہونگے ومن ادعی فعلیہ البیان ثانیاً آپکی یہ تقریر کہ گذشتہ
بدی کا یہ علاج سوچا کہ ربنا ظلمنا انفسنا الخ کہا ذرا غور کے لائق ہے کیونکہ قبل استعمال قوت علم وعقل
سے آدم کو مانند جانورون کے محض بےعقل وغیر ذی شعور تسلیم کیا ہے لا محالہ محض لا یعقل
وجانور مکلف یا مامور کسی امر ونہی کے ساتہ نہین ہوسکتا ہے ورنہ حالت بلوغ وقبل بلوغ وزمانہ
تکلیف ومنع تکلیف مین کچہ فرق نہ رہیگا تو قبل استعمال قوت علم وعقل کے آدم محض بیگناہ
سمجھے جاوینگے نہ تو گناہ شرعی نہ عرفانی کچہ بھی صادق نہ آویگا باقی رہا عرض کرنا امانت کا یعنی قوت
علم وعقل کا وہ بھی اوسی زمانہ مین تہا جب آدم محض بےعقل جانور غیر مکلف نادان مطلق نا قابل
فہم اوامر نواہی کے تہے تو خدا کی مصلحت پر عمل کرنا نہ کرنا کسی طرح داخل نیکی یا گناہ صغیرہ یا ترک
اولی کے بھی نہین ہوسکتا بلکہ ایسے بےعقل جانور کے سامنے پیش کرنا قوت علم وعقل کا اور اوسکو
لینے اور نہ لینے کا اختیار دینا اور امتحان لینا وہ بھی فعل عبث ہوگا اور ہرگز قابل الزام وتخطیہ
نہ تہا نہ حکیم مطلق کی شان کے موافق تہا خیر جو کچہ ہو سو ہو مگر آدم کی خطا اوسوقت تک کوئی نہ تہی
جب تک کہ قوت علم کو کام مین نہین لایا تہا اور بعد کام مین لانے علم وعقل کے جب مکلف
ہوا و حیثیت نیک وبد وعذاب وثواب وامر ونہی سمجھنے کی استعداد حاصل ہوئی تو کوئی گناہ نہین
کیا اب فرمایئے کہ آپ نے جس اصول پر تفسیر آیات قرآنی کی فرمائی ہے پہلی بدیان کیا ٹہرینگی جنکے
واسطے عصی آدم ربہ فغوی صادق ہوگا اور ربنا ظلمنا انفسنا الخ کہنے کی ضرورت پڑیگی اور اس
اعتراض کا کیا جواب ہوگا کہ محض جانور بےعقل سے کیونکر فرمایا کہ اگر اس شجرہ کا پہل کہاوگے
فتکونا من الظالمین غیر ذوی العقول پر امر ونہی اور اوسکے ترک پر خارج کیا جانا جنت سے

گے

دکو جنت دنیا ہی ہو) اور عصیان و غوی کا لقب عنایت ہوا ہرگز صحیح نہین ہے گا کیسی جہلی ہے یہ ان و کیا علاوہ
او کیسی مغفرت یہان ہر چیز سے اور نبی کے لائق ہنسی ہی مین کلام ہے فقد بر قولہ پہر تو خدا نے مجکو اپنا
نائب کر دیا اور فرشتے غل مچاتے رہے اقول یہ تفسیر غالبا اس آیت کی ہے وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ
لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ
بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ
فَقَالَ اَنْبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ
الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّآ اَنْبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ
غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ یعنی جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو مجکو بنانا ہے
زمین مین ایک نائب بولے کیا تو رکھیگا اوسمین جو شخص فساد کرے وہان اور خون کرے اور ہم پڑہتے ہین تیری خوبیان اور یاد کرتے ہین تیری
پاک ذات کو کہا مجکو معلوم ہے جو تم نہین جانتے اور سکہائے آدم کو نام سارے پہر وہ دکہائے فرشتوں کو
کہا بتاؤ مجکو نام اونکے اگر ہو تم سچے بولے تو سب سے نرالا ہے ہمکو معلوم نہین مگر جتنا تو نے سکہایا
تو ہی ہے اصل دانا پختہ کار کہا ای آدم بتا دے اونکو نام اونکے پہر جب اوسنے بتا دیے نام انکے
کہا مین نے نہ کہا تہا تمکو مجکو معلوم ہین پردے آسمان زمین کے اور معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے
اور جو چہپاتے ہو فقط ظاہر کوئی دوسری سند اس قول کی نہین ہے کہ آدم کو خدا نے زمین پر
اپنا نائب بنایا اور فرشتے غل مچایا کیے اب خاکسار یہ سوال کرتا ہے کہ جب آپنے فرشتونکا غل مچا
مان لیا تو کس منہ سے وہ فرمایا جائیگا جو سید مہدی علیصاحب کو آپنے لکہا ہے یعنے خدا مین اور
فرشتون مین خدائی اور بندگی کا ہیکو ہوتی ہمیارونکی تو زمین مین ہوتی خدا کے نوکر ہمارے نوکر سے
زیادہ بڑہے نہین ملتفت کلم اتنہو ساری بدزبانی اور بیباکی کا کلام ہو گیا الله الله آپکی جرات پر مجکو کمال
حیرت ہے پہلے تو آپ ہم غریب مسلمانون کے اکابر کو سب وشتم سے تناول فرمایا کرتے تہے
اور مکار ریشا نقل ضال مضل اندہے بہائم جانور وحشی درندے ظالم وغیرہ القاب عنایت ہوتے
رہے تہے بعدہ تہریۃ الاسلام مین حضور نے تحکم زیادہ کمایا اپنے خیال باطل پر نفس استحقاق کو
شناعت عقلی مین داخل کر کے اوسکے مجوزین کو خوب ہی دل کہولکر گالیان سنائین کوئی ہمت
کلمہ ہو گا جو صحابہ کرام بلکہ رسول انام صلعم و انبیاء سابقین علیہم السلام پر صادق نہ آیا ہو سکے

مگر ایک ذات واحد کسی قدر مالک حقیقی کی باقی رہی تہی کہ اوسکی نسبت تجویز شناعت عقلی میز
ہو چکا ہے سو نوبت یہان تک پہونچ چکی ہے مگر صاف صاف کہنے کی حسرت باقی تہی سو ابہی بحث شیطان مین پورا
حوصلہ نکال لیا تقریر الزامی کا پردہ ڈال کر اپنے خیالات طبعزاد کی بنا پر کبہی تو خدا اور فرشتے بہٹیارے
بنائے گئے کبہی ارشاد ہوتا ہے کہ سخن فہمی عالم بالا معلوم شد حضرت کو بہگڑ بولنے بہی نہین آتی
چہ جای جدا آئی بلفظہٖ واہ حضرت ہم لوگ تو سمجہے تہے کہ تہذیب الاخلاق سکہاتی جائیگی اور طرز تحریر
عالمانہ بتائی جائیگی یہ نہ معلوم تہا کہ تہذیب الاخلاق سے مراد ہے سب و شتم اکابر دین کا بلکہ رب العالمین
کا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم مین مجبور ہون کہ مراد اب تحریر مانع ہے ورنہ تقریر الزامی و جدلی
کسکو نہین آتی ہے اور جواب ترکی بہ ترکی لکہنے سے کسکا قلم رک سکتا ہے بعد سب و شتم خدا و
رسول و صحابہ و ائمہ و ملائکہ کے بیچارے مسلمان گو کہ شریف یا عالم ہین کیون ہون کس شمار و
قطار مین ہین اب کسیکو حضور سے شکایت کا موقع نہ رہا مگر خدا کا شکر ہے کہ خود ہی اقرار کر لیا کہ
خدا نے آدم کو اپنا نائب بنایا اور فرشتے غل مچاتے رہے اور اب اس تقریر کا جو نتیجہ ہے خود ظاہر
ہے کہ ایک جاہل بمع ہزار تفصیل کا ہے کما لا یخفی قولہ تمہارے اور تمام دنیا کی سمجہ مین
آجانے کے لائق الخ اقول ہرگز تمثیلی زبان مین بیان کیا گیا ہے بلکہ ظاہر الفاظ سے معنی
حقیقی پائے جاتے ہین ورنہ محکمات و متشابہات مین کیا فرق رہیگا اور تعریف ظاہر کی جو کتب
اصول مین کہی ہے باطل ٹہرے گی اور تمام محکمات قرآنی مین اسی قسم کی تشبیہات و استعارے
و مجاز قائم کر کے دین اسلام سے دست برداری کرنی پڑیگی اور جو تفسیر کہ اب حضور والا نے
ایجاد کی ہے آخر وہ بہی احتمالی ہے نہ قطعی تو جزم و یقین کسی ایک معنے پر نہو سکیگا اور جب
یہ فرمایا چاہیے کہ تمام دنیا کے سمجہانے کے واسطے خدا نے تمثیلی زبان مین یہ ماجرای بیان کیا
ہے تو پہلے سب سے رسول صلے اللہ علیہ وسلم بعدہ صحابہ و تابعین بعدہ ائمہ مفسرین محدثین
معنے حقیقی سمجہے ہونگے مگر افسوس ہے کہ کسی ایک نے بہی آپ کے موافق تفسیر آیات قرآنی کی نہ بتائی
نہ کچہ ایسا دقیق مضمون تہا کہ حضور والا کے سوا بارہ سو برس تک کسیکو
نہ سوجہا سب کے سب غلط تفسیر کرتے رہے اور رسول صلعم چیستان اور معمی ہی بولتے رہے
قرآن سے بہی زیادہ شیطان کا وجود خارجی احادیث سے نکلتا چلا آتا ہے بہلا اگر عوام نہ سمجہے تو خواص

صحابہ تو سمجھہ سکتے تھے یہ کیا بڑا مشکل مسئلہ تھا کہ انسان مین ایک قوۃ ایسی ہے جو اغوا کیا کرتی
ہے باقی قوی ویسے نہین ہین اوسی ایک قوۃ کو باقی رہا کرد اور آدم بہی ذرا سی پیدا ہوتے بہی
بعدہ جب جوان عاقل بالغ ہوتے تو خدا نے اونکو بہی سمجھا دیا تہا کہ قوۃ مغویہ سے ہوشیار رہنا
قصہ مختصر کو بیان کر دینے مین خدای تعالی نے کیا دشواری سمجھی ہوگی اور رسول صلعم جو نہایت
عمدہ حقائق و معارف بتاتے تہے کیا سخت مشکل مین پڑ جاتے خصوصاً ہمارے رسول صلعم کو
آپنے امی اسواسطے ٹہرایا ہے کہ تحریر کے پابند تہے تو وہ ضرور اس مسئلہ کو حل کر دیتے اور افسوس
ہے کہ ہوسے کے زمانہ سے آجتک آپ ہی ایک حکیم اور فلسفی ایسے پیدا ہوتے ہین جنہون نے
صحیح معنے کلام الہی کے سمجھہ پائے ہین تو خدا جانے پہر قرآن شریف کیون کر معجزہ رہیگا شاید قرآن
آپکے نزدیک کسی معما کا نام ہے جو ہزاروں برس بعد کسیکو الہام کے ذریعہ سے حل ہو جاتا ہے
اور آپ یہ نہین کہہ سکتے ہین کہ ہمارے موافق کسی اور عالم و مفسر کا بہی قول ہے کیون کہ اوسکی سند
پیش کرنی پڑیگی یہان آپ مدعی تفسیر جدید کے ہین مجرد احتمال کافی نہین ہے ہم تو اتفاق جمہور
کا حقیقت وجود خارجی شیطان پر دکہا چکے ہین آپ فرماتے سوائے مما الہمنی ربی کے کیا سند لائے
ہین پہر بہی صوفیہ زمانہ حال بیچارے حرف سناتے ہین قولہ ملکی قوی کا نام فرشتہ دشمن کا
نام شیطان قوۃ علم و عقل کا نام شجرہ ممنوعہ حالت استعمال کا نام اکل شجرہ
ہے اقول قوی ہرگز ذی عقل و مختار اپنے افعال کے نہین ہین پہر وہ کیونکر مامور بہ سجود ہو سکتے
ہین اور ملائک کا لفظ قرآن شریف مین معنی حقیقی پر محمول ہے کیونکہ نحن نسبح بحمدک ونقدس لک
اونکی شان ہے اور اونہین کا سوال جواب مذکور ہے جسکو آپ بہی فرماتے ہین کہ فرشتے نے غل
مچایا کیے اور اونہین کے سامنے آدم نے اسمائے اشیا خدا سے سیکہہ کر بیان کیے تہے اور وہی بیچارے
لگے سُبحانک لا عِلم لنا الا ما علّمتنا انک انت العلیم الحکیم الآیۃ پہر یہ سب باتین کیونکر قوۃ باصرہ
وسامعہ و ذائقہ و متخیلہ وغیرہ پر منطبق ہو سکتی ہین اور یہ بہی نہین ہو سکتا کہ وہی لفظ ملائکہ کا معنی
حقیقی و مجازی مین ایک ہی جگہہ مستعمل ہو کوئی وجہ تعذر معنی حقیقی و تبدیل مراد لفظ واحد کی
نہین ہے علاوہ اسکے آپ خود ہی اوپر کی تحریر مین اقرار کر چکے ہین کہ جب آدم راتی کے دانہ
سی بہی چہوٹے تہے تب ہی تمام قوی ملکی و شیطانی اونمین موجود تہین اور قبل زمانہ بلوغ سے

بہی اپنا کام کرتی ہین ذرا بہی خطا نہ کرتی نہین صرف ایک قوۃ کام مین نہ تہی تو پہر اونہین
قوی کو کس واسطے حکم دیا جاتا کہ تم اطاعت آدم کی کرو اور جو قوۃ پہلے سے شیطان بنی ہوئی تہی
اوسکی نسبت ابی و استکبر حکم کے بعد فرمانا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے اور سب سے زیادہ حیرت
انگیز یہ امر ہے کہ تحریر جدید مین آپ نے شجرہ ممنوعہ تو قوۃ علم و عقل کو ٹہرایا ہے مگر تبیین الکلام مین سدرۃ المنتہی
کو شجرہ علم خیر و شر بتایا ہے اور قاضی عیاض کے قول سے اوسکو زمین مین قائم کیا ہے اور پہر اوسکی
جڑ مین سے دو نہرین چہوٹی دو بڑی آپ نے جاری ہونی تسلیم کر کے مطابقت قرآن کے ساتھ توراۃ
کی کی ہے اور جب سدرۃ المنتہی شجرہ علم خیر و شر ٹہرا اور وہ زمین مین تہا تو وجود حقیقی ایک شجرہ علم
خیر و شر کا لازم آیا ورنہ دو نہرین فرات اور نیل کس کے جڑ مین سے نکلی ہین اور دو نہرین چہوٹی
کہان سے آتین اسی رسالہ مین ہم عبارت اوس مقام کی تبیین الکلام سے نقل کر چکے ہین
تو بعد تسلیم ایسے شجرہ حقیقی علم کے کیونکر آپ فرما سکتے ہین کہ معنی حقیقی شجرہ علم کے متعذر رہے لہذا معنی
مجازی سے قوای انسانی مراد لیگئی اور کیا دلیل ہے کہ قوی ہی مراد ہون کیونکہ غایت درجہ
آپکی کوشش سے ایک لفظ متشابہ ٹہر یگا پہر آپکی تاویل صحیح کیونکر ہوسکتی ہے لا یعلم تاویلہ الا اللہ الحاصل
یہ فرض محال اگر ایک لفظ کو ہم متشابہ یا مشترک المعانی بہی مان لین تب بہی تفسیر حضور کی قطعی
نہ ہوسکیگی فقد بر قولہ پہر آپ نے کیا فرمایا کہ خدا نے آدم و حوا کو پیدا کیا پہر اونکو بصورت
پہر حواب ہی بنایا جواب لقد خلقنا کم ثم صورنا کم قرآن مین ہے اور انسان نطفہ سے
نہایت باریک بہنگے کے مانند پیدا ہوتا ہے الخ اقول اس تقریر سے جیسا آدم کا
نطفہ سے پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے ویسا ہی حوا کا بہی واضح ہوگیا خیر آدم کی نسبت تو پہر وہی
سوال ہے جو سابقاً گذارش کیا گیا کہ وہ نطفہ کسکے صلب و ترائب کا تہا اور کسکے رحم مین قرار
پایا تہا مگر حضرت حوا کی نسبت جو کچھ تبیین الکلام مین حضور نے ارشاد فرمایا تہا یاد دلاتا ہون

یعنے باب دوم مین لکہا ہے ۱۲ لغایت ۲۲ خدا تعالے نے حوا کو مٹی سے پیدا نہین کیا جسطرح
کہ آدم کو پیدا کیا تہا بلکہ آدم کی پسلی مین سے پیدا کیا تا کہ اون دونون مین زیادہ محبت ہو الخ
یہ تقریر حضور کی بلا تکبر ہے اور دلالت کرتی ہے کہ حوا کا نطفہ سے کیا بلکہ مٹی سے پیدا ہونا
بہی آپکا انکار ہی تہا اب آدم خیالی فرماتے ہین کہ آدم و حوا پہلے نطفہ مین رائی کے دانہ کے

شجرہ ممنوعہ و ابلیس و آدم و حوا کا بیان — شجرہ ممنوعہ بیان آدم و حوا شیطان سے بچانے ہوتی ۱۲ منہ

چھوٹا او بھنگی سے بھی باریک تھی پہلے اونکا نطفے مین وجود قائم کیا پھر صورت آدم وحوا کی بنی جیسا کہ تمام بنی آدم کا حال ہی کیونکہ آپکا سوال آدم وحوا کی نسبت بنیا تو مطابقت جواب کی سوال کو ساتھ ضرور ہی اگر آدم کو توالد و تناسل منظور ہوتا تو صاف فرماتے کہ میرا یہ حال ہی اور حوا اوسی قاعدہ عام پر پیدا ہوئے ہین تمہارے سوال کا جواب ایک قسم کا نہین ہو سکتا ہی کہین کہین نیچر ترک کر دینا اپنی بات بنانے کی خاطر سے جاتا ہی شاید اسمقام پر جناب مخاطب یہ فرماوین کہ ہم ایسی تحریر مین لکھ چکے ہین کہ آدم نے ایکدن حوا کو اپنے پاس بیٹھا ہوا پایا اور پوچھا کہ تم کون ہو وہ بولی بہائی میرا نام حوا ہی اس سے نکلتا ہی کہ وہ جوان پیدا ہوئی تھین کیونکہ اونکو دیکہکر آدم کو ایسی مستی آئی کہ اوچھلنے کودنے لگے تالیان بجانے لگے گیت گانے لگے مگر جناب اسکا یہ جواب ہی کہ جب آدم نے خود ہی نطفہ سے پیدا ہونا اور پھر صورت پکڑنا اور چھوٹے سے بڑا ہونا اپنا اور حوا کا موافق سوال کے مان لیا تو آخر حوا کبھی جوان ہوتی ہونگی بعد جوانی کے یکایک آدم سے ملاقات ہوئی ہوگی پس توافق قولین مین متعلق تحریر جدید کے موجود ہے اب کچھ چارہ نہین ہے کہ صاف ارشاد ہو جاوے کہ تبیین الکلام مین اور تالیف جدید مین مطابقت نہین ہے یا یون کہو کہ تالیف جدید مین الہام ثانی ناسخ الہام اول کا ہے یا الفاظ سوال پر آدم کو بھی نے خیال نہین کیا وہ نو اُدوا اُدواری اُدوا ومچو کہتے ہین اور تالیان بجانے اور ناچنے کودنے مین مست ہو رہے تھے اور میری طبیعت بھی اوسی حالت کے سکنے مین مصروف تہی چنانچہ جب سید مہدی علی صاحب کی تحریر اقسام مجازات مین مین نے دیکھی تو خود ہی خط مین لکھ چکا ہون کہ آدم کیطرح مین بھی کود نگا مگر مشکل یہ ہے کہ قبل سن بلوغ اور اکل شجرہ علم سے حضور نے فرمایا ہے کہ آدم مثل جانور و نکے محض بے عقل تھے پھر کیونکر بی بی حوا کو دیکھتے ہی معرفت واجب الوجود کی حاصل ہوگئی اور بے اختیار تالیان بجا کر ایسی دہن کے گیت گانے لگے اور ایسی تال کی تالیان بجانے لگے ابھی تو علم بد و نیک چکھانے کا بھی اونکے واسطے حضور تسلیم نہین کرتے ہین چہ جاے علم ازلی و ابدی ہونے خدا کا قولہ اگرچہ انسان ایک معجون مرکب تمام قوی سے ہے مگر ہر قوۃ اپنا کام جدا جدا کر رہی ہے الخ اقول سلمنا کہ انسان معجون مرکب ہو مگر بعد ترکیب معجون کے اجزا مفردہ علیحدہ علیحدہ اثر نہین کرتی ہین نہ پھر اونسے بحث کیجاتی ہے بلکہ پوری معجون ایک خاصیت اور مزاج پیدا کر لیتی ہے کیا آپ کہہ سکتے ہین کہ تریاق فاروق مین جو شائد افیمی بھی

فیلسوف نے کہا قول پر ایمان لا سکتے ہین ہم

داخل ہے وہ سمیت دکہاتا رہتا ہے ہرگز نہین بلکہ سمیت کو زائل کرتا ہے اسی طرح
اگر انسان معجون مرکب ہے تو اب علیحدہ علیحدہ مفردات کے عمل اور خواص کسواسطے
قائم کیے جاتے ہین فتدبر اور اوس مقام پر کئی سوال پیدا ہوتے ہین اول آیہ مین انا خیر منہ
کا لفظ وارد ہوا ہے اور مرجع ضمیر کا نہین ہے مگر انسان کامل اور انسان کامل نہین ہے
مگر مع تمام قوی کے جنمین قوۃ سرکش بہی شامل ہے تو رجوع ضمیر کا باعتبار عموم اور شمول کے
جو متکلم کیطرف ہوا جاتا ہے اور یہہ معنی ہونگے انا خیر منا فافہم دوم انسان مع اپنے تمام قوی
کے اصل مادہ وجود مین مصداق خلقتہ من طین کا ہے کیونکہ جوہر وجود آدم طین سے ہے
اور نفخ روح بعد طیاری اوس قالب خاکی کے ہوا ہے اور قوے جسمانی عرضیات اوسی آنی
کی ہین جنکا تحقق اور ثبات بغیر ذات کی متعذر ہے اور جب کل قوی واعضا وحواس کا نام
آدم ہے تو اتحاد فی الحقیقۃ قابل تسلیم ہوگا پہر کوئی جزو اوس کل کا باافراد اوس مجموعہ کا متغایر
فی المادہ نہین ہوسکتا تو خلقتنی من نار وخلقتہ من طین اوسی آدم کامل کی ایک جزو بدن کا
قول صحیح نہین ہے کما لا یعلم الا الفطین الخ سوم امر سجود کا کوئی وقت تو اپکی تفسیر کے موافق ہم
جزم ولیقین کے ساتہ معین نہین کر سکتے کیونکہ ایک جگہہ تبیین الکلام مین ترجمہ آیہ قرآنی مین لکہا
ہے کہ سجدہ کرو جو زمانہ مستقبل بعد وجود خلیفہ کے بعد پر اشارہ کرتا ہے دوسری جگہہ اطاعت آدم
کا نام سجدہ رکہا ہے جیسا کہ تحریر جدید سے بہی پایا جاتا ہے اور وہ حالت سن بلوغ آدم پر
منطبق فرماتی ہے اور ایک جگہہ یہہ بہی لکہہ دیا ہے کہ سرکشی اور عدم اطاعت قوت شیطانی
کی پہلے سے چلی آتی تہی خیر آپ ہی اپنے مطلب کو خوب سمجہے ہونگے یہان میرا اصل خدشہ
اور ہی کچہہ ہے یعنی امر ونہی جسپر ثواب وعقاب مترتب ہے اور لازمہ تکلیف شرعیہ ہے کسی
قوت کیواسطے صحیح نہین ہوسکتا چونکہ کوئی قوت انسانی فی حد ذاتہا صلاحیت تکلیف کی نرکہتی
تہی تو امر بسجود گو خود ہی محتاج ہے برہان کا مگر بشرط تسلیم لازم آتا ہے کہ ایک قوت آدم کی جسم
اور ملعون ہوکر تا قیامت زندہ رہے کیونکہ حکم ہو چکا ہے انک من المنظرین الی یوم الوقت
المعلوم اور حضرت آدم کی وفات کو کئی ہزار برس گذر گئے مگر ضرور ہے کہ وعدہ الہی پورا ہو
پس لازم آیا کہ قوت موجود فی الخارج باقی رہی اور تا قیامت فنا نہو کیونکہ آدم کی خاص قوت نہیں تہی

کا نام وہ ابلیس کہا گیا ہے جسکے واسطے فنا تا قیامت نہین ہے تو اب ضرور ہی کہ وجود خارجی کیسا
بلکہ زندہ رہنا ایک ابلیس یعنے قوت آدم کا مان لیجیے چہارم ابلیس نام قوت انسانی کا ہوا اور وہ قطعاً
مخلد فی النار ہے اور ملائکہ نام ہے قویٰ مطیعہ کا جنکی شان مین آپ خود ہی یہ لکہ چکے ہین لایعصون
اللہ ما امرہم ویفعلون ما یؤمرون تو اب دو حال سے خالی نہین یا تو ملائکہ حقیقی بہی ملائکہ قوی کے ساتہ
مامور بسجود تہی یا نہ تہی شق اول مین لازم آتا ہے کہ ایک لفظ ملائکہ کی ایک ہی مقام مین معنی حقیقی بہی مراد
ہون اور مجازی بہی وہو کما تری اور شق ثانی مین جو حضور والا تبیین الکلام مین مطابقت درمیان توراۃ
کی اس آیۃ سے کر چکے ہین اذ قال ربک للملائکۃ انی خالق بشراً من صلصال من حماءٍ مسنون فاذا
سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین اور ترجمہ اوسکا یون لکہا ہے جب کہا تیرے پروردگار
نے فرشتونکو مین بناؤنگا ایک آدمی مٹی گوندہی ہوئی سے پہر جب ٹہیک بنا چکون اوسکو اور پہونکون
اوسمین اپنی روح گر پڑیو واسطے اوسکے سجدہ کرتی۔ فقط ظاہر ہے کہ عرضیات کا وجود قبل وجود
ذاتی سے نہ تہا صاحب قوی کے امر کے وقت معدوم مطلق تہا تو قوی کیونکر ملائکہ سے
مراد ہونگی اور کیونکر تطبیق توراۃ کی او تبیین الکلام کی اور تحریر جدید کی ہو سکیگی اور یہ بہی ارشاد
ہو جائے کہ شیطان کے وجود سے تو آپ نے اسواسطے انکار کیا کہ وجود خارجی ثابت نہین ہے
مگر ملائکہ کے معنی حقیقی ارادہ کرنے مین کیا تعذر واقع ہوا آیا اونکا بہی وجود غیر مسلم ہے اور جبرئیل
کی جگہ بہی وحی لانے والی کوئی قوت انسانی بنائی جائیگی یا حضرت داؤد کے پاس جو دو فرشتہ مدعی
و مدعا علیہ بنکر آتے تہے اور حضرت ابراہیم کے گہر جو فرشتے آتے اور گہی مین تلا ہوا بچہڑا کہانے
سے انکار کیا تہا اور پہر حضرت لوط کے پاس پہونچے اور اونکی قوم نے ستانا چاہا کیا یہ سب قصص
مجازی ہین پہر کیا وجہ ہے کہ ملائکہ کے معنی قویٰ انسانی ابھی ضروری سمجہی گئی ہین بہر کیف
جب ملائکہ سے مراد حقیقی ہونگی تو لازم آئیگا کہ قوت بہیمیہ شیطان نہو بلکہ وہی ابلیس ہو جو ملائکہ
حقیقی مین شامل ہتا تہا کیونکہ اس قوت کا شمول زمرہ ملائکہ حقیقی مین متعذر ہے اور اگر آپ کسیطرح
نہ مانین اور ملائکہ سے مراد قوائی آدم ہی ٹہراوین اور اپنی بات پر بلاوجہ ہی اڑے رہین تب
یہ قباحت پیدا ہوگی کہ جس قدر آیات قرآنی مین مومنین و کافرین کیواسطے وعدہ جنت و نار کا
ہوا ہے وہ سب مجازی ہو جائیگا کیونکہ ہر انسان کی قوی ملکی کے باب مین ملائکہ کا حکم جاری

ہونا چاہیے یعنے وہ دوزخ سے محفوظ رہینگے یعنے قوی ملکی خواہ جنت کو جاوین گے خواہ بحالہم رہین گے مگر ایک قوت شیطانی خواہ مخواہ دوزخ کو جائیگی ان اللہ لا یخلف المیعاد اور باقی ابن آدم کے جو کچھ اجزای بدنی بیچ رہینگے وہ متردد فیہا ٹہرینگے دیکھا چاہیے دوزخ مین جاوینگے یا جنت مین اور اگر آپ دوزخ و جنت سے بھی منکر ہین تو تنعیم و تعذیب روحانی شاید مانتے ہونگے اور اوسکی کیفیت بیان کرنی آپکے ذمہ ہے اوس صورت مین بھی ایک انسان کامل کی تین اقسام ہوکر میعاد کے احکام پورے ہونگے و ہوکما تری نجم اگر تفرق انصال آپ کے نزدیک درست نہو اور انفکاک قوی کا صاحب قوی سے خلاف قرآن کے ہو (نہین نہین خلاف نیچر کے) اور علیحدہ علیحدہ تنعیم و تعذیب سے گریز کرین تو اوسوقت یہ خرابی پڑیگی کہ ابلیس محروم ہی جنت سے اور خواہ مخواہ کوئی نہ کوئی ابن آدم مستحق جنت کا ٹہریگا اور شیطان بھی کہ جزو لا ینفک اوسکا ہے بس وہ بھی داخل جنت ہوگا علے ہذا القیاس قوے ملکی جو معصوم و مغفور ہین دوزخیون کے ساتھ داخل نار ہونگے و فیہ ما فیہ اور یہ بھی ہوسکتا ہے بلکہ ضروری اور لازمی ہے کہ خدا تعالی اپنے وعدی کو پورا کرے اور ہرگز شیطان کو کسی طرح جنت مین نہ جانے دے چونکہ انفکاک اوسکا ہر فرد بشر سے متعذر ہے لا محالہ ہر انسان مخلد فی النار ہو نعوذ باللہ منہا آپ خاکسار آپ سے برہان طلب کرتا ہے اس دعوی پر کہ معنی سجدہ کے اپنے اپنے کام کا بجالانا قوی انسانی کا اور اطاعت انسان مین رہنا قوی کا کس اہل لسان کے محاورہ سے اخذ کیئے ہین اور کس لغت کی کتاب مین دیکھے ہین اور قیاس فی اللغت کب جائز ہے علاوہ اسکے حکم سجدہ کا نہ تہا مگر وقت واحد و دفعہ واحدہ کے واسطے کہ اوسی پر رجیم ہونا ابلیس کا اور مقبول ہونا خدمت ملائکہ کا ٹہرا تہا مگر قوی ملکی بقول آپ کے آدم کے روز ولادت وقت واحدہ سے تا روز وفات اطاعت مین رہتے تہین اور قوت بہیمیہ سرکشی ہمیشہ کرتی رہی تہی پہر کیونکر وہ سجدہ جو قرآن مین مذکور ہے یہان مطابق ہوسکیگا علے ہذا القیاس فاخرج منہا کے معنی جو حضور نے تراشے ہین کہ قوت کا سرکش ہونا مراد ہے وہ قوت تو پہلے ہی سے سرکش تہی فاخرج منہا عجیب حکم ہے اور خروج کے معنی سرکشی کے بھی قابل تماشا اہل علم ہین واقعی تفسیر ذاتی کے قطع نظر علم لغت مین بھی حضور کو بڑا کمال ہے ششم آپکی تقریر کا نتیجہ یہ ہے کہ جب آدم سن بلوغ کو پہونچے تو قوت علم و عقل اونکے

سامنے پیش کی گئی اور یہ کہا گیا کہ اسے مت لو مگر آدم نے نہ مانا خدا کی صلاح دینی پر عمل نہ کیا اور علم
وعقل کو لے لیا اسی علم کا نام شجرۂ ممنوعہ ہے اور خدا کی صلاح نہ ماننے کا نام گناہ عرفانی ہے اور
علم وعقل پر عمل کرنیکا نام اکل شجرہ ہے تو ضرور ہے کہ بمجرد پیش ہونے علم کے قبول کرنا نہ کرنا واقع
ہوا ہو کیونکہ آپ نے کہین یہ افادہ نہین کیا ہے کہ پہلے ہی آدم سے کبھی کہا گیا تھا کہ قوت علم کو جو عنقریب
ہم پیش کرین تو مت لیجیو لامحالہ حکم نہ قبول کرنے شجرۂ ممنوعہ کا وقت پیش کرنیکے ہوا تھا اور آدم نے اوسکو
جواب مین لینا ہی قبول کیا کوئی عہد کرنا لینے کا کسی وقت مین مذکور نہین ہے اور یہ بھی نہین
ہوسکتا کہ مثلاً زید کے سامنے عمرو ایک کتاب پیش کرکے پوچھے کہ لوگے یا نہین مگر نہ لینا چاہیے
اور عمرو جواب دے کہ ہان لونگا اور اوسیوقت عمرو آن واحد مین بھول بھی جاے کہ زید نے
کہا ہے کہ نہ لینا چاہیے اسطرح کا بھولنا اگر محال عقلی نہین ہے تو مرد صحیح المزاج عالم الاسماء قوی
الحافظہ کے محالات عادیہ مین ضرور داخل ہے اب ارشاد فرمائیے کہ معنی اس آیت کے کیونکر
آپکی تفسیر جدید سے صحیح قرار پاوینگے وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا
اس آیت سے پایا جاتا ہے کہ پہلے سے آدم کو منع کیا گیا تھا اکل شجرہ سے اور کہہ دیا گیا تھا
فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ مگر آدم بھول گیا اور اوس عہد پر قائم نہ رہا ہم مسلمانونکا یہ قول ہے کہ جب
داخل ہونا آدم وحوا کا بہشت مین قرار پایا اوسی وقت حکم ہوا تھا کہ ای آدم وحوا سکونت اختیار
کرو بہشت مین اور کہاؤ جہان سے چاہو مگر ایک درخت کے پاس بھی نہ جانا بعدہ آدم بہشت
مین رہے جسقدر مدت تک خدا نے چاہا آخرکار ابلیس نے وسوسہ ڈالا کہ اس درخت کو
کھانے سے ہمیشہ زندہ رہو گے اور گویا فرشتہ ہو جاوگے خدا کی قسم مین تمہارے حقمین نیک
صلاح دیتا ہون چونکہ زمانہ کثیر گذرا تھا آدم کو یہ بات یاد نہ رہی کہ صرف نہی کھانے شجرہ کی ہی نہیں
ہے بلکہ فتکونا من الظالمین بھی فرمایا گیا تھا ایسی نسیان نے اونکو جرأت دی کہ نہی تنزیہی ہے
کچھ عتاب نہوگا اور اکل شجرہ کا اتفاق ہوگیا بعدہ واقع ہوا جو واقع ہوا اور انبیاء وخلیفۃ اللہ کا
قیاس عوام الناس کے ساتھ مع الفارق ہے لہذا تھوڑے نسیان پر بھی وہ ارتکاب فعل
ممنوعہ کا باعث عتاب ہے کر آخر بخش دیا گیا چونکہ حضرت مخاطب جنت مین ہونا آدم کا تسلیم نہین
کرتے ہین نہ کوئی شجرہ کا ہونا وہان مانتے ہین وہی سوال وجواب قوت علم وعقل کا قصہ

بنا رہے ہین تو تطبیق لفظ نفسی کا متعذر ہے کما لا یخفی قولہ لبعض روایتون مین جو یہ بیان ہوا ہے کہ رحم مین فرشتہ انسان کی صورت بناتا ہے اس سے بہی وہی قوۃ مصورہ مراد ہے الخ اقول مہربانی فرما کر اوس روایت کا نشان دیجیے جسمین یہ مضمون ہو کہ رحم مین فرشتہ انسان کی صورت بناتا ہے اور آپ نے کس حدیث سے یہ مطلب اخذ کر کے قوۃ مصورہ کو بجای فرشتہ کے قائم کیا ہے ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین ہان ایک حدیث مشکوۃ شریف مین متفق علیہ بخاری و مسلم کے اسوقت میرے خیال مین ہے مگر اوسمین بہی فرشتہ کا صورت بنانا نہین آیا ہے بلکہ چار امر متعلق تقدیر کے مذکور ہین وہ حدیث یہ ہے

عن ابن مسعود قال حدثنا رسول اللہ صلعم وھو الصادق والمصدق وان خلق احدکم یجمع فی بطن امہ اربعین یوما نطفۃ ثم یکون علقۃ مثل ذلک ثم یکون مضغۃ مثل ذلک ثم یبعث اللہ الیہ ملکا باربع کلمات فیکتب عملہ واجلہ ورزقہ وشقی وسعید ثم ینفخ فیہ الروح فو الذی لا الہ غیرہ ان احدکم لیعمل بعمل اھل الجنۃ حتی ما یکون بینہ وبینھا الا ذراع فیسبق علیہ الکتاب فیعمل بعمل اھل النار فیدخلھا وان احدکم لیعمل بعمل اھل النار حتی ما یکون بینہ وبینھا الا ذراع فیسبق علیہ الکتاب فیعمل بعمل اھل الجنۃ فیدخلھا

متفق علیہ یعنے ہمارے مخبر صادق رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ مان کے پیٹ مین چالیس دن نطفہ رہتا ہے اور پہر چالیس دن خون جما ہوا رہتا ہے اور پہر چالیس دن گوشت کا ٹکڑا رہتا ہے پہر بہیجتا ہے اللہ تعالی اوسکی طرف فرشتہ کو ساتہ چار چیز دن کے پہر لکہتا ہے وہ فرشتہ عمل اوسکا اور موت اوسکی اور روزی اوسکی اور شقی اور سعید ہونا پہر پہونکی جاتی ہے اوسمین روح وحدہ لا شریک کی قسم ہے بعض انسان عمل کرتا ہے اہل جنت کے سے اور گویا ہاتہ بہر جنت اوس سے رہ جاتی ہے مگر سبقت لیجاتی ہے اوسپر سرنوشت اوسکی اور کام دوزخیون کے کرنے لگتا ہے اور دوزخ مین داخل ہوتا ہے اسی طرح بعض انسان عمل اہل نار کے کرتا ہے یہان تک کہ دوزخ اوس سے ہاتہ بہر رہ جاتی ہے پہر سبقت لیجاتی ہے اوسپر کتاب اور کرنے لگتا ہے عمل اہل جنت کے اور داخل ہوتا ہے جنت مین فقط اس حدیث مین صورت بنانا فرشتہ کا رحم مین مذکور

نہین ہے مگر تقدیر کا بیان صاف ہے جناب مصنف نے جو کام مین لانے پر تمام قوتونکی
مدار نجات وعذاب کا رکھا ہے کیا اچھا ہوتا کہ اوسکی سند لکھ دیتے اور اس حدیث سے
بہی توافق کر دیتے خیر اب سہی اور بفرض تسلیم اوس حدیث کی جو حضرت ثابت کرینگے کیا
قباحت ہے کہ قوت مصورہ سے عمل کرانا اور اوسکو مدد دینا اوس فرشتہ کے سپرد ہو جس سے
انکار کیا جاتا ہے اکثر امور عالم اسباب مین علل ظاہری سے وقوع مین آتے ہین مگر خدا
کے مالک ہی اونکے متعلق ہین فکذا قولہ جس قوۃ کو تم تحریک بنا چاہتے ہو
فی الفور تحریک مین آتی ہے مگر قوت سرکش نافرمان ہو اسواسطے اسی کا
نام انکار سجدہ ہے اقول تمام قوی پر یکسان اختیار انسان کا ہے کوئی بہی قوت
ایسی نہین ہے جو حسب خواہش نہ ہو جاتی ہے فرض کیا کہ بعض افعال کو انسان برا سمجھتا ہو
پہر بہی کرتا ہے مگر یہ بہی کوتاہی نقصان عقل کے باعث سے ہوتا ہے دیکھو بعض مرتبہ
ایسا بہی اتفاق ہوتا ہے کہ انسان کسی کام کو برا سمجھ کر کرتا ہے مگر وہ واقع مین اچہا
ہوتا ہے اور اوسکو فائدہ پہونچتا ہے [illegible] تو یہ سب غلطی اور نقصان عقل
سے سمجھنا چاہئے اور اسرار مین تمام قوی کا ایک ہی حال ہے قوت خاص غیر اختیاری بدن
مین نہین ہے ورنہ پہر اوسکو قوت بدنی کہنا ہی غلط ہوگا بلکہ ایک شئے خارجی ہوگی
جو عقل کو دشمنی سے [illegible] کیا [illegible] قوت کی تعریف اوسپر ہی صادق نہ آتی
کیونکہ وہ قوت زائل کرنے والی سلامتی جسم کی ہو جاتی اور دشمن و منافی مزاج
روح کے قوی کا ہونا ممکن نہین ہے ومن ادعی فعلیہ البیان ہان اگر قوت بہی مجازی
سمجھی ہو جیسا سارا مدار مجاز کا کہل رہا ہے تو پہر شیطان کو حقیقی اور قوت کو مجازی
ہی کہہ دیجئے سب قصہ ختم ہی ہو جاوے قولہ فبما اغویتنی سے یہ مراد ہے کہ وہ سرکشی
قوت خود خدا نے بنائی ہے اور اوس سرکشی کی قوت اوسمین رکہی ہے
یہی اوسکا بہکانا ہے وہ قوت مطیع ہو ہی نہین سکتی یہی نافرمانی ہے
اقول سبحان اللہ اب تو قوت کی قوت بنائی جاتی ہے اور نئی حکمت ایجاد ہو رہی ہے
بہتر ہوگا کہ خود ہی معنی قوت کے اور اونکی تعریف بیان کرکے علم حکمت سے ثابت کر دیجئے

کہ ہر ایک قوت یا بعض و دن بعض خود بھی جسمانی بمنزلہ ذاتیات کے ہین اور اونمین سے
ہر ایک یا بعض کی عرضیات ہین جن مین سے ایک قوت ایسی ہے کہ اوسکا کوئی کام
ایسا نہین ہے جسمین سرکشی اور دشمنی صاحب قویٰ سے ہو اور خود انسان بھی اوسکا
دشمن ہو اور یہ بھی کہ اوس قوت سرکش ہین سرکشی کی قوت علیحدہ ہے شامل انسان کے
ہے باقی رہا پیدا ہونا قوت سرکش کا وہ تو ہرگز اغوئے کا مصداق نہین ہے کیونکہ قویٰ
ملکی کو بھی خدا نے ہی پیدا کیا ہے اور اگر جناب مخاطب بات کی پرورش نہ چھوڑین اور
خواہ مخواہ فرمائے جاوین کہ قوت سرکش کا وجود ہے اور قوت کے بھی قوے ہین تو ہم
یہ عرض کرینگے کہ بعد پیدائش آدم سے وہ قوت سرکشی و شیطنت کرتے تھے جیسا کہ بار بار
آپکا اقرار ہو چکا ہے پھر وجہ اغوئی کہنے کی اس طرح ہین عرض علم کے وقت کچھ بھی نہین
ہے سچ تو یہ ہے کہ حضور والا اب تک قویٰ کے معنی اور تعریف غالبا نہین جانتے
ہین یا تجاہل کر رہے ہین تب تو بعض قویٰ کا احتیاج انسان سے خارج ہونا اور دشمن روح
قرار دینا اقتضی صحیح سمجھ لیا ہے اور اسی مقام پر مجکو بھی بیان کرنیکا موقع ملا ہے کہ جناب
مخاطب ایک قوت سرکش ہونا تسلیم کرکے اوسکو ابلیس ٹھہراتے ہین چنانچہ شروع
بحث مین فرماتے ہین اگر ایک قوت نہایت قوی اور سرکش بھی آخر مگر سبب یہ پوچھا جاتا ہے
کہ پھر جنود ابلیس اور ذریت ابلیس سے کیا مراد ہے تو تتمہ بین الکلام مین ایک جگہہ صفحہ
۴۳ مین یہ عبارت پائی ہین قواۓ بھی جو انسان کو برائی اور شرارت کیطرف ترغیب دیتی ہین
اونکا نام شرع مین شیطان رکھا گیا ہے بلفظہ دوسری جگہہ اوسی تتمہ بین الکلام مین صفحہ ۱۵۳
مین یہ عبارت موجود ہے اسی واسطے ابلیس اور اسکے اثرات کو بطور وجود وسکے تعبیر کیا جاتا ہے
اور جو انتظام کہ اون اثرات مین ہے اونکو بطور ایک لشکر کے بیان کیا جاتا ہے بلفظہ
خاکسار عرض کرتا ہے کہ اگر قواے بھی مستقل ہین اور اسیواسطے صیغہ جمع کا اختیار کیا ہے
تو لازم آتا ہے کہ جنس ابلیس کا ذکر انکار سجدہ مین خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ متعدد ابلیس
حضرت آدم کے جسم مین بھرے ہوئے ہون حالانکہ کوئی لفظ قرآن شریف کا اس احتمال پر شہادت
نہین دیتا ہے مین اوسی فعلہ انسان اور اگر اثرات ایک قوت کے جنود ابلیس ٹھہرائی جاوین

اور اونکے انتظام کو ایک لشکر قرار دیا جاوے تب بھی توافق آیات قرآنی کا مستند رہے کیونکہ اثر
عین موثر نہین ہو سکتا ہے وہ تو موثر کے فعل کا نتیجہ اور ماحصل ہوتا ہے جیسے آگ کا اثر یعنی جلجانا
تو کوئی نہین کہہ سکتا کہ آگ ایک صاحب لشکر ہے اور جلجانا کسی انسان کا بھی اوسکے لشکر کا ایک سوار
یا پیدل ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ اغوای قوت موہومہ مخاطب سے جو بنی آدم گناہ کرے وہ گناہ
بھی اغوا کرتا پھرے حالانکہ جنود و ذریت ابلیس کا اصل کام مقاتل اور متعد ہے یعنی سب اغوا او رعداوت
بنی آدم کرتے ہین پھر کیونکر اثرات پر اطلاق لشکر ابلیس کا ہو سکتا ہے اور یہ کس علم کے موافق باقی
رہا انتظام اگرچہ وہ بھی ایک معما ہے اور اوسکی کیفیت و تعریف محتاج ثبوت ہے مگر جب کوئی
اثر خود ہی لشکر کا سوار یا پیدل نہین ہے تو اوسکا انتظام کیونکر لشکر ٹھہریگا لامحالہ دونون تقریر
مختلف سے تفسیر صحیح مجازی کی بھی نہ بن پڑی آپ مہربانی فرما کر معنی جنود و ذریت ابلیس کے
الفاظ قرآنی سے پیدا کرکے ساتھ دلیل خارج عن الاحتمال کی بیان کرکے اپنے دعوی کو ثابت
فرماوین اور ہمکو یہ بھی بتادین کہ تمام آیۃ فَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ
عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ط اور دوسری آیت
أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي اور حدیث نبوی ان ابلیس یضع عرشہ علی
الماء ثم یبعث سرایاہ الخ اپنی تفسیر جدید سے کیونکر مطابقت رکھتی ہے و دونہ خرط القتاد قولہ تمہارے
قوی کی ترکیب مین ایک قسم کی حرارت ہے جسکو حرارت غریزی کہتے
ہین اوس تمام حرارت کا سرجوش وہ قوت سرکش ہے وہ سب سے اوپر
ہے باقی قوتین اوسکے نیچے ہین یہی ہین تقسیمی بنا پر خلقت مین طین کے مولود بنا کے چھوڑے
کی اگر مراد نہین ہے تو قول پیدا اس دعوی کا ثبوت دیجیے کہ وہ کسقدر ملکی اور کسقدر شیطانی ہین
کیونکہ شیطانی کوئی قوت نہین ہے اور بعض علما نے جو ملکیہ و بہیمیہ لکھی ہین وہ آپ کے خیالات
موافق نہین ہین اور بہیمیہ مین بھی کوئی خاص قوت کسنے ایسی نہین بیان کی ہے جسکا
کام صرف اغوا اور معاودت ساتھ روح کے ہو جسپر تعریف انہ عدو مضل مبین کی صادق ہو سکے
اور اطاعت سے باہر ہی ہوا اور یہ بھی ارشاد ہو کہ وہ قوی جسمانی کس قسم کے مرکبات ہین
اور اونکی ترکیب مین ایک قسم کی حرارت کیا ہے دوسرے کیا علم حکمت کی اصول پر آپکے

پاس کوئی دلیل ہے کہ قوی جسمانی صرف حرارت غریزی سے مرکب ہین تیسرے علاوہ
حرارت غریزی کے واسطے انحفاظ ترکیب جسمانی قوی موہومہ کی برودت غریزی وغیرہ بھی
شامل ہین یا نہین اگر ہین تو صرف ایک حرارت جدیدہ فرضیہ بے اصل غریزی کو اصل مادہ
وجود قوی کا مان لینا کس دلیل سے صحیح ہے چوتھے اگر قوی ترکیبی ذاتیات کی طور پر ہین
تو انپر تعریف جسم کی کس واسطے صادق نہین آتی ہے پانچوین ماعدای قوای ملکی و شیطانی ایجاد
حضور والا جسم [illegible] کا جسقدر باقی رہا اوسمین بھی وہ ہی ترکیب حرارت غریزی کی موجود ہے
یا نہین اگر ہے تو بغیر قوی کے جسم کیون نرہ جاسے مگر پھر اعتبار [illegible] کیونکر صحیح ہوسکتا ہے
اور یہ قول قوی کا کس واسطے صادق نہ آئیگا کہ [illegible]
وہ [illegible] حرارت غریزی کا کیا چیز ہے اور کس کتاب علم حکمت مین [illegible] حرارت کا
بیان کیا گیا ہے اور کیا برہان آپکے پاس ہے [illegible] کہ حرارت غریزی مین حدت
ثابت کر [illegible] کی وجہ سے جوش کیا [illegible] ہے [illegible] تاکہ پھر ثابت کیجیے کہ
قوی حرارت غریزی سے مرکب ہو [illegible] مین افسوس [illegible] حرارت غریزی کی تعریف
بھی [illegible] نہین [illegible] قوی کی [illegible] آتے [illegible] خلاف ارشاد
ہوتا چلا جاتا ہے کہ اس [illegible] حرارت غریزی [illegible] سانوین کیا دلیل
ہے کہ [illegible] کی [illegible] قوت [illegible] دوسری قوت بھی آٹھوین
کس دلیل سے آپ نے ثابت کیا کہ قوت شیطانی سب قوی [illegible] ہے اور اوسکے
[illegible] ہین [illegible] یا مجازی ہے اگر مجازی ہے
تو باعتبار غلبہ کے تمام قوی [illegible] یا باعتبار [illegible] وجود کی ہے شق اول خود ہی باطل
ہے [illegible] قوت [illegible] غالب ہے یا قوت باصرہ و سامعہ و ذائقہ وغیرہ غالب ہین [illegible]
[illegible] قوت شیطانی کا کچھ علاج ممکن ہو اور شق ثانی بھی بیکار ہے کیونکہ ہم
[illegible] اصل مادہ وجود مین مفضول ہین اور قوت
شیطانی افضل ہے نہین معلوم کہ آدم [illegible] نے اونکو کیا وساوس مین مبتلا کردیا نانوین آپ نے
[illegible] کہ آدم کو صرف علم اسماء کا عنایت ہوا ہے حقائق موجودات کا مگر حقائق ذاتیات قوی کا

بڑے اہتمام سے اسکو کہاں سے سکہاتے شاید اسی وجہ سے غلط اور بے اصل بتاتے
دوسرے آپ نے یہ نہیں لکہا ہے کہ نار حقیقی کی سرجوش سے قوت بہیمیہ ہی ہے بلکہ ایک قسم کی
حرارت یعنی مجازی قرار دی ہے حالانکہ طین کا لفظ معنی حقیقی پر محمول ہے تو اوسکے مقابل مین
نار مجازی بلکہ ایک قسم کی حرارت مجازی تسلیم کرنیکا کیا موقع ہے ذرا غور کرکے معنی قرآن
کے بیان کیجیے گیارہوین مولویصاحب کو چولہے کی آگ ہوتی تو غنیمت تہا کیونکہ حقیقت نار سے
خارج سمجہی جاتی آخر طین آدم کی بہی زمین سے لی گئی تہی جیسا کہ تبیین الکلام سے ظاہر ہے تو
نار دنیا سے مادہ وجود جن و ابلیس بہی طیار ہونا کچہ بعید نہ تہا مگر جو ایک قسم کی حرارت حضور والا نے
پیدا کی ہے کیا وہ نار فرنگ سے مستخرج ہے جو قواعد نیچریہ فلاسفہ جدیدہ کے ذریعہ سے خرمن
اسلام کو خاک سیاہ کریگی پہر کیفیت مجازی اور محتاج دلیل اور محض توہمی ہے مولوی صاحب کی بلا سے
کوئی حرارت لاتی یا چولہے مین جاتی یا اپنی گرمی دکہاتی موافق منطوق و ظاہر الفاظ کے مولویصاحب
تو بالاتفاق جمہور اہل اسلام کے اور مطابق احادیث سید الانام صلعم کے معنی قرآن شریف کے بیان
کرینگے نہ بطریق وساوس آدم وہمی کی آپکو خدا جانے علماء دین سے کیا نفرت پڑ گئی ہے کہ
ہر موقع پر چوٹ کرتے ہین خیر یہ تو آپ کی لطائف و ظرائف کہاتے ہین اور تہذیب الاخلاق
سکہاتے ہین اب یہ ارشاد فرماتے ہے کہ سرکش ہونا قوت کا مراد ٹہرائی گئی ہے کلمہ فاخرج منہا کے
تو پہر استکبر کے کیا معنی لیے جاوینگے جو سرکشی و غرور پر دال ہے یعنے اب یہ معنی آیۃ کے بقول
آپکے ہونگے فاخرج منہا سرکشی کی اون ملائکہ مین و استکبر اور غرور کیا یہ دونون معنی صیغہ ماضی کے
ہو جاوینگے نہ امر کے حالانکہ فاخرج امر کا صیغہ ہے تو کیا خدا نے خود فرمایا کہ سرکشی کر ذرا سوچ سمجہ کر تفسیر

بیان فرمایئے قولہ سوال دادا جان یہ تو بڑی مشکل پیش آتی اسلیئے کہ انسان کا سن بلوغ
اور عقل و تمیز کو پہونچنا ایک ضروری اور لازمی بات ہے پہر خدا کا اوس درخت
کے کہانے سے منع کرنا اور انسان کا اوسکے کہانے سے نافرمانی کرکے
گنہگار ہونا کیونکر جائز ہوگا جواب جو تمنے کہا سچ ہے مگر یہان مسئلہ جبر و
قدر کا نہایت خوبی سے حل کیا گیا ہے اقول سوال تو آپکا واقعی سچ ہے مگر

جواب آدم وہمی کا محض غلط ہے کیونکہ سوال کا جواب یہ دیا کہ اپنے قوی کا انسان خود مالک

وضع کیا ہے اور اونکو کام مین لاسکتا ہے پس خدا کا منع کرنا اور انسان کا نہ ماننا نہایا گیا ہے
اور جونکہ اوس حالت تک پہونچنا اور عقل و تمیز حاصل کرنا گناہ ہونے کا سبب ہے لہذا لازمی ہے تھا
کہ آدم اوس حالت پر پہونچنے کے بعد گنہگار ہوا ذرا انصاف کر کے ملاحظہ فرمائیے کہ یہ جواب اوس
سوال کا کیونکر صحیح ہوگا نتیجہ سوال کا تو یہ تھا کہ منع کرنا ہی صحیح نہین ہوسکتا کیونکہ ہر انسان موضوع
ہے واسطے پہونچنے حالت بلوغ کے تو کیا خدا ایسا حکم دیتا کہ ہمیشہ صغر سن مین رہو یا بوڑھے
ہو جاؤ مگر پھر نابالغ بنے رہو حالانکہ قوت علم و عقل بھی ماں کے پیٹ سے لیکر نکلا تھا اور تمام
قوی قبل بلوغ ہی اپنا اپنا کام کر رہی تہین اور اطاعت آدم مین چلی آتی تہین اور جسکو خود
خدا نے اشرف المخلوقات بنایا تھا اور اپنا نائب کیا تھا اور وجہ افضلیت کی اوسکے حق مین
تمام حیوانات پر وہی علم و عقل تھا جو اور کسی مخلوق مین نہ تھا تو پھر خود ہی اوس علم و عقل کا
بخشش کرنا اور منع بھی کر دینا کہ اسکو مت لینا کیسی لغو بات ہے اور کیونکر قابل تسلیم ہوسکتی ہے
گنہگار ہونا کیسا ارشاد الہی کا موقع تھا پھر کیونکر ہم مان لین کہ دادا جان آپ کی تفسیر صحیح ہے
اور کس طرح شجرہ ممنوعہ سے مراد علم و عقل ہوسکتا ہے آپ غور کیجیے کہ آدم نے اس شکل
سوال کا یہ جواب دیا ہے کہ انسان اپنی قوی پر قادر تھا لہذا سن بلوغ مین اونکو استعمال
کرکے گنہگار ہوگیا تھا اور اس سوال دیگر جواب دیگر پوچھا تو یہ جاتا ہے کہ کیونکر منع کیا گیا
اور خاص دلائل انسانی سے کس واسطے روکا گیا اور اوسکے عمل کرنے پر کیونکر گناہ کا اطلاق
ہوسکتا ہے اور جو عقل پہلے سے موجود تھا اوسکا پہر لینا دینا اور منع کرنا کیونکر ہوگا جواب یہ ہے
کہ آدم نے قوی کا استعمال کیا اور جوان ہوا تب گنہگار ہوگیا کوئی پوچھے کہ وہ جوان کیونکر
نہ ہوتا اور کس طرح اپنی قوی کو کام مین نہ لاتا کیا مثل شجر و حجر کے رہتا یا وہ ہمیشہ طفل نادان
مین گرفتار رہتا عقل حیران ہے کہ آدم وہی کو سوال کا حاصل اور نتیجہ سمجھنے کا شعور نہ تھا
تسبیر معارف و حقائق سکھانے کو تشریف لاتے اور جبر و قدر کے مسئلہ کو حل کرنے بیٹھے
خیر آدم خیالی تو مجبور رہ گئے مگر دیکھیے کہ جناب مخاطب اونکے متن کی شرح کرنے پر آمادہ
ہوکر مسئلہ جبر و قدر مین اپنی ایجاد کیا دکھاتے ہین چنانچہ فرماتے ہین السعید من سعد
فی بطن امہ الشقی من شقی فی بطن امہ نہایت صحیح اور سچا قول ہے الخ اقول نہایت

قول رسول صلعم کا مراد ہے تو انہیں الفاظ کے ساتھ صحت حدیث مذکور کی جناب تحقیق
مآب نے ضرور سمجھ لی ہوگی تب تو زور شور سے فرماتے ہین کہ نہایت صحیح اور سچا قول ہے
مین بہی مشتاق ہون کہ اس پوری حدیث کو سب الفاظ کو نہایت صحیح ثابت کر دیجیے اسکے
ذریعہ سے ہمکو بہی ایک فائدہ حاصل ہو جایگا الا اگر یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ متکلم فیہ
نکلے تو بڑی شرم کی بات ہے کہ اسکو نہایت صحیح فرما دیا غالبا موضوعات ابن جوزی ملا و
تہذیب نجات شرح عقاید وغیرہ کتب موضوعات حدیث تو جناب عالی نے ضرور دیکھی ہونگی اوسسے
حال کہل جایگا فافہم ولا تکن من المتعسفین بحث الفاظ تمام حدیث سے قطع نظر
کرکے اور صحت بالمعنی حدیث مذکور کی ہی تسلیم کرکے مین یہ عرض کرتا ہون کہ حاصل تقریر
حضور والا کا نہایت مشکل ہے جو کچھ سمجھ مین آتا ہے وہ ہرگز معنی حدیث سے مطابقت
نہین رکھتا ہے نہ آپکی تقریر شروع سے آخر تک کسی ایک اصول پر قائم رہتی ہے شروع
تقریر مین آپکا غالبا یہ مطلب ہے کہ قول بین الجبر والاختیار تو محض سننے کے لائق ہے اور
اوسکی یہ مثال دی ہے کہ جیسے ایک شکاری نے مچھلی کو مخنث بنایا تھا لاحاصل بین الجبر والاختیار
سے حضور والا کو انکار ہوگا اب رہ گیا جبر محض یا اختیار محض سو جبر محض اسقدر عبارت
سے پایا جاتا ہے یعنے جو کچھ اسوقت تم انسان کی حالت دیکھتے ہو اچہی یا بری یہانتک کہ
نبیون کی نبوت اور عابدون کی عبادت زاہدونکا زہد معشوقونکا حسن عاشقونکا عشق
شاعرونکی شاعری فاسقونکا فسق کافرونکا کفر سب وہ اپنے مان کے پیٹ مین سے
لیکر نکلے ہین وہ سب باتین اون سب کے واسطے لازمی ہین اور بے ہوئے رہ نہین سکتی ہین
مگر نہ عابد کی نجات عبادت پر ہے نہ فاسق کی درکات اوسکے فسق پر الخ انتہی مع مطلب آگے
بلکہ حضور کی تقریر سے اختیار محض نکلتا ہے یعنے انسان اپنی تمام قوی پر قادر ہے اور
نجات کا منحصر ہونا اپنی تمام قوای بدنی کے کام مین لانے پر ٹھہرایا ہے پس ظاہر ہوا
کہ اپنے قوی کا کام مین لانا اختیار محض ہے چنانچہ آپ فرماتے ہین انسان کی نجات صرف
اسپر ہے کہ جو قوی خدا تعالی نے اوسمین رکھے ہین اور جسقدر رکھے ہین اون سبکو بقدر
اپنی طاقت کے کام مین لاتا رہے اگر قوای ہمیشہ اوسپر غالب رہین اور قوای ملکیہ کو زیر کرلین

کمزور قویٰ کو چھوڑ سے اونکو بھی کام مین لانا ہے یہی گناہ ہونکا علاج اور توبہ اور کفارہ
ہے ابجکو جفیر کی خدمت مین کچھ التماس ہین اول قول امر بین الجبر والاختیار کو آپ نے مخنث
سا کر دو وسمجھا ہے مگر خود بدولت بہی اوسی قول کے موافق سابق مین ہو سکے ہین تو
جس آدم وہی کا تالیان بجانا اور ناچنا گانا بیان کیا ہے اوسکی تعلیم عبث اقرار ہے کیونکہ
عقیدہ امر بین الجبر والاختیار کو مخنث سے تشبیہ بہائی ہے ذرا زمانہ سابق اپنا تو یاد کیجیے اور
تصنیفات قدیمہ کو ملاحظہ کیجیے چنانچہ تفہیم الکلام کے صفحہ ۲۷ مین یہ عبارت ہے مگر ہم
مسلمان یہ کہتے ہین کہ انسان کا ہر فعل اسوجہ سے کہ وہ خدا کے علم سے خارج نہین ہے
اور نیز انسان کے ارادہ پر خود خدا اوس فعل کا انجام کرنیوالا ہے خدا کی طرف منسوب
ہو سکتا ہے انتہی بلفظہ ارشاد فرمایئے کہ بین الجبر والاختیار اور کسکا نام ہے صرف کرنا قوت
ارادہ کا انسان کی طرف اور خلق کرنا فعل کا خدا کی طرف نسبت کرکے انسان کو کاسب
اور خدا کو خالق آپکی تقریر مذکور سے مان لینا پڑیگا قصہ مختصر آپ نے اقرار کر لیا ہے
کہ جو کچھ ظہور مین آتا ہے خواہ نیک بد خواہ ایمان خواہ کفر ہر انسان اپنے ماں کے پیٹ سے
لیکر نکلا ہے اور اوسکا ظہور اور وقوع لازمی و ضروری ہے لامحالہ تمام قویٰ کا کام مین لانا
یا نہ لانا بھی ماں کے پیٹ سے لاویگا پھر اوسکو کیا اختیار ہے کہ کام مین لاوے یا نہ لاوے
ایمان یا کفر عبادت و زہد خواہ عصیان و فسق سب کچھ ساتھ لیکر نکلا ہے اور ویسا ہی ضرور
و لازمی ہے تو کیا کوئی انسان ضروری و لازمی کے دفع کرنے پر قادر ہے حاشا و کلا کافر
جبلی کافر ہی رہیگا اور مومن جبلی مومن ہی رہیگا و لا بالعکس کیت لا خود حضور والا نے
جب معارف و حقائق آدم وحی سے سیکھے تو ارشاد فرمایا کہ ہم بھی ان حقائق و معارف کا
اپنی زبان مبارک سے صنف اپنی ماں کے پیٹ سے لیکر نکلے تھے بلفظہ جب یہ حال ہے
کہ کسی سے ہمکلام ہونا وہم و خیال مین بھی بطن مادر مین مقدر ہو گیا تھا اور اوسکا ظہور
لازمی تھا تو پھر تو اسے بدی کا کلیتہً کام مین لانا لانا کیونکر نہ ساتھ لایا ہوگا اور ایسے مجبور کو
کس طرح مختار ٹھہرایا جاویگا اور کیونکر اپنی نجات کی آپ ہی تدبیر کر سکتا ہے اور قویٰ پر
اختیار دیا جاتا ہے کیسی بے اصل بات ہوگی لامحالہ انسان مجبور محض بنا رہا اور آپکی ایجاد

خاص کچھ کام نہ آئی ثانیاً حضور والا فرماتے ہین کہ نجات منحصر ہے تمام قوی کے استعمال پر اب دیکھنا
چاہیے کہ تمام قوی کا استعمال کیا نتیجہ دیگا قوت شیطانیہ کا جسوقت پورا استعمال کریگا تو کافر مطلق
اور تمام کبائر کا مرتکب ہوگا اور جب ساتھ ہی اوسکی قوای ملکیہ کا استعمال پورا کریگا تو مومن کامل
اور زاہد و عابد متقی ہوگا پس ایک ہی انسان کی دو حالت متفاوت ہوتی رہین گی اور ممکن ہے
کہ دونون قوتون کا ایک ہی وقت مین استعمال کرنا چاہے تو جمع بین الاضداد مان لینی پڑیگی وہو کما تری
اور آپ یہ نہین کہہ سکتے کہ ایک ہی وقت مین دونون قوای متضادہ کے استعمال پر قادر نہین ہے کیونکہ
شروع بحث مین بغیر کسی استثناء و قید تخصیص کی یہ لفظ عام اختیار کیے ہین کہ قوای انسان کو دیے
گئے ہین وہ خود اوسکا مالک و مختار ہے اور اون سکو خود کام مین لاسکتا ہے جسقدر قوی ہین ہمیشہ
وہی کام کرتی ہین جسکے لیے مخلوق ہین فافہم رابعاً جب نجات و درکات ایمان و کفر و زہد و فسق
آپکے اصول پر نہین ہے تو پھر قوای ملکیہ یا شیطانیہ کا کام مین لانا ہی عبث ہے کیونکہ نہایت مرتبہ قوی
ملکیہ کے ذریعہ سے مومن و زاہد ہو جائیگا اور قوی بہیمیہ کے اغوا سے کافر و فاسق ہوگا مگر پھر کیا حاصل
وہ دونون کفر و ایمان نہ مستلزم ثواب و عقاب ہین نہ اختیاری انسان کی ہین خامساً آپ فرماتے
ہین کہ قوی بہیمیہ اگر غالب ہون اور ملکیہ مغلوب ہون تو اسقدر کافی ہے کہ اون مغلوب سے
بھی کام لیتا رہے تب نجات ہوگی آپ فرمائیے کہ اگر قوای بہیمیہ کے استعمال سے کافر مطلق ہو لیے
اور قوی مغلوبہ ملکیہ کی بدولت صرف اسقدر ہوا کہ کوئی فعل حسن ظہور مین آیا تو کیا یہ فعل حسن دوزخ سے
بچا لیگا اور نجات دلاویگا اور یہ بھی آپ نہین کہہ سکتے کہ قوت بہیمیہ صرف فسق و فجور پر آمادہ کرتی ہے
مگر کفر و شرک تک نہین پہونچاتی ہے کیونکہ جب آپ نے اوسکو شیطان مان لیا تو شیطان کا پہلا حملہ
یہی ہے کہ بنی آدم کو پکا مشرک بناوے اور قرآن شریف مین صاف وارد ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا
یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ پھر قوی ملکیہ مذکورہ کا استعمال
بے فائدہ ہوا سادساً آپ نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ شقی و سعید ہی بطن مادر مین ہو چکتا ہے اور انبیا یون
فرماتے ہین کہ انا نبی و آدم بین الماء والطین سعدا یون کہتے ہین انا سعید و آدم بین الماء والطین
اشقیا کا یہ قول ہے انا شقی و آدم بین الماء والطین ہمارا یہ قول ہے انا احمد و آدم بین الماء
والطین بلفظہ تو جنتی و ناری ہونا پہلے ہی ٹھہر گیا ہے اور وہ لازمی و ضروری ہوئی ہوسے رہ ہی نہین سکتا ہے

پہر استعمال قویٰ سے کیا بحث رہیگی الحاصل ایجاد لمیح کا کچہ بہی نتیجہ نہ نکلا وہی بحث جبر وقدر کی
اپنے حال پر باقی رہی جسکو متکلمین لکہتے آئے ہین اور تمام مسائل مین مشکل سمجہتے رہے ہین
ہان اسقدر ہوا کہ دو چار اعتراض آپکی بدولت اور وارد ہو گئے مگر ہیچ جب کسی طرف بہی نجات
نملیگی تو آخر حضور کو وہی کرنا پڑیگا جو ہم لوگ کہتے ہین مگر گردن کے پیچہے سے ہاتہ لا کر ناک تک
پہونچانے کا البتہ اختیار ہے کیونکہ مسئلہ جبر وقدر کا نہایت آسانی سے طے کر دینیکے پردہ مین آدم
وہی کا جواب جو حضور نے مان لیا تہا وہ تو غلط ٹہرا اور اعتراض بدستور رہا اور بعد اوسکے تمام
تفسیر بید بلا خود بخود بے اصل ٹہر گئی اپنی ہی اقرار سے حضرت سلامت کو ساکت ہونا پڑا والحمد لله
علیٰ ذٰلک تنبیہ ہمارے جناب مخاطب اگر یہ فرماوین کہ ہمنے لفظ ایمان وکفر کا عدم نجات دوزخ کا تعمیم
نہین لکہا ہے بلکہ صرف عبادت وفسق کا لفظ لکہا ہے لہذا ہمکو ابہی سر اوٹہانے کی جگہ باقی ہے
تو خاکسار عرض کرتا ہے کہ گو اپنی زبان سے ایک مقام خاص لفظ ایمان وکفر کا نہین لکہا مگر مین ثابت
کر چکا ہون کہ آپ نے شقی وسعید ومومن وکافر اور جملہ افعال ہر قسم کے بالعموم والاستغراق پہلی
اور دہ ودرا اور دہم تو قبول کئے ہین تو پہر تخصیص عبادت یا فسق کی باقی نرہی گی بلکہ ایمان وکفر
بہی وحی اصل کے دو فرع ہین اور یہ بہی بیان کر چکا ہون کہ قوت شیطانیہ کا صرف فسق پر نتیجہ
لانیکا کام نہین ہے بلکہ کفر سب سے پہلے اوسکا منشا ہوگا بعد استعمال کامل اوس قوت کی جو نہو وہ کہو
ہے تو آپکی زبان قلم ہے اگر لفظ فسق مطلق کا نکل گیا اور کفر کا کلمہ چہوڑ دیا کچہ فائدہ آپکو نہ دیگا اور
نہ دیگا اور جب ہمنے جبر محض یا ہی آپکی تقریر سے ثابت کر دیا تو اب یہ فرمانا حضور کا کہ موافق مرضی
صانع انسانکو قوی کا استعمال کرنا چاہیے سراسر تحکم ہی وہ استعمال بہی کرتا مگر ماں کے پیٹ سے
لیکر نکلا ہے اور پہلے سے انا سعید وانا شقی پکارتا تہا اور سرگذشت آدم کا سنتا بہی ماں کے پیٹ سے
لیکر نکلا تہا فائدہ ہمکو اصل مسئلہ جبر وقدر کی بحث صرف اسواسطے لکہنی پڑی کہ مخاطب الامرا ب
نے کچہ ایسا خیال بنا کر دعوی کیا تہا کہ وہ مسئلہ نہایت سہل طریقہ سے حل ہو گیا حالانکہ اوسبہی زیادہ
مشکل کر ڈالا ہے لہذا ہم اس مسئلہ سے قطع نظر کرتے ہین اوسکی بحث موافق عقائد اہل اسلام
لکہنے کا موقع نہین اس رسالہ مختصر مین بہی بقدر ضرورت ہماری گفتگو الزامی ہی قولہ آدم
کا نائب ہونا اور فرشتون کی تکرار اور تعلیم خطابیات کی قسم سے ہے کیسی

فرشتے کیسی تکرار جسقدر قوی ہین ہمیشہ وہی کام کرتے ہین جسکے لیے مخلوق ہین لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَا اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ اور تعلیم اسمار سے مراد ملکہ علم ہے جو انسان مین ودیعت کردیا ہے الخ اقول اس مقام کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وجود ملائکہ سے بہی شاید حضرت کو انکار ہے یہ لفظ کہ کیسے فرشتے اوس شخص کی زبان سے نکلی جو فرشتون کے وجود کا قائل ہوگا کیونکہ کیسے فرشتے کے جواب مین خود ہی سوچ سمجہہ لیا کہ ایسے فرشتے جیسے قرآن مین مذکور ہین کہ اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً الآیۃ اور پہر مزید فیہ یہ ہے کہ وہ آیت جو خاص فرشتونکی شان مین ہے یعنے لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَا اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ کو بہی ظاہر سے صرف کرکے قوای انسان پر جما دیا اور قوی کو ملائکہ حقیقی بہی ٹہرا دیا مگر پہر ہم یہی دیکہتے ہین کہ کہین کہین اصلی فرشتونکا وجود بہی خود بدولت کی زبان سے نکلتا ہے مثلا فرماتے ہین کہ انسان ایسے اعلی درجہ تک ترقی کرسکتا ہے کہ جہان فرشتے بہی مقدور نہین کیونکہ اونمین ترقی کی قوت نہین ہے قَالُوْا سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اب تو خاکسار نہایت حیران ہے کہ مراد جناب عالی کی کیا ہے قرآن مین تو ایک ہی جگہ سلسلہ کے ساتہہ یہ مذکور ہے کہ اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْھَا الی قولہ تعالی قَالُوْا سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَا الخ سوال جواب فرشتونکا ساتہہ خدا کے اور علم اسمار کا عنایت ہونا آدم کو اور پیش کیا جانا اشیاء کا روبرو ملائک کے اور عاجز آنا فرشتونکا اور یہ کہنا سبحانک لا علم لنا سب کا سب اصلی ملائکہ سے متعلق ہے نہ قوای انسانی سے پہر آخر آیت کا ایک جملہ ملائکہ حقیقی پر محمول کرنا اور تمام آیت کا مضمون قوی مطیعہ کے ساتہہ چسپان کرنا کسقدر واہیات ہے اور کیونکر یقین آوے کہ جناب مخاطب کی ایسی مراد ہوگی اور اگر یہ مراد نہین ہے تو پہر کیسے فرشتے کیون فرماتے ہین اور قوای انسانی پر کسواسطے جماتے ہین اور سب سے زیادہ حیرت انگیز یہ ہے کہ خود ہی فرماتے ہین کہ خدا نے آدم کو اپنا نائب کردیا اور فرشتے غل مچاتے رہے الحاصل آدم وہمی کے مجذوبون کی سی بڑ کو خود ہی حضرت سمجہ ہوئے نگے اور جب مجرد دعوی ہر قسم کا بلا دلیل بیان ہوتا چلا جاتا ہے تو ہم کیا پوچہین اور کس سے گفتگو کرین نہ ظاہر الفاظ و منطوق آیات و سباق و سیاق سے کچہہ غرض رکہی ہے نہ اپنی قول کی سند کوئی حدیث یا قول صحیح اکابر دین کا لکہتے ہین نہ لغت یا اصطلاح سے سند لاتے ہین محض تحکم کا

کیا علاج ہے کوئی پوچھے کہ جس جگہ آیت لا یعصون اللہ ما امرھم و یفعلون ما یؤمرون مذکور ہے
وہان قوای انسانی کا کیا ذکر ہے اور کسطرح نہادرا وہان بغیر سبق ذکر قوی کے اور بدون قرینہ
مقام کے ہوسکتا ہے کہ یہ آیت قوی کی شان مین ہے تنبیہ اس مقام پر ہم یہ شبہہ رفع کیے دیتے ہین
کہ سوال وجواب ملائکہ کا بصورت اعتراض کے تہا جسکو حضرت نے ٹرا پن تجویز کیا ہے یا کس
طریق پر واقع ہوا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ وہ سوال بطور استفہام و تعجب کے تہا یعنے ملائکہ
نے جب یہ سنا کہ آدم خاکی خلیفۃ اللہ بنایا جاتا ہے تو اونکو یہ شبہہ ہوا کہ لوازم مادہ خاک سے جو امور ہین
وہ لوازم مادہ نور سے بدتر نہین ہین پہر نوری نفوس قدسیہ کا خلافت کیواسطے اختیار نکرنا کس
مصلحت سے ہوگا اور خلافت کے واسطے علوم کی استعداد درکار ہے مگر مشت خاک مقتضی
تکمیل و اشرفیت کی نہوگی اور زمین مین فساد و خونریزی واقع ہونے لگی کی لہذا تعجب کر کے
جو سوال کیا وہ استفہام تہا اور استفہام منافی شان معصومین نہین ہوتا ہے بعض انبیا نے بہی فرمایا
ہے کہ ای رب تو کسطرح زندہ کرتا ہے مردہ کو جواب ملا کہ کیا تو یقین نہین لاتا تب عرض کیا کہ
ہان مگر واسطے اطمینان قلب کے پوچہتا ہون آیات قرآنی مین اس قسم کے امور مذکور ہین
اسی واسطے خدا تعالے نے فرشتون پر نافرمانی کا عتاب نفرمایا بلکہ یہ ارشاد ہوا کہ مین سب کچہ
جانتا ہون جو تم نہین جانتے ہو اور پہر اونکے اطمینان کر دینے کی یہ صورت کردی کہ آدم کو علم اسماء
عنایت فرما کر ثابت کر دیا کہ ملائکہ سے بہی زیادہ اس امر مین عالم ہے تب ملائکہ اقرار کرنے لگے کہ
سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا الآیۃ تفاسیر اہل اسلام مین اس شبہہ کا جواب مذکور ہے پہر کیا وجہ ہے
کہ جناب مخاطب خود ہی تفسیرون کو نہین پڑہتے اور علوم شرعیہ سے نفرت کرتے ہین اور باعث
ضلالت سمجہتے ہین اور خود ہی اپنی اوہام و ظنون سے خدا کو اور ملائکہ کو ہشیارون سے تشبیہ دیتے
ہین تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا باقی رہا یہ قول جناب مخاطب کا کہ خدا نے آدم کو نام تمام چیزون کی
اسطرح نہین سکہائی جیسے انا بچون کو سکہاتی ہے بلکہ علم مراد ہے وہ بہی صرف اسماء کا علم نہ حقائق
اشیاء کا ہمکو معلوم نہوا کہ حقیقت اشیاء سے کیا مراد لی ہے چونکہ ہر جگہ تشبیہ و استعارہ و مجاز بنا
رہے ہین حقائق اشیا مین خدا جانے کیا فرماینگے خیر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ حقائق الاشیاء ثابتۃ
صحیح ہے یا نہین اگر ہے تو بغیر علم کے اثبات اوسکا کیونکر ہوگا اور یہ بہی التماس ہے کہ علم اسماء کا

بغیر علم مسمے کے کیونکر مراد ہو سکتا ہے اور مسمیٰ کا موجود ہونا اگر غلط ہے تو عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ
اور اَنْبِئُوْنِي بِاَسْمَاءِ هٰؤُلَاءِ کے کیا معنی ہین اور پہر اس جملہ کی کیا مراد ہے یَا اٰدَمُ اَنْبِئْهُمْ بِاَسْمَائِهِمْ
یہ ضمیرین کسکی طرف راجع ہین اور اگر وجود مسمی کا متحقق ہے تو علم بغیر معلوم کرنے حقیقت
اشیاء کی کیونکر مان لیا ہے کیا وہ سب معاملہ تشبیہی اور مجازی تہا اور اگر یہ مقصود ہے کہ بقدر ضرورت
حقیقت اشیاء کی معلوم ہوئی تہی گو یہ نہ معلوم ہو کہ تمام موجودات کا اصل مادہ وجود کیا ہے تو علم
محیط تفصیلی مثل خالق اشیاء کے نہونا مانحن فیہ سے خارج ہے لا یظہر علی غیبہ احدا الا من
ارتضی من رسول اور لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَاءَ صحیح ہے اور ہم اگر یہی تسلیم کرلین کہ
حقیقت اشیاء کی نہین بتائی تہی تب بہی سماء کی لفظ سے بلکہ علم مراد لینا کس دلیل سے صحیح
ہوگا کیا یہ معنی لغوی ہین یا اصطلاحی اور کس جگہ ایسا استعمال ہوا ہے اور اس سے کیا فائدہ
حاصل ہوتا ہے بلکہ آپ کے مطلب کے خلاف ہوگا کیونکہ آپ تو حقیقت ذاتی بہی قوی
کی بیان کر رہے ہین اور خدا کی ثنائین ان کا لفظ جو لکہا ہے اور ظرافت خدا کی ذات کی
ساتہہ کی ہے یہ تو آپ ہی کا کام ہے اس خوش بیانی کو ہمارا سلام ہے نہ ہمارا ایسا کلام ہے
نہ ہمین الزام ہے **قولہ** خدا نے قصہ آدم کا جو بیان کیا ہے وہ اصلی حالت فطرت
انسانی کا بیان ہے جسکو نیچر کہتے ہین الخ **اقول** آپ تو بالکل اولٹی تقریر کرتے
ہین اگر خدا کو قوی انسانی کا بیان قاعدہ نیچر کے طور پر منظور ہوتا تو کیا مشکل مسئلہ تہا جسکو آدم
وہی بیان کرکے اکو سمجہا سکتے مگر خدا تعالی آیات بینات مین ظاہر نکر سکے خدا جانے آپ
ہر مقام مین نیچر نیچر کیا پکارا کرتے ہین اور جو کچہ معنی حقیقی آیات قرآنی کی جمہور اہل اسلام نے
اختیار کیے ہین وہ کیونکر قانون فطرت کی خلاف سمجہی گئی ہین اور کس نیچرل است کا قول
آپکے موافق ہے ذرا حوالہ تو دیجیے **قولہ** قرآن مین شیطان کا نام آیا ہے مگر اوسکی حقیقت
وماہیت کچہ بیان نہین ہوئی **اقول** محض غلط ہے اوسکی حقیقت صاف بیان ہوتی
ہے کہ وہ ایک نوع ہے جن کی اور مادہ وجود اوسکا عنصر نار سے ہے کما مر **اقول** کچہ صفات
اوسکے قرآن اور حدیث سے پائی جاتی ہین بُری صفت یہ ہے کہ وہ مغوی
آدم ہے کما قال اللہ تعالی فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ الخ **قولہ** ہان یہی صفت

اوسکی ہے اور اوسکے عمدہ مفصل ہین سے دشمنی بہی اوسکی ساتہ بنی آدم کی ثابت ہے اور بنی
آدم بہی دشمن شیطان کے ہین جو عباد مخلصین اور مومنین مین داخل ہین اور احادیث مین
سب کچہ حالات اوسکے بیان ہوئے ہین چنانچہ کسی قدر شروع رسالہ مین ہم لکہہ چکے ہین
قولہ پس یہی اوصاف حمیدہ اوس بزرگ ذات کے ہین الخ اقول ہان یہ بہی
صفات مذکور ہین اور علاوہ انکے بہت سے حالات موجود ہین کما عرفت سابقا اب ان
صفات کے ساتہ حضور کو اختیار ہے خواہ بزرگ ذات سمجہ کر عین انسان قرار دیجیے خواہ بد ذات
سمجہکر لاحول پڑہیے مگر شق ثانی متعذر ہوگی کیونکہ عین ذات انسان مان لیا ہے تو بزرگی مین کیا کلام
ہے قولہ اب ان صفات شیطان کا ہم اپنے مین اثر پاتے ہین مگر کسی وجود خارجی
کو محسوس نہین پاتے الخ اقول ہمنے مانا کہ حضور والا صفات شیطان کا
اپنے مین اثر بیشک پاتے ہین مگر انکار وجود خارجی صحیح نہین ہے وجود خارجی
سے اگر جسم اوسکا مثل اجسام بنی آدم یا حجر و شجر کے مراد ہے تو محض غلطی ہے کیونکہ مادہ وجود
ابلیس کا نار سے ہے نہ خاک سے اور مولوی مہدی علی صاحب آپکو صاف بتا چکے ہین
کہ وجود خارجی اوسکے واسطے ہمیشہ وجود جسمانی ہی مراد نہین لیا جاتا ہے پس وجود ناری ہونا اور
اوسکی تاثیرات کا پایا جانا کافی ہے ورنہ وجود خارجی ملائکہ و جن سے بہی انکار کرنا پڑیگا معلوم
نہین ہے کہ آپ وجود خارجی کسکو کہتے ہین آیا یہی کہ ذہنی و خیالی نہو بلکہ عنصری ہو یا کوئی
وجود محسوس بالبصر خواہ مخواہ درکار ہے شق اول تو ہم خود ثابت کر چکے ہین اور شق ثانی مین
آپکا دعوی بلا دلیل ہے ہان اسقدر ہم اور بہی بیان کرتے ہین کہ شیاطین و جن کو صورت
انسان و حیوان وغیرہ کی بنا لینے پر بہی خدا نے قدرت دی ہے اور اسی طرح فرشتونکو بہی
وہی قدرت پائی جاتی ہے لہذا صورت مین آدمی کی جن اور ملائکہ اور شیاطین کا آنا
اور دیکہا جانا بہی ثابت ہوا ہے کما مر سابقا قولہ ہم مین ایک قوت ہے جو ہمکو سیدہے
رستے سے پہیرتی ہے شیطان سمجہکر اوسکی داڑہی پکڑ لیتی ہین الخ اقول
اوس قوت کے متعلق ہم بخوبی جواب دے چکے فلا نعیدہ اور شیطان کی جگہہ جو آپکے ہاتہ میں آپکی
ہی داڑہی آجاتی ہے اور اوسکے گال کے بدلے آپ ہی کا مونہہ لعل ہوجاتا ہے اسکا کچہ

تعجب نہین ہے کیونکہ آپ قوت انسانی کو شیطان ٹھہراتے ہین تو عین جزو انسان قرار پاوے گی پہر اپنی
ڈاڑہی اگر ہاتہ مین آوے یا گال لعل ہو جای تو آپ کے اصول پر کچہ بعید نہین ہے تمہارے اصول پر
کہ ہم اوسکو جنی ٹھہراتے ہین فافہم قولہ میرے پیارے مہدی مین آپکو ہمیشہ کہا کرتا ہون
کہ جو خراب اثر مشرقی تعلیم کا آپ کے دل اور طبیعت پر ہوتا ہے اوس سے
کبہی امین نرہین آپ سمجہتے ہین کہ نبی صلعم کو امی محض رکہنے مین کیا حکمت
تہی الخ اقول آپ بیٹہے تو ہین بنارس مین مگر لندن سے حساب مشرق و مغرب کا کر رہے ہین
مشرقی علوم جو قرآن و حدیث و تفسیر و اصول و فقہ و کلام و عقائد اہل اسلام ہین اون سے انکو
نفرت ہو تو ہوگی مگر ساری خدائی کے مسلمان تو اوسکو کمال دین سمجہتے ہین خدا نکرے کہ اوسکا
اثر دل سے جاتا رہے اوسی کے حاصل نکرنے کی وجہ سے آپ اس خرابی مین پڑے ہین
کہ نہ تو موافق اہل اسلام کے کسی مسئلہ کی تحقیق بن پڑی تہی نہ علوم جدیدہ کی تحصیل کی ہے
جو حکیمانہ و فلسفیانہ کوئی بات عمدہ نکلی اپنا جی تو چارون طرف آپ دوڑاتے ہین قرآن و حدیث
کو بہی فلسفیت موہومی سے ملاتے ہین مگر ہر مقام پر ٹہوکر کہاتے ہین کسی ایک قوم کے علوم میں
بہی پوری استعداد ہوتی تو کچہ کر دکہاتی بعض معتزلہ کی بہی تقلید کچہ یا تو نہین اختیار کی باطنیہ
کیطرف بہی رجوع کیا شیعہ امامیہ کی بہی مدد لی مگر ابتک کوئی طریقہ ٹہیک نہوا میری خطا معاف ہو جو آپنے
عقائد اہل اسلام لکہنے شروع کیے لوگ خوش ہوئے کہ افادات جدیدہ سے لطف اوٹہاینگے
مگر دوسرے عقیدہ کی تقریر دیکہتے ہی علما قہقہہ مار کر ہنس پڑے اور کم استعداد شک مین پڑ گئے
کہ شریک باری کی امتناع پر اگر یہی دلیل ہے تو ہماری بہی متکلمین پر افسوس ہے پہلے
تو آپ نے فرمایا کہ بغیر سمجہے بوجہے خدا کو واحد مان لینا واجب نہین ہے اور یہ مسئلہ عقلی ہے بعدہ
دلیل عقلی نہایت ضعف کے ساتہ بیان کر کے خود ہی ایک احتمال نقل کیا یعنے فرمایا ہان بیشک
ایک شبہہ اسپر وارد ہوتا ہے کہ اس تمام کارخانہ قدرت سے جو ہم دیکہتے ہین اور دیکہتے ہین یہ خیال
مٹ نہین سکتا کہ کیا عجب ہے کہ مثل اس کارخانہ قدرت کے کوئی اور کارخانہ قدرت ہو اور
کوئی صانع اور علت العلل اور موجود بالذات ازلی و ابدی ہو الخ مع ہذا اس شبہہ کے رفع کرنے کو
آپنے کچہ بہی قدرت نپائی اور یہ جواب دیا کہ ہم اس شبہہ کو تسلیم [illegible]

یہ ایک خیالی شبہہ ہے جو رفع نہین ہوسکتا مگر اسلام اور ایمان کی بنیاد خیال پر نہین ہے فلسفیہ
اور عقلیہ مباحث کو جو حالت غیر وجود یہ سے ہوتی ہین یقین سے اور ایمان سے کچھ مناسبت
نہین ہے مولانا روم نے اوسکے حق مین نہایت خوب فرمایا ہے شعر پای استدلالیان چوبین
بود + پای چوبین سخت بی تمکین بود + یقین کے لیے ضرور ہے کہ معترض اول اسبات کا یقین
دلائے کہ درحقیقت ایسا ہی دوسرا کارخانہ قدرت موجود ہے اور اوسوقت کہے کہ خدا کی
توحید ثابت نہین بلکہ وہمی وفرضی باتون سے خدا کے متعدد ہونے کا ثبوت نہین ہوسکتا ہے
الخ بلفظہ مختصراً خاکسار عرض کرتا ہے کہ پہلے تو آپ نے خود ہی مان لیا تھا کہ یہ مسئلہ عقلی ہے
اور جا بجا نیچر اور علوم جدیدہ و فلسفیت پر مدار مذہب ثابت ہوتا چلا جاتا ہے منقول تو کوئی
چیز بھی نہین رہی تھی معقول ہی معقول پکارے جاتے تھے آخر کو جب ایک شبہہ حکیمانہ
وارد ہوا تو کس واسطے فرمانے لگے کہ دین وایمان ومذہب اسلام سے عقلیہ و فلسفیہ دلائل
سے کچھ علاقہ نہین ہے مولوی روم صاحب کے قدمون پر جا گرے اگر ایسا ہی کرنا تھا تو صاف
کہدیا ہوتا کہ قل ہو اللہ احد کافی ہے یا این شور اشوری یا این بے نمکی آس اپنی تقریر کو جو
آخر بحث مین لکھی ہے ذرا یاد رکھیگا آپ ہمیشہ دلائل عقلیہ سے دین وایمان کے متعلق رد و قدح
کیا کرتے ہین اب مین بھی کہدیا کرونگا جو آپنے خود فرمایا ہے خیر یہ تو آپ کی معلومات علم کلام
کا ذکر ثبوت تھا اب مین پوچھتا ہون کہ معترض ممکن ہونا شریک الباری کا بیان کرتا ہے اور
آپنے اوس امکان عقلی کو تسلیم کر لیا اور اوس سے ثبوت موجود ہونے کا طلب کیا وہ بھی
اس خوبی کے ساتھ کہ حضور کو اگر نہ دکھا دے تو جھوٹا ہو جاے فرمایئے آپ نے تبیین الکلام مین
اقرار کیا ہے یا نہین کہ بہت سے مخلوقات ایسے ہمسے اوپر ہوچکے ہین جسکا انکار نہین ہوسکتا
کیون نہین فرماتے ہو کہ اگر دوسرا خدا ممکن ہو تو عجز ایک کا خواہ عبث ہونا دوسرے کا خواہ دونون کا
ناقص ہونا اپنے تکملہ ذات مین خواہ معدوم ہوسکنا مخلوق ایک خدا کا دوسرے کی قدرت سے
خواہ اجتماع متضادین کا خواہ ناقص ہونا علم وقدرت دونون کا یا ایک کا لازم آتا ہے اس
اجمال کی بہت بڑی تفصیل درکار ہے کما یعلم من لہ وجدان سلیم وعقل مستقیم حضور والا نے
جو عالم موجود کو گورکندا اور گھڑی سے مشابہت دیکر مان لیا کہ ضرور ہے کہ اسکا صانع واحد
ف عقیدہ اول دوئم جناب مخاطب مرکے متعلق رسالہ دوئم مین بکثرت تفصیلی بحث لکھی ہے انشاء اسر عنقریب نظر متکلمین سے گذرے گی ۱۲ منہ

عجیب تقریر سے جائز ہے کہ ایک گھڑی کے پرزے متعدد کاریگر ملکر بنا دیں اور صنعت میں
سب برابر ہوں فقط یہ معترض تو ممتنع عقلی ہونا شریک باری کا رد کرتا تھا اور ممکن الوجود ثابت
کرتا تھا سواوس قدر کو آپنے خوشی سے تسلیم کر لیا پھر جو کچھ بحث کی وہ بھی منقول و مصادرہ علی المطلوب
پر تمام ہو گئی کیا کوئی جواب لیا کہ شبہہ معترض عقلا باطل ہو جاوی نہیں ہو سکتا تھا جواب اسقدر
مضطر ہو کر آمنا وصدقنا پکارنے لگے یہ رسالہ مختصر اس قابل نہیں ہو کہ امتناع شریک باری
کی دلائل مشرقی تعلیم یافتہ متکلمین کے اقوال سے ہم لکھدیں اور اصل مقصود سے بعید واقع
ہوتا ہے لہذا اسقدر پر قناعت کیجاتی ہے افسوس ہے کہ آپ مشرقی تعلیم کو خراب اور
اوسکے اثر کو باعث ضلالت سمجھتے ہیں اور اوسکے دفع کرنے پر کوشش کرتے ہیں جب
ہم سے لوگوں کا علم تفسیر و حدیث و فقہ و اصول دنیا سے جاتا رہا اور ہم نیچرل است خدا نخواستہ
ہو گئے تو پھر اچھے خاصے منکر معجزات معاد ہو جاوینگے جس وقت کوئی آیت و حدیث کا ذکر
ہوا کریگا جسمیں معاد یا معجزات کا ذکر ہوگا اور اوسکا ظاہر الشان نیچرل میں نملیگا تو مغربی
تعلیم یافتہ لوگوں سے پوچھتے پھرینگے وہ فرما وینگے کہ یہ سب خلاف نیچر ہے تو ہم لوگ خدا
جانے کس ندسے کو تین میں گر پڑینگے فرمائیے اگر آج مشرقی تعلیم کا اثر نہوتا تو آپ کی خیالات
سے اصل کا جواب کہاں سے لکھا جاتا اگر یہی نیچر ہے تو انبیا ہی ایک حکیم نیچرل است
ٹھہرینگے نہ صاحب معجزہ نہ صاحب وحی کیونکہ قانون قدرت و فلسفیت سے جبرئیل کا
آنا کیونکہ محسوسات ظاہری کے موافق ہوگا اور کون مانیگا کہ خلاف قواعد انتظام عالم کی
شق القمر واقع ہو سکے یا وہ باتیں صحیح ہوں جو خاصیت اشیا و علم طبعی کے ساتھ موافقت
نہیں رکھتی ہیں مثلا قاعدہ قدرت ہے کہ ایک پیالہ بھر کھانے سے ہزار آدمی سیر ہو کر
نہیں کھا سکتے ہیں خصوصا ایسی حالت میں کہ وہ کھانا بدستور موجود رہے یا جس بکری نے
ابھی بچہ نہیں دیا ہے وہ دودھ دے سکے یا جانور انسان کا سا کلام کر سکیں یا پلک مارنے میں
بلقیس کا تخت حضرت سلیمان کے پاس حاضر ہو جاوے یا پتھر سے ناقہ پیدا ہو یا ہوا
کسی انسان کی مسخر ہو جاوے یا لکڑی کا سانپ بن جاوے وغیر ذلک من المعجزات نہیں
معلوم یہ سب کچھ کیونکر نیچر سے موافق ہوگا اگرچہ آپ صاف صاف نہیں فرماتے ہیں اور

ابہی مسلمانونکو نہین بہڑکاتے ہین اور نخی المقدور تاویلات رکیک کرکے قرآن کو نیچر سے
ملاتے ہین اور اقوال اکابر دین سے نفرت دلاتے ہین تاکہ نیچر کی طرف آہستہ آہستہ لوگ
رجوع لاوین دیر پردہ تو آپ سب کچہہ کر رہے ہین اپنے دوست سید مہدی کو نیچر کیطرف کہینچ
بلاتے ہین اور ہنوز ابہی پر نیچر کی پابندی جاتے ہین تہوڑا عرصہ نگذریگا کہ جو لوگ آزادی طبع کی
دہن ہوا مین گرفتار ہین تہید نماز و روزہ و پابندی احکام شرعیہ منقولی مین عقلیات کو دخل
دیا پسند کرتے ہین علوم شرعیہ سے بیزار ہو کر انکی شریعت پر چلینگے خصوصاً جس وقت
کتب دین و ایمان کی جگہہ نیچریون کے اقوال پر عقیدہ جانے کی ٹہریگی تو کوئی دہریہ کوئی
ملحد ہوگا کیا عجب ہے کہ ہمارا دین اسلام ہی سلام کرکے رخصت ہو معاذ اللہ ہمارے
رسول مقبول کیون حکیم نیچرل اسٹ ہونگے کسی ایک حدیث مین نفرمایا کہ قوی ملکی و شیطانی
کا قصہ قرآن مین مراد ہے نہ حقیقی ابلیس کا اور آمی ہونا تو حضرت کا اسواسطے ایک معجزہ ہے
کہ الہامی کتاب آسمانی کی طرف دعوت کرتے تہے اور بہلا فاتوا بسورۃ من مثلہ پکارتے تہے
سامعین حیران تہے کہ جو شخص خود اُمّی ہے کسی سے تعلیم نہین پائی وہ کہان سے یہ کتاب
لایا اور کس طرح ایسا کلام بلاغت نظام سنایا ضرور ہے کہ وحی آسمانی و تعلیم ربانی ہوا اور اگر
نیچرل اسٹ ہوتا کوئی بڑی تعریف کی بات ہے تعوذ اردون نیچرل اسٹ گذرے ہین اور
ہوجاتے ہین خاتم النبیین کا اطلاق سید المرسلین صلے اللہ علیہ و سلم پر کیونکر ہوسکیگا
ہر ایک حکیم نیچرل اسٹ نبوت کا مصداق ہوجائیگا خدا نکرے کہ مولوی مہدی علی صاحب نیچر کے
چشمہ کا پانی ہین جو جابجا جاری رکہتے کی ہم تو یہ دعا کرتے ہین کہ خدا ایسا متقلب القلوب ہے
کہ انکو بہی خیالات نیچریہ سے بچاوے اور اجماع امت کی طرف لاوے امین یا ارحم الراحمین اور جس
علم کی نسبت آپ حجاب الاکبر کا لفظ لکہتے ہین معاذ اللہ وہ علم قرآن و حدیث و فقہ و اصول ہرگز
نہین ہوسکتا ہے ہان اوسکا خلاف حجاب الاکبر ہوگا قولہ لفظ شیطان سے اگر کوئی وجود
خارج من الانسان مراد لیجاوے تو ضرور قرآن مجید کو نعوذ باللہ غلطیا خلاف
واقع ماننا پڑیگا الخ اقول ابہی کیا ہے آیندہ ارشاد ہوگا کہ احکام معاد و معجزات انبیا الخ حقیقت
پر محمول ہون تو چونکہ خلاف قانون فطرت ہین قرآن مین حقیقت مراد نہین ہے تمثیلی با کنیز

سمجھایا گیا ہے ورنہ قرآن غلط و خلاف واقع ٹھہریگا آپنے ایسا ثابت نہین کیا ہے کہ ایک
قوت بدن انسان مین ایسی ہے جو اطاعت روح کی نہین کرتی ہے بلکہ روح کے ساتھ
معادات واقع ہے نہ آپنے اسکا ثبوت دیا ہے کہ حرارت غریزی سے کوئی قوت خاص کسب نار
پاکر مخلوق ہوئی ہے نہ منطوق آیات سے یا اتفاق جمہور امت سے یا احادیث صحیحہ سے
آپنے ثابت کیا ہے کہ قوت انسان کا نام ابلیس ہے پھر کیا فائدہ کہ اپنے خیالات و توہمات پر
انکو جزم و یقین جو کچھ ہو جاوے وہ مان لیا جاوے اپنے دعوی مین آپ ہی مدعی ہین اور اسکی
برہان کوئی نہین ہے ہم تو اپنے دعوی کا ثبوت قرآن و حدیث و اتفاق جمہور اہل ملت سے
دیتے ہین اور ظواہر الفاظ و منطوق آیات سے تائید ہوتی ہے پھر آپکے مخترعات کو صرف نامعقول
کہدینا تو غنیمت تھا یون کہنا چاہیے تھا کہ انکار نصوص قرآنی کا ہے ہم نہین تسلیم کرتے ہین
کہ ہر جگہ تاویل مرفوع القلم ہے مثلاً اگر کوئی کہے کہ صلوۃ و زکوۃ و حج و صوم سے معنی لغوی مراد
ہین نہ مصطلح شرعیہ یا خمر سے مراد یہ ہے کہ اسقدر پینا ہو جو عقل کو زائل کر دے مگر جو خمر قلیل فتور
عقل پیدا نہ کرے حرام نہین ہے تو وہ شخص کیا معذور کہا جاتیگا حاشا و کلا ظاہر ہے کہ اسقدر
امر مین آیات قرآنی نصوص قطعیہ ہین کہ جن بمقابلہ انس کے ایک مخلوق ناری ہے اور مکلف
ساتھ ایمان کے ہے اور جابجا قرآن شریف مین جو لفظ جن و انس کا وارد ہوا ہے انس سے
مراد اولاد آدم ہے جن سے مراد بنی جان ہین اور جن کی ایک قسم وہ ابلیس ہے جسنے سجدہ
نہ کیا اور تا قیامت زندہ رہیگا اور وہ مع اپنے تمام جنود و قبیلہ و ذریت کے دشمن اور مغوی اور
اور موسوس بنی آدم کا ہے اور سجدہ سے مراد سجدہ حقیقی ہے نہ قوای بدنی کی اطاعت پھر
کیونکر اسکے خلاف کا نام انکار نصوص قطعیہ قرآنی نہوگا ورنہ لازم آتا ہے کہ وجود خارجی
ملائکہ مین بھی کوئی آیت نص نہ ٹھہری بلکہ آدم کا وجود بھی غیر منصوص ہو کیونکہ تمام نصوص آدم
کی اور ساری تفصیل انکی قرآن مین کب مذکور ہوتی ہے اور ملائکہ کی تصریح تمام و کمال کہان
موجود ہے اور نماز کی پوری ترکیب اور زکوۃ کی تفصیل اور بالکل احکام صوم رمضان کے
اور تمام مسائل مناسک حج کے کس آیت مین موجود ہین یہان تک کہ بصراحت تمام
اوقات پنجگانہ نماز کے بھی مذکور نہین ہین تو کیا نماز بھی منصوص نہوگی اور انکا ماول

ومتشابہ معذور سمجھا جاویگا کتاب و سنت کو ساتھ اجماع امت کی ملا کر دیکھئے اور ادلۂ شرعیہ سے
چشم پوشی نہ کیجیے ورنہ سارا قرآن متشابہات میں داخل ہوگا کہ کوئی آیت محکم نہ رہیگی نہ کوئی
لفظ بوجہ ظاہر کی صادق آویگی قولہ پہلی بسم اللہ قرآن مجید مین لفظ قال کا نسبت خدا اور
فرشتون اور شیطان کی آتا ہے تاہم بمعنی حقیقی مین مستعمل نہیں ہے الخ اقول حقیقت کلام
کی باعتبار حقیقت یہ ایک ذات کی صحیح ہے خود حضور معلی نے تبیین الکلام کے صفحہ ۲۶ مین
فرمایا ہے ہم مسلمان اس درس کی یون تفسیر کرتے ہین کہ یہ آواز خود اوسی خدا کی تھی
جو اپنی ذات مین اور اپنی صفات مین سب طرح بر واحد حقیقی ہے اور خود ہی بغیر کسیکی
معرفت کے ہم کلام ہوا اور وہ آواز خود اوسی کی آواز تھی نہ کسی دوسرے کی ہم مسلمان
یہ اعتقاد کرتے ہین کہ خدا تعالی کی تمام صفات جیسے سننا اور جاننا اور بولنا اور پکارنا ہمارا
سا سننا اور جاننا اور بولنا اور پکارنا نہیں ہے بجز مناسبت اسمی کے اور کسی طرح کی مناسبت
نہیں ہے وہ بولتا ہے مگر نہ بذریعہ کسی بولنے والی چیز کے وہ آپ ہی آواز ہے اور
آپ ہی اپنی آواز سنتا ہے الخ مختصرا غور فرمایئے کہ جب وہ خود ہی آواز ہے اور اسکی آواز
اور ذات حقیقی ہے اور خود ہی ہم کلام ہوا تو حقیقت قال رب مین کیا شک رہ گیا ہان بذریعہ
آلات تکلم کے نہین بولتا ہے مگر اوس سے نفی حقیقت کلام کی کیونکر مراد ہوگی اور مجاز
کس واسطے ٹھہریگا اور کیا فرماتین گے جناب عالی قرآن شریف کے باب مین آیا وہ کلام اللہ
حقیقی ہے یا نہین حالانکہ خود ہی تبیین الکلام کی جلد اول کے صفحہ ۳ مین لکھ چکے ہین مگر
ہمارے پیغمبر صلعم پر جو وحی نازل ہوتی اوسمین بالذات ایک ورمعجزہ فصاحت کا بھی مقصود
تھا اسلیے ضرور ہوا کہ وہ وحی بلفظہ نازل ہوتا کہ اوسکی سی فصاحت انسان سے نہ بن سکے
چنانچہ قرآن مجید اسی طرح بلفظہ نازل ہوا اور وہی لفظ بلفظ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
لوگونکو پڑھ سنایا اس سبب سے ہم مسلمانون نے اپنی اصطلاح مین کلام الہی کو ایک خاص
معنون مین سمجھا ہے یعنے وہ وحی کہ جسکی لفظ بھی خدا سے ہے ہون اور ایسی وحی کو ہم
کہتے ہین وحی متلو یا کلام الہی انتہی بلفظہ باقی رہا کلام فرشتہ کا اوسکی بھی حقیقت آپ ہی نے
تبیین الکلام سے ہم نشان دیتے ہین صفحہ ۷ پر لکھا ہے دوسرے یہ کہ فرشتہ خدا کا اوسی کی

کی صورت مین بنکر آوے اور خدا کا پیغام پہونچادے اور اس قول کی تائید مین آنا فرشتہ کا اور کلام کرنا حضرت مریم سے کے ساتھ آیت قرآنی سے لکہا ہے انصاف کیجیے کہ کلام فرشتون کا کیونکر حقیقی نہوگا اور شیطان کا کلام بہی باعتبار اوسکی ذات کی حقیقی ہے کیونکہ جن کا کلام کرنا قابل انکار نہین ہے اور شیطان بہی ایک قسم ہے جن کی اور آدم کا کلام بہی باعتبار ذات آدم کے حقیقی ہے نہ مجازی اگر حضور والا کے نزدیک حقیقت کا اطلاق بغیر ثبوت اجسام کے نہین ہے تو وجود واجب الوجود کو بہی غالباً مجازی سمجہے ہونگے آپ اور لفظ شجرہ کا بہی معنی مجازی پہ محمول نہین ہے ہمنے مانا کہ بقول جناب کے للو کلو کا لگایا ہوا نہ تہا مگر للو کلو کے خالق کا پیدا کیا ہوا تہا جبکہ خود آپ ہی اقرار کرچکے ہین کہ طَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ سے مراد یہی ہے کہ جنت کے پتون سے بدن کو چہپانے لگے تو وہ پتے کہان سے آئے فرض کیا کہ آدم بقول حضور کے باغ دنیا مین تہے مگر اوسمین درخت بہی تہے جنکے پتون سے بدن چہپایا پہر کیا وجہ ہے کہ وہ درخت تو حقیقی ہون اور ایک درخت مجازی ہو اور واسطے وجود حقیقی درخت کے لفظ شجرہ کا دلالت مطابقی رکہتا ہے اور کوئی وجہ صرف حقیقت کی نہین ہے پہر بغیر تعذر حقیقت کے منطوق الفاظ سے گریز کرنیکی کوئی وجہ نہین ہے اس مقام پر یہی لکہنا ہم مناسب سمجہتے ہین کہ الفاظ آیت قرآنی صرف وجود شجرہ کیواسطے نص ہین بلکہ قرآن شریف مین یہ نہین بتایا گیا ہے کہ اوس شجرہ کا مزہ کیا تہا اور اشجار دنیا مین اوسکو سنبلہ یا عنب وغیرہ کس کے ساتھ مماثلت تہی اور اوس شجرہ کے خواص کیا کیا تہے جائز ہے کہ اوسکی خاصیت یا مزاج یا مزہ مماثل گندم کا ہو اور ہم لوگ اوسکا شجرہ گندم نام رکہین یا انگور کا سا ہو اور شجرہ عنب نام لین یا اوسی شجرہ مین ایسے خواص ہون کہ انواع اقسام کے نیک و بد مزے دیتا ہو اور چونکہ قبل اکل شجرہ سے حضرت آدم کو علم اوس قسم کے نیک و بد مزہ کا نہ تہا اور تجربہ جدید سے اونکو علم اوسکا حاصل ہوا شجرہ علم کہا جائے یا اس اعتبار سے شجرہ علم کہا جاوے کہ اوسکی خاصیت مزاجی ایسی تہی کہ قوت علم کو بڑہاتی تہی بہرکیف نام رکہنا کسی موجود حقیقی کا باعتبار مناسبت صورت و تاثیر و نوعیت کے ہوتا ہے مگر اوس سے نفی وجود حقیقی کی نہین مراد ہوتی ہم دنیا مین دیکہتے ہین کہ بعض نباتات کے نام باعتبار محاورہ ہر ایک ملک کے

اکثر مختلف ہوتے ہین اور خواص بھی ایسے پائے جاتے ہین کہ بعض نباتات سے تقویت اعضاء رئیسہ وقوی بدنی کی بالخصوص ہوتی ہے اوسی اعتبار سے حکمای قدیم وجدید نام بھی رکھہ دیتے ہین مثلا اسطوخودوس کہ اوسکو دماغ کے صاف کرنے کی خداے خاصیت دی ہے لہذا جاروب دماغ نام ہوگیا مگر اختلاف اسمار سے اصلیت وحقیقت شجرہ کا انکار کرنا بالبداہتہ باطل ہے اس صورت مین مفسرین نے اگرنام اوس شجرہ کا یا توا اسکی خاصیت کے لحاظ سے خواہ دوسرے قسم کی مماثلت ومناسبت سے درخت گندم یا درخت عنب یا درخت انجیر یا درخت کافور یا درخت علم استعمال کیا تو بھی حقیقت اصل شجرہ سے کچہ واسطہ نہین ہے اور ایسا ہی حال حور وقصور وحوض کوثر وانہار وسدرۃ المنتہی او شجرہ طوبیٰ وغیرہم کا ہے اور ہمکو نہین معلوم ہے کہ یہ قاعدہ حضور نے کہان سے پایا ہے کہ بالفرض اگر کسی آیہ مین بعض الفاظ مجازی معنی پر بھی محمول ہون تو بہر سارے معنی آیۃ کے مجازی ہی ٹہرائی جاوین علاوہ اسکے جو تفسیر آپ نے لکھی ہے وہ تو الفاظ آیۃ سے کسیطرح مطابقت نہین کرتی ہے کیونکہ قرآن مجید مین شروع حالات آدم وحوا وملائکہ وابلیس سے آخر تک ابتدا ہی ابلیس کا مردود ہونا اور اوسیکا آدم وحوا دونون کے دلمین وسوسہ ڈالنا مذکور ہے اسی واسطے جا بجا قال ابلیس کا بصیغۂ واحد اور آدم وحوا کا بصیغۂ تثنیہ ہر جگہہ مذکور ہوا ہے اور اسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک ہی ابلیس تہا جسنے سجدہ سے انکار کیا اور قیامت تک زندہ رہیگا او اوسی کا فعل ہے کہ دونون کو اغوا کیا آپ ذرا انصاف کیجیے کہ حضور نے جسقدر تقریر لکہی ہے وہ قوت بہیمیہ آدم سے متعلق ہے نہ قوۃ حوا سے بلکہ حوا کا صغرسن سے جوان عاقل بالغ ہونا اور اوسکے سامنے ہی شجرہ علم وعقل کا پیش کیا جانا اور اوسکو اونکا منظور کرنا اور پورا اوسکا ہرگز بیان نہین کیا ہے تو کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہ قوۃ آدم نے وجود خارجی پیدا کیا اور حوا کو بھی اغوا کیا بلکہ بہین الکلام سے ایسا پایا جاتا ہے کہ حوا کی تحریک سے آدم نے شجرہ ممنوعہ کہایا تہا حالانکہ حضور کا تقریر جدید مین یہ قول ہے کہ آدم ہی کی قوت بہیمیہ نے آدم کو اغوا کیا تو ضرور ہے کہ کسی ایک کی قوۃ کا وجود خارجی واسطے اغوا دوسرے کے مان لیجیے او ذرا ابلیس کے وجود خارجی سے انکار کر کے قوای جسمانی کا وجود خارجی تسلیم فرمایئے یا یون فرماتیے

کہ مرد ابلیس نے سجدہ سے انکار کیا گو وہ سجدہ بھی مترجمہ حضور ہی کیون نہو تثنیہ ثانے مین ضمیر واحد کی کچھ بھی تاویل نہین بن پڑیگی اور کیونکر کوئی ذیعلم کہہ سکتا ہے کہ ایک ہی آیۃ مین جس جگہ واحد مراد ہے وہان صیغہ واحد کا مستعمل ہو اور جس جگہ دو مراد ہے وہان صیغہ تثنیہ کا آوے یہ بھی سخن خلاف اوسکے مراد لیجاوین اسی طرح شجرہ کا لفظ بہ صیغہ واحد آیا ہے کہین ضمیر تثنیہ یا جمع کی نہین آئی ہے اگر سن بلوغ تک یہ تجکہ آدم گنہگار ہونا و شجرہ سے مراد دو قوۃ علم و عقل کی ٹہرائی جاوین تو دو شجرہ کا استعمال تسلیم کرنا پڑیگا حالانکہ ظاہر الفاظ آیۃ کے خلاف ہے اور یہ تاویل علیل جو حضور کے ارشاد سے نکلتی ہے کہ شجرہ واحد اسواسطے صحیح ہوگا کہ علم کیواسطے عقل لازم ہے اور حالت بلوغ مین عقل حاصل ہوتی لہذا شجرہ علم و عقل کا بیان کیا جانا ور بروی آدم کے مراد ہوگا اسکی نسبت خاکسار عرض کرتا ہے کہ جو کچھ دفع دخل مقدر آپ کی تقریر سے پایا جاتا ہے اور کمال اجمال کے ساتھ آپ نے لکھا ہے وہ ہرگز صحیح نہین ہوسکتا کیونکہ علم کے واسطے کچھ عقل ہی لازم نہین ہے بلکہ بہت سی قوتین لازم و ملزوم ہین اور یہ کوئی نہین کہہ سکتا کہ اگر مثلا قوۃ واہمہ و حافظہ وغیرہ بیکار ہون تو مجرد قوۃ عقل واسطے علم کے کافی ہے بلکہ ترکیب انسانی اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ بعض قوی کے فقدان سے عقل بھی قائم نہین رہ سکتی ہے تو عقل کے واسطے بہت کچھ لازم و ملزوم ضرور ماننے پڑیگی اور لازم کا لازم ہی لازم ہوگا پہر کوئی وجہ تخصیص عقل کی نہین رہی اپنے صرف اسی خیال سے یہ تقریر بنائی ہے کہ سن بلوغ مین عاقل و بالغ ہونا منشاء عصیان ٹھہرجاوے اور شجرہ علم کو ساتھ عقل کے حسبان کردیا جاوے اگر تنہا شجرہ علم مراد لیجاتی تو تفسیر مخترعہ مین فتور واقع ہوتا تہا اسی واسطے عقل کو دخل دیا اور ترکیب الفاظ قرآنی پر نظر نہی کما لا یخفی علی اولی الالباب قولہ کیا سچ سچ آپ یہ یقین کرتے ہین کہ لفظ فبدت لہما سوآتہما سے حضرت آدم کی لمبی لمبی گول گول چیز دکہائی دینی مراد ہے یا حضرت حوا کی شرمگاہ دکہائی دینی لگی الخ اقول خود جناب متانت مآب نے تبیین الکلام کے صفحہ ۱۲۵ مین لکہا ہے قرآن مجید مین بیان ہوا ہے کہ جب آدم و حوا اوس درخت مین سے کہا یا تو اونکی برہنگی ظاہر ہوتی اس سے ظاہر ہے کہ کہانے ہی سے منع کیا گیا کیونکہ اگر پاس جانے سے ہی منع ہوتا تو مجرد پاس جانیکے کہانے سے پہلے اونکی برہنگی ظاہر ہوجاتی انتہی بلفظہ اب خاکسار نہایت ادب سے سوال کرتا ہے کہ جو الفاظ تخمش

اور یہ بھی خلاف تہذیب الاخلاق کے حضور والا نے زبان سے نکالے ہیں اور داب تحریر
عالمانہ دکھایا ہے شاید یہ سول ایڈیشن اسی کا نام ہے جب حضرت آدم و حوا و ملائکہ و جناب باری
تعالی کی نسبت فحش اور تمسخر سے حضور والا کو دریغ نہیں ہے تو ایک یہ بھی ہیں جو بہشت کو
چکلہ اور حوروں کو کسبیاں اور امور بہشت کو جا بجا انکی تخویف اپنے کسی دوست کے نام سے
چھپوایا ہے کس حساب و کتاب میں ہوگا بڑی شرم کا مقام ہے کہ جس قول میں خود بدولت
بھی پہلا تیر لگے ہوں اوس سے غافل بنکر تقریر الزامی قائم کریں او حضرت اول الانبیاء
علیہ السلام اور جناب حوا رضی اللہ عنہا کی شان میں فحش کلام لکھکر خود ہی آخر پر افتخار کیا جا
اور مفسرین اہل اسلام پر [illegible] کا حملہ پیدا ہو خیر یہ ہیکل مولانا حضور ہی کو مبارک رہے
اصل بحث کی طرف [illegible] رجوع کرتے ہیں کہ تفسیر کبیر کی جس عبارت کا آپ نے نشان دیا ہے
[illegible] معنی [illegible] تعالی کے نہیں ہے بلکہ اصل عبارت یہ ہے البحث الثانی [illegible]
[illegible] والمراد [illegible] الانسان قال ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما
کانہما قد البسا [illegible] ازال عنہما ذلک الثوب [illegible] قولہ تعالی فلما ذاقا
[illegible] انتہی ملخصا [illegible] تفسیر کبیر سے تو یہ جناب میں بھی سو اوسے
مراد [illegible] اغوا سے ابلیس کی یہ تھی کہ آدم و حوا کو ذلت و نقص منزلت و
زوال منصب [illegible] حاصل ہو جاوے اور کچھ تخصیص امام رازی یا دیگر مفسرین کی نہیں ہے
بلکہ [illegible] اپنی [illegible] تفسیر [illegible] اسناد سے لکھی ہے اوسکے یہ الفاظ ہیں یولفان
الورق [illegible] ومتاع الی حین [illegible] الی یوم القیامۃ
[illegible] تفسیر کبیر سے وہ شبہ بھی حضور کا رفع ہو گیا جو فرمایا ہے کہ کیوں کمانا اور کیا
[illegible] گیا کہ [illegible] کے سبب عصیان کے ہوئی کہ حاجت بدن سے اوتر گئے تو اب کیا
[illegible] اور [illegible] فلیضحکوا قلیلا و لیبکوا کثیرا اور بالفرض حلہ فضیحہ
ہی [illegible] معنی [illegible] ٹھہرینگے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہاں یہ معنی حقیقی ہیں
اور [illegible] کھل گئے عیب آدم [illegible] اور وجہ کھل جانے عیب کی دوسری آیات سے
ہم [illegible] کر دینگے [illegible] عصیان واقع ہونے سے برہنہ ہو جانا اور پتوں سے بدن کا چھپانا آتا ہے

لطف اٹھائے ہمیں فان علیہ ہما مین نزدالجنۃ قول غیر سے ہی ثابت ہو تاہم یعنی تعیب ظاہر ہے ثابت ہوا
او عیب عصیان کا بھی خود محتاج ثبوت نہین ہے جسکے واسطے عصی آدم بہ مغوی وارد
ہے پھر یہ نہین معلوم کہ مجازی معنی آپ کے مذاق پر بھی کس طرح صادق آینگی قولہ اسی
سورہ مین آیا ہے یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوآتکم الآیۃ اور یا بنی آدم لا یفتننکم الشیطان کما اخرج
ابویکم الآیۃ الخ اقول دونون آیتین ہمارے ہی قول کی تائید ہوتی ہے اور آپ کی مراد حاصل
نہین ہوتی تفسیر معالم التنزیل مین پہلی آیت کی شان نزول یہ لکھی ہے کہ ایام جاہلیت مین برہنہ
ہو کر لوگ طواف کعبہ کا کیا کرتے تھے اور کہتے تھے لا نطوف فی ثیاب عصینا اللہ فیہا یعنی
طواف نکرینگے کپڑون کے ساتھ جنمین نافرمانی کی ہے خدا کی اس رسم کو خدا تعالے نے منع فرمایا
اور اپنا احسان جتایا اور خلق حسن سکھایا کہ تمہیں لباس پیدا کیا ہے تاکہ تم اپنی شرمگاہ کو چھپاؤ
اور مال و زینت بھی دیا گیا ہے اور سب سے اچھا لباس تقوی کا ہے الغرض سوا تمہارے
کوئی دوسرے معنی موافق مذاق جناب شاہ طالب کے ثابت نہین ہوسکتے ہین پھر اس آیت کا
تذکرہ بھی عبث تھا باقی رہی بحث متعلق دوسری آیت کے وہ تو اصل ہماری ہی دلیل ہے
یعنے خدا تعالے خبر دیتا ہے کہ اے اولاد آدم کہین تمکو گمراہ نکردے شیطان جیسا کہ تمہارے
ماں باپ کو بہشت سے نکالا اور اوتروائے اونکے بدن سے کپڑے تاکہ دکھلاوے اونکی
شرمگاہ چنانچہ تفسیر معالم مین ہے ای اظہر لکل واحد منہما سوآۃ الآخر اور اگر صاحب معالم کا اعتبار نہو تو
خود ہی حضور اپنا اعتبار قائم رکھین یعنے تبیین الکلام مین بر شکل کا آپ ہی لفظ لکھ چکے ہین
کما مر سابقا تو پھر طول کلام سے کیا فائدہ ہوگا مع ذالک اگر عمل ہوتا عیب کا بھی مراد ہوتب
بھی مجاز کیونکر ہوگا حالانکہ لفظ مشترک المعنی ہے اور اوسکے متعلق آیت اوسمین ہم تقریر
لکھ چکے ہین قولہ اگر قرآن کے یہ معنی لیے جاوین تو کچھ بری کہنا سمجھ کا سخن فہمی عالم بالا معلوم شد
حضرت کو پہلے بولنی بھی نہین آتی چہ جائی خدا کی الخ اقول اب تو ہمارے جناب عالی جاہ پیا تیغ تیز
خوب ہی کام [illegible] لطف [illegible] تعالیٰ کی شان [illegible] شوکت [illegible] الفاظ کے لکھنے [illegible] سب
[illegible] کی والدہ [illegible] تہذیب [illegible] سبیل التشنیع [illegible] معلوم [illegible]
روشنی [illegible] کیا [illegible] ہی ہداہت [illegible] ہو رہی ہے بہلا اور [illegible] ہمارے [illegible] آپ [illegible]

لوگ سیکھ جاوینگے خیر حضرت آپ چاہین احکم الحاکمین کو خدائی کے لائق نہ ٹھہراوین چاہین فہم سے
نلے بہرہ بتاوین ہمارا تو وہی خدا ہے اوسیکو ہم مالک جن و انس سمجھتے ہین اوسی کے کلام بلاغت
نظام کی تفسیر بیان کرنا ہمارا کام ہے کہ حلہ بہشت کا اوترجانا بسبب نافرمانی کے واقع ہوا تھا جیسا کہ
عبارت تفسیر کبیر سے واضح ہے بعد ظہور نافرمانی کے جب حکم جنت سے نکلنے کا اور دنیا مین
اوترنے کا ہوا تو حلہ بہشتی کیونکر ساتھ رہ سکتا تھا نہ یہ امر ہنسی ٹھٹے اوڑانے کا ہے نہ خدا کو نافہم بنانے کا
ہے تفسیر دانی حضور کی معلوم ہوگئی چہ جا اجتہاد و ایجاد دین **قولہ** جب زیادہ حقیقت جنت و آدم
وغیرہ کی بیان نہین کی گئی تو پھر آیات کو نصوص کہنا بیجا ہے **اقول** حضور ہی ارشاد فرماوین کہ
وجود آدم کا منصوص ہے یا نہین اگر ہے تو وجود جنت و ملائکہ و ابلیس بھی منصوص ہے ہان اگر
نص کے واسطے یہی ضرور ہے کہ فوٹوگراف سے تصویر بھی لی گئی ہو اور ایلبم مین رکھدی جاوے
تو بیشک نص نہین ہے مگر پھر بھی حضور سے یہ پوچھا جائیگا کہ دربارۂ قوای انسانی کی نص کیونکر
مان لی گئی ہے ہان مین بھول گیا ما الہمنی ربی کے ذریعے سے تشخیص ہوگئی ہے **قولہ**
پس مقامات نیچریہ مین روحانی تربیت حاصل ہوتی ہے جس طرح شیطان کا وجود خارجی
کوئی شخص خیال کرکے ایک لمبی تسبیح مثل شیطان کی دم کے لیکر لاحول پڑھتا ہے اوسی طرح ایک نافہم
نیچرل اسٹ اس حقیقت کو خیال کرکے سمجھے کہ وہ سب نیچر انسان کا بیان ہے دونوں کو قرآن
سے فائدہ برابر پہونچیگا **اقول** الحمد للہ کہ ہم مسلمان قرآن سے فائدہ اوٹھاتے ہین تو بقول
حضور کے نیچرل اسٹ صاحبون کے برابر ہین تو اب ہمکو اپنی تقریرات و مسلمات کے ترک
کرنے کی کوئی وجہ نہین مگر جناب نیچرل اسٹ کو اپنی خبر لینی چاہیے اور ثابت کیجیے کہ نیچرل آیت
مطابقت مین قرآن شریف کی کیونکر صحیح ہوگی مہربانی کرکے کتب نیچرل سے قصہ پیدا ہونے
آدم کا اور اوسکے تمام حالات کا مجکو بتادیجیے ورنہ مجبوری یہ کہنا پڑیگا کہ حضور ابتک اپنے دین سے
بھی ناواقف ہین چہ جای مذہب اسلام اور مجکو کمال حیرت ہے کہ اہل اسلام کی تسبیح کو شیطان
کی دم سے کیا سمجھکر آپ نے تشبیہ دی ہے کیونکہ باقرار سرکار کے لاحول پڑھنا شیطان رجیم پر بذریعہ
تسبیح کے معمول اہل اسلام کا ہے اور لاحول سے شیطان کو صدمہ پہونچتا ہے تو ہماری تسبیح
شیطان کے واسطے سوط عذاب یا گلے کی پھانسی ہوگی مگر خیال جناب عالی کو یاد نہ رہا کہ تسبیح الکلام

کے صفحہ ۱۵۰ میں فرمایا ہے ہم خود ہی شیطان ہیں اور ہم خود ہی رحمان ہیں بلفظہ اور افادات
ہدیہ میں جو کچھ ارشاد ہوا ہے اوسکا یہ مضمون ہے کہ شیطان کی جگہہ اپنی ہی ڈاڑہی سفید دست
مبارک میں آجاتی ہے اور اپنا ہی گال لال ہو جاتا ہے جب حضور اپنی ریش سفید کو ایسی
تشبیہات سے یاد فرماتے ہیں تو تشبیح اہل اسلام کی کس شمار میں ہے ہاں حقیقت اور مجاز کا
فرق ہے کیونکہ ہم لوگ شیطان کو عین انسان حقیقی نہیں سمجھتے ہیں مگر حضور شیطان کو انسان کا
جزو لاینفک جانتے ہیں لطیفہ جب ہمارے جناب مخاطب نے شیطان کی دم سے تشبیح کو تشبیہ
دی تو وجود مشبہ اور مشبہ بہ کا مع وجہ شبہ بھی ضروری ہے لامحالہ وجود خارجی شیطان کا لطائف
طرائف میں بھی ثابت ہو گیا اور تقریر الزامی کا لطف سبکو معلوم ہو گیا فافہم **قولہ** اگر اسکا نام بدعت
ہے تو ہدایت کسکا نام ہے الخ **اقول** تیرا الاسود محمد تا بتا کا نام بدعت ہے اور کتاب و سنت
کا نام ہدایت ہے اب حضور والا اپنی تفسیر نیچریہ کو خود ہی مطابق کر لیں کہ بدعت ہے یا ہدایت
لوگوں سے پوچھنے کی کیا حاجت ہے **قولہ** علمای سابقین نے سمجھا تھا [illegible]
اقول یہ شہادت علی النفی ہے تصدیق امر معدوم غالباً مما العمی [illegible] میں داخل ہو گی یا شہادت
نیچریہ کی کسی فتاوی میں اس قسم کا ارشاد جائز ہو گا خیر علمای سابقین کی سند تو آپ دیکھیے
اپنی ہی تالیفات سابق کی خبر لیجیے کہ ہم آپہی کا قول تبیین الکلام کے صفحہ ۱۵ میں لکہا
ہیں لکھتے آپ فرماتے ہیں رونا بچہ کا بروقت پیدا ہونیکے ہوتا ہے اسکا سبب تحریک قوای
بہیمیہ ہے جسکو اس جگہہ شیطان کے چھونے سے تعبیر کیا گیا ہے حضرت مریم و حضرت مسیح علیہ السلام
کو اس بات سے اسلیے مستثنی کیا ہے کہ قوای بہیمیہ غالب تر قوت ہو انسانی ہے اور جو
اوسکی عفت اور عصمت میں خلل ڈالتی ہے اوس سے اونکا پاک ہونا ہر طرح سے ثابت
کیا جاوے انتہی بلفظہ اس تقریر سے ثابت ہوا کہ قوای بہیمیہ سے حضرت مسیح ہر طرح سے
پاک تھے اونمیں وہ قوت ہی نتھی جسکو شیطانیہ قرار دیا گیا ہے اور ذرا آگے چلکر صفحہ ۱۷ میں
جو لکہا ہے اوسکو بھی ملاحظہ فرمائیے حضرت مسیح نے بھی شیطان کا سر کچلا جبکہ وہ چالیس دن
رات امتحان میں ڈالے گئے بلفظہ اب تو کچھ شبہ نہ رہا کہ یہ شیطان قوت بہیمیہ نہیں تھی جسکا وجود
مفقود تھا تو امتحان میں ڈالنے والا شیطان وہ ہو گا جسکے وجود خارجی سے انکار [illegible]

مستعد ہوتے نہین اور اپنے ہی کلام سے ساکت ہونا پڑا اس سے زیادہ کیا حجت پیش کیجاے
الحمد للہ علے احسانہ قولہ اب وقت فرصت عیسائیون کی گردن مروڑی مرغی کی نسبت خط لکھا
الخ اقول آپ خود نیچرل اسٹ ہین تو حرام و حلال ذبیحہ و منخنقہ کی قید کیونکر ہوگی جو چیز عقلاً مفید بدن
انسانی اور باعث سرور و تقویت ہو مذہب نیچر کے موافق جائز ٹھہرے گی بعد اختیار کرنے
مذہب نیچر کے تسمیہ کی ضرورت کب باقی رہتی ہے اور تخصیص ذبیحہ اہل کتاب کی بھی عبث ہے
کیسی حدیث سنن ابی داود کی اور کہان کی آیت قرآن مجید کی نیچرل اسٹ صاحبون کے فتاوی
پر عمل ہوگا پھر مرغی کی کیا حقیقت ہے حضور تو بڑے بڑے جانور حلال کر سکتے ہین + کچھ اور
امر بھی تو آتا نہین مگر یہ زاہد جسے حرام کہے وہ حلال ہے تنبیہ ہمارے جناب مخاطب کے دستورات
و معمولات اس قابل ہین کہ اونکا ذکر کرنا میرے نزدیک ضرور ہے اول تمام تالیفات سے
ظاہر ہوتا ہے کہ جب خود کسی خیال کو تقویت دینا چاہتے ہین تو اپنے ہی اصول سے ابھی
کنارا کرتے ہین پہلے دعوی تو یہ ہے کہ جو اقوال محدثین و مفسرین و علماے دین و اہل سیر کے
ہین نہ کہ اجماع اور اقوال صحابہ و تابعین بھی ہم نہ مانینگے اور کسی کی تقلید نہ کرینگے جیسا کہ
رسالہ تبرئۃ الاسلام وغیرہ سے پایا جاتا ہے باقی رہی حدیث وہ بھی جب تک اپنے واسطے مفید
یقین نہو قابل تسلیم نہوگی خواہ صحاح ستہ کی ہو خواہ غیر صحاح ستہ کی اور مفسرین نے جو مضمون
لکھے ہین تو یہودیون سے سن سنا کر لکھے ہین یا اپنے جی سے جوڑ لئے ہین یا روایات بلا اثر
حمل کر لیا ہے اور سیرت کی کتابین تو مہابھارت اور الف لیلہ سے زیادہ نہین ہین اسی واسطے
ہم مسلمان جب حوالہ مجرد اقوال علماے دین کا دیتے ہین یا اخبار صحیح الاسناد کو بھی پیش کرتے ہین
تو ارشاد ہوتا ہے کہ تقلید ائمہ اربعہ و اشخاص جائز الخطا محض اندھاپن اور ضلالت اور ظلمت اور
پیروی رسوم اور تعصب کی ہے الی غیر ذلک من التشنیعات مگر خود بدولت کی یہ کیفیت ہے
کہ جب توریت کا مطابق کرنا ملت اسلامیہ سے منظور ہوا اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ کتب سماویہ
سابق پر ہمارا مضبوط اعتقاد ہے تو تبیین الکلام مین تمام اقوال مفسرین ہر قسم کے ساتھ تحریفات
کی بلکہ معتزلہ و غیر محققین کے بھی اقوال اپنی سند مین پیش کیے اور اکثر جگہہ لکھدیا کہ ہم
مسلمان کذا و کذا کہتے ہین اور فلان تعصب کے اس قول مین طرفدار ہین اور بعض مقامات

۵ دیکھو رسالہ تبرئۃ الاسلام [illegible]

مین حوالہ تک نہین دیا تمام تبیین الکلام اسی عنوان سے مرتب ہوئی مگر جب ہم یہ عرض کرینگے
کہ اپنے ہی مقبولہ و مستدلہ عبارات کتب واحادیث کے تمام مضمون کو تسلیم کرنا چاہیے تو دیکھیے
کیا اعتراض کرینگے مثلاً ہم یہ بیان کرتے ہین کہ تبیین الکلام کی جلد دوم کے صفحہ ۹۰ مین آپکے
مستدلہ اور مقبولہ عبارت تفسیر سے وجود خارجی شیطان کا ثابت ہے یعنے آپ نے لکھا ہے
اسکی صحت پر ہمارے یہان کی کتابون کے موجب ایک یہ دلیل بھی لائی جا سکتی ہے کہ قابیل نے
بعد اس واقعہ کی آگ کی پرستش اختیار کی جو ایک قدیم پرستش اہل فارس کی ہے اسلیے مین یہ
بود کو زمین فارس سے کہتا ہون تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ جب قابیل نے اپنے بھائی کو مار ڈالا تو وہ
بھاگ گیا عدن کیطرف زمین یمن سے پھر آیا اوسکے پاس شیطان اور کہا کہ ہابیل کی قربانی جو آگ
کہا گئی اوسکا سبب یہ تہا کہ وہ آگ کی خدمت اور پرستش کرتا تہا الخ بلفظہ اہل انصاف غور فرماوین
کہ اس سے زیادہ کیا اقرار وجود خارجی شیطان کا ہوگا مگر دیکھیے گا کہ حضرت اعلی اسکی تاویل مین
کیسی کیسی عرق ریزی کرینگے اور ہرگز یہ نفرماوینگے کہ ہان عبارت تفسیر کبیر کی ہماری مقبولہ ہے
اور شیطان کا آنا اور کلام کرنا وجود خارجی پر بخوبی دلالت کرتا ہے بہر کیف یہ حال ہمارے جناب
مخاطب کا ہے کہ اپنے واسطے ایسی وسعت دی رکھی ہے کہ اگر کسی حدیث کی صحت بہی بلی
مجرد قول کسی شاعر کا بہی ہو تو اوسکو بہی بے تکلف قبول کر کے حوالہ دیتے ہین اگر ہم مسلمانون
کی زبان بند کر دینے کیواسطے کیسی کیسی تاکیدین ترک تقلید وغیرہ کی ہوتی ہین تاکہ نوبت یہانتک
رواج ہو کر بلاد اسلامیہ سے تنفر پیدا ہو گیا ناظرین تہذیب الاخلاق بہول گئے ہونگے کہ جناب
عالی نے ایک بڑے مجمع اہل اسلام مین خطبہ بلیغ سنایا اور اوسمین ارشاد فرمایا کہ نوشیروان
جو ایک آتش پرست بادشاہ تہا مگر عادل اوسکے عہد مین ہونے سے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے بہی اپنی خوشی وخوشنودی ظاہر فرمائی ہے بلفظہ اب کوئی پوچھے کہ اس حدیث
کی تنقید تو آپ کر چکے ہونگے ورنہ کس مونہہ سے دعوی اجتہاد ہے وترک تقلید و اتباع
اشخاص جائز الخطا پر طعن و تشنیع کا حوصلہ کیون پیدا ہوا ہے ذرا مہربانی کر کے ہمکو اپنی حدیث مستدلہ
کی سند عنایت کیجیے اور قاعدہ محدثین سے تصحیح کر دیجیے اگر خدانخواستہ ہملوگ ایسا بیان کرتے
تو پہر دیکھتے کہ کیسے کیسے الزام افترا وکذب کے لگائے جاتے اور حدیث من کذب علی متعمدا

ملہ دیکھو پرچہ دوم [illegible] ۱۲

فلیتبوأ مقعدہ من النار کہہ زور شور سے حضرت ارشاد فرماتے مگر اپنے واسطے سب کچھ
درست ہے أتأمرون الناس بالبر وتنسون أنفسكم درکنار کسی نے تہذیب الاخلاق مین نہین دیکھا
ہوگا کہ مورخین نصاری کے اقوال کو کیا بے تکلف قبول فرماتے ہین جسنے کہ ایک مورخ
نے مذہب عیسوی کو حق اور مذہب اسلام کو باطل لکہا تہا اوسکے قول کو بہی اعتبار کے قابل
مین مان لیا اور حالات اہل اسلام پر طعن تشنیع کرکے اوسکو مطابق کردیا حالانکہ جو بات اوسکی
تہے کہ مورخ عیسائی مذہب اہل اسلام کو ناحق باطل قرار دیتا ہے اگر بنظر حالات مسلمین
اہل اسلام کے اوسکو ایسا خیال ہوا ہے تو افعال نامشروع و مخالف عقائد اسلام خود اسلام
سے بے علاقہ ہین مذہب وسکا نام نہین ہے مثلا اہل اسلام شراب کو حرام سمجہتے ہین
مگر شامت اعمال سے اوسکے مرتکب ہون تو مذہب اسلام کیون خدا کی مرضی کے خلاف
یا باطل قرار پائیگا قطع نظر اسکے جسقدر قول مورخ عیسائی کا نقل کیا ہے اوسمین ہرگز
حالات موجودہ جہالی اہل اسلام و فساق و فجار و مبتدع و فرق ضالہ سے بحث نہتی بلکہ
ذکر ہی تنہا حضرت نے خود ہی دین اسلام سے مطابقت کردی اور مذہب حق سے
شرمانے لگے اور اوسپر طرفہ یہ ہے کہ نام تک مورخ کا نہ لکہا اور نہ اوسکی کتاب کا حوالہ
دیا اور جب حضرت کو یہ خطرہ ہوا کہ لوگ مجکو بہی مجتہد سمجہکر ہمارے ہی اقوال سے تقلید ہماری
باطل اور باعث ضلالت ٹہرائینگے تو شیعہ امامیہ کے مذہب کی طرف رجوع لائے
اور ضرورت ایک مجتہد کی ہر عصر مین بیان کی اور پہر شاہ ولی اللہ صاحب کے قول سے
استدلال کو تمام کیا اگر اپنے اصول پر قائم تہے تو کسواسطے نص سے مسئلہ مذکورہ کو ثابت
نکیا اب مہربانی فرماکر جن لوگون کے اقوال کا حوالہ کتاب انتباہ مین ہے اونکی کتب ہی کی
عبارت نقل کرکے اپنا استخراج صحیح کردین جو جائی نص قطعی آوے جس حدیث کا ذکر ہوا اوس سے
صاف ضرورت اجتہاد مذکور نہین ہے نہ حضور کے [illegible] حدیث مفید یقین ہے
چونکہ شاہ ولی اللہ صاحب کی مدح تہذیب الاخلاق مین اکثر دیکہی جاتی ہے لہذا اونہین کی
تصنیف ازالۃ الخفا سے ہم ثابت کرتے ہین کہ شیطان کو خدا نے نوعیت اس قسم کی دی ہے
کہ وہ صورتین بہی بدل لیتا ہے اور خاصان بارگاہ ایزدی کو نظر ہی آجاتی ہین اسیواسطے

صلعم نے فرمایا ہے کہ شیطان اوسنے ہاتھ سے کہاتا ہے وغیر ذلک من الاحادیث عبارت
حجۃ اللہ البالغہ کی یہ ہے واعلم ان من قولہ صلعم ان الشیطان یاکل بشمالہ ونحو ذلک معنی نسبتہ بعض الافعال
الی الشیاطین علی ما فہمتہ ... تبارک وتعالی ان الشیاطین قد اقدرہا اللہ تعالی علی ان یتشکلوا فی بادی الرأی
ولابصارہم فی الیقظۃ باشکال تعطیہا امزجتہم واحوال طاریۃ علیہم فی وقت التشکل ومن تمام اصل الوجہ ان السیاطین یاکل
بالشمال اور کیا اسی نے گردن مروڑی مرغی کی باب مین اور طعام اہل کتاب کی بحث مین جناب
عالی کی تقریر نہ دیکھی ہوگی کہ کس کس قسم کے اقوال پر حلت کا فتوی دیا ہے حالانکہ یہ طریقہ
ہرگز دعوی کے مطابق نہین ہے اصل بات یہ ہے کہ جب کسی شخص کو مخالفت سواد اعظم
اور جمہور امت کی منظور ہوتی ہے تو وہ ہمیشہ اپنے واسطے اس قسم کے امور جائز کرلیا کرتا ہے
گر اکہین شاذ قول بے اصل بلا سند بہی بطور احتمال کے کسی عالم یا شاعر یا کم استعداد
شخص کا بہی ملجائے غنیمت سمجھکر افتخار کرنے لگتا ہے مگر جب طرف مقابل سے معارضہ واقع
ہوتا ہے تو اوتی بری منک پکارتا ہے دوم ہمارے جناب عالی کا طریقہ تحریر عجیب قسم کا واقع
ہوا ہے کہ پہلے ایک تمہید ایسی لکہتے ہین جس سے عوام بلکہ اوساط الناس کو گمان ہو کہ پابندی شرع
بہی اون رسوم آبائی مین داخل ہے جو نہایت خراب ہین اور جو شخص پکا پابند شریعت و
سنت کا ہو وہ بہی متعصب ہے مگر کسی کسی مقام پر گول گول ایسا فقرہ بہی لکہدیتے ہین جن سے
مفر باقی رہے تاکہ صاف کہدین کہ تم تو خلاف شرع امور کی توہین کرتے ہو اور متعصب
اوسکو سمجہتے ہین جو احکام خدا ورسول کا پابند نہو اور بدعت وشرک کے رواج پر کوشش کرے
پہر تو اہل اسلام مین یہ بحث ہونے لگتی ہے کہ جب کوئی رسم ناجائز صاف صاف حضرت اعلی
[illegible] ہین تو خدا جانے کیا فرماتے ہین کوئی سمجہتا ہے کہ فلاسفہ کی نیچرل "مواہب" کے سوا
سب امور کو مذموم ٹہراتے ہین کوئی کہتا ہے نہین نہی امور نامشروع کو برا سمجہاتے ہین
ایسی حالت مین وا اب تحریر سے بعید تہا کہ بالعموم طعن وتشنیع ہونے لگے اور ہر ایک بات کی
تصریح نکردی جاسے غرضکہ عجیب قسم کی عبارتین دیکہنے مین آتی ہین علی ہذا القیاس
پیری ومریدی پر در پردہ طنز وتعریض ہوتی ہے ایک عام لفظ اختیار کرکے ایسی تقریر کرتے
ہین کہ مرشدین طریقت مکار و دغاباز و بے ایمان وبندۂ درہم قرار پاوین اور کثرت عبادت

واذکار و اشغال و نوافل جو وصول الی اللہ کے ذریعے ہین عوام کی نظر ہین سُبک و بے وقعت بلکہ بدعت
ٹہر جاوین نگاہ دہین بہی جای گریز کر لیتے ہین کہ ہم تو ہمدردی قومی و اکتساب علوم جدیدہ کو ترجیح
دیتے ہین حالانکہ خود ہی سمجھتے ہین کہ اونکا کیا مقصود ہے کیا وہ صاف نہین کہہ سکتے جانتے ہین کہ فی زمانہ
ضرورت تحصیل علم جدیدہ کی بہت ہے جس طرح علم حکمت و منطق کی تحصیل ہوتی تہی اب علوم
جدیدہ کی ہونی چاہیے پہر بہی اپنے علوم دینی تفسیر و حدیث و فقہ و اصول و طریقہ ذکر و شغل و
وظائف و عبادات و اخلاق حسنہ کو مقدم سمجہنا چاہیے کہ نجات اخروی اوسپر منحصر ہے اور اعمال
صالحات سے غافل نہ رہنا چاہیے اور کوئی زمانہ بعض اشخاص متصوفہ بہی ہین نہ صوفیہ حقیقی
مگر بمقتضای تلون المؤمنین ہر شخص کے پوستین مین پڑنا کیا ضرور ہے شعر خاکساران جہان را
بحقارت منگر ٭ تو چہ دانی کہ درین گرد سواری باشد ٭ جو امر خلاف شرع ہو اوس سے پرہیز کرو
اور شرک و بدعت و فساد و عقائد سے بچو ہر شخص کے دہوکے مین بہی نہ آیا کرو کیونکہ بعض پرست
بہی دینداری کے پردہ مین ایسے امور سکہاتے ہین کہ اچہا خاصا ملحد و زندیق بنا دیتے ہین
بہر حال ایک عام اعتراض نکال رکہا ہے کہ اہل اسلام علوم جدیدہ ریاضی سے ناواقف
ہین لہذا جاہل اور جانور اور بد عقیدہ اور مکار اور وحشی اور ضال و مضل ہین غور کیجیے
کہ یہ طریقہ کس قسم کا ہے سوم تمام تالیفات مین بلفظ قانون فطرت و قانون قدرت و نیچر مسلمانون
کو اپنے مذہب نیچر کی طرف بلاتے ہین اور ہر ایک بات مین نیچر نیچر پکارتے ہین کبہی ارشاد ہوتا ہے
کہ یہ مسئلہ نیچر کے خلاف ہے کبہی حکم ہوتا ہے کہ نیچر کے چشمہ کو جاری کرو مگر اصول و فروع نیچرل
[illegible] کے صاف نہین لکہتے نہ بیان کرتے ہین کہ موجد و مقتدای نیچرل کے کون لوگ تھے
غرض اصل یہ ہے کہ اگر اصل حال صحیح صحیح نیچرل کا مسلمانون کو پہلے سے معلوم ہو جائیگا کہ
نیچرل [illegible] فلاسفہ کا مذہب ہے اور اکثر وہ لوگ دہریہ اور ملحد تہے اور بعض خدا کے منکر
اور بعض [illegible] کرتا ہے اور بعث و نشر و حساب و کتاب و عذاب و ثواب کے بہی منکر
تہے اور اون کے اقوال سراسر خلاف دین اسلام کے تھے تو تمام اہل اسلام سنتے ہی [illegible]
[illegible]
[illegible]

تعصب اور پیروی رسوم آبائی کی ہے بعدہ جب اس ایقاد وسوسہ سے فراغت پائی تو وقعت
وعظمت اقوال اہل یورپ کی اور اونکے ساتھ ارتباط پیدا کرنیکی اور اونکی وضع بنانے کی
تلقین شروع ہوئی تاکہ پابندی شریعت و اتباع سنت جو سد راہ ہے ٹوٹ جاوے اور شخص کو
رغبت ترقی دنیا و حب جاہ و حظ نفسانی و افتخار شرکت قومی اس قابل بناوے کہ آیندہ غرض
اصلی اتباع نیچر سے متنفر نہونے پاوے آخرکار وہ شبہہ بھی دل سے نکالا جاتا ہے جو کہ جنت
ونار و عذاب و ثواب خوف و رجا کا لگا ہوا ہے کبھی کیسی تقریر اوسکے نفی حقیقت مین منظور
کرکے چھپائی جاتی ہے کبھی در پردہ خود بھی اوسکی تائید ہو رہی ہے رفتہ رفتہ اہل اسلام اس
قابل کیے جاتے ہین کہ اپنے عقائد اسلامیہ و مسلمات و مقررات مذہبیہ و حقیقت معاد کی
احکام سے بیگانہ ہو جاوین اسکے بعد صرف ایمان خدا و رسول پر رہا جاتا تھا اوسکے باب مین
ارشاد ہوا کہ رسول بھی نیچرل اسٹ تھے اور عقل بھی ہر بات مین حاکم ہے اور خدا بھی ایک
علۃ العلل ہے اور واقعی وہ ہی بات ہے جو نیچرل سے ثابت ہوتی ہے اب مسلمان
جو آزادنش اور قیود شرعیہ سے بھاگنے والے تھے وہ تو بڑی خوش ہونے لگے کہ بارہ سو برس کے
بعد ایسا مذہب نکلا ہے کہ تخویف عذاب و خوف کفر و محرمات و منہیات کے احکام سے نجات
ملی اور عقل بھی ہر بات مین حاکم ہے جو ہمارا جی چاہے یا جسکو ہم سب لوگ متفق ہو کر
کمیٹی سے اچھا برا ٹھہراوین وہ ٹھیک ہے کہان کے ابوحنیفہ اور شافعی کہان کے عقائد
و فقہ و اصول و تفسیر و حدیث کیسی فتاوی اصل حاکم تو عقل ہی عقل ہے دیگر ہیچ بعض متوسطین
گھبرانے لگے ہین کہ نیچرل تھیالجی کیا چیز ہوگی جسکی مخالفت مین کتاب و سنت و اجماع امت
بھی بیکار ہے بعض علمای محققین حیرت مین گرفتار ہین کہ الٰہی یہ کیسا زمانہ آیا ہے اور اس کا کیا انجام
ہوگا شامت نفس سے ہزارون مسلمان خود ہی اتباع شریعت سے بے بہرہ ہوتے جاتے ہین
مگر اب تو دہریہ و ملحد و زندیق صاف صاف ہو جاینگے خدا کی پناہ مانگتے ہین اور بربادی اسلام سے
کانپ رہے ہین اور خدا سے دعا کرتے ہین کہ یا مقلب القلوب ہین اسلام قائم رہے کہین ہمارا
مذہب بھی برہم سمادہ کا سا نہو جاے آمین یا ارحم الراحمین ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت
خیر الفاتحین +

فائدہ جلیلہ

اب مجکو ضرور ہوا کہ جس نیچرل تہیالجی کے طرف ہمارے جناب نیچرل اسٹ دعوت کرتے ہین
اور تائید مذہب نیچریہ کی کر رہے ہین اور اوسکو ابہی صاف صاف کہنے کا موقع نہین پاتے ہین
ہم اوسکو کسی قدر بیان کردین واضح ہو کہ لفظ نیچر کا معانی متعددہ مین مستعمل ہے لغت انگریزی
کی کتب مین مجکو جسقدر معنی معلوم ہوے ذیل مین لکہتا ہون — مخلوق و کائنات علت
و معلول علت اول سلسلۃ العلل خالق علت [illegible] جسکو دنیا پر مالک سمجہتے ہین قوت و خواص اشیاء
مادہ وجود اشیاء طبائع اشیاء قواعد انتظام عالم دستورات عالم و عالم دستور پیدائش و
قدرت خواص انتظام عالم واقعیت و حقیقت اشیاء خواہش قلبی اصلی مادہ اشیاء
ہیئت مجموعی ترکیب موالید ثلاثہ اقتضای قوای حیوانات طریقہ و انداز حالات و حرکا
و تاثیرات موجودات علم طبعی اور اسی لفظ سے الفاظ ذیل مشتق ہین نیچرل یعنے
مسائل علم طبعی نیچرل اسٹ پیروی کرنیوالا نیچر کا نیچرل تہیالجی علم طبعی متعلق مذہب —
نیچرازم یعنی مذہبی مسائل علم طبعی وغیر ذلک من المشتقات فلاسفہ متقدمین و متاخرین کا
اصلی طریقہ تہا پابندی قواعد نیچر کی اور اونمین اکثر کا یہ عقیدہ تہا کہ عالم ازلی و ابدی ہے گو
اوسکے تشخصات بدلتے رہین مگر نوعیت اوسکی اور مادہ وجود قابل فنا نہین ہے بلکہ ازلی
و ابدی ہے اور قاعدہ انتظام عالم و خواص اشیاء و دستور مستمرہ عالم کے خلاف ہونا ممکن
نہین ہے اور چونکہ حاصل کرنا علم خواص اشیاء و مادہ وجود اشیاء و انتظام تمام عالم و حقیقت
موجودات کا منحصر تہا عقول انسانی پر لہذا ہر ایک حکیم فیلسوف اپنے اپنے اقوال و عقائد مین
اپنی رای کا پابند ہوا اور اختلافات کثیرہ اونمین پیدا ہوے جیسا کہ دستور اختلاف آرای انسانکا
ہے اسی واسطے بعض فلاسفہ وجود واجب الوجود سے انکار کرکے عالم کو ازلی و ابدی و غیر
مخلوق مانتے تہے بعضے کہتے تہے کہ ابتدای عالم صحیح ہے اور اوسکی ہدایت ایک علت
اول سے ہے اوسکو چاہو جس نام سے تعبیر کرو خواہ خالق کہو خواہ علت العلل و علت تامہ و علت
اولی سمجہو لاکن اوس علت اول سے سوای صادر ہونے معلول واحد کے اور معلول اول ہے
اشتقاق ہونے علت آخری کی اور اسی طرح ہر ایک معلول و علت کے ظہور مین اونکی اور کوئی

تخلیق کسی علت کی علت العلل کی نسبت تسلیم نہین کرتے تھے تمام عالم سے علت العلل کو
تعلق تخلیق کا بالواسطہ سمجھتے تھے نہ استقلالاً بلا واسطہ ایسا کہ وہ ہر شے اور ہر جزو عالم کا خود خالق
ہو اور علت ہر معلول کی سمجھی جاے پس ایک ہی معلول اول کی علت اول خالق کو جانتی تھی
اور عالم کو لم یزل ولا یزال ٹھہراتی تھی اور انتظام عالم کے خلاف ہونا کسی وقت مین تسلیم نہین
کرتی تھی اور فلاسفہ مذکورین نے روح کی باب مین اقوال شتی بیان کیے ہین اکثر ونکا یہ قول تھا
کہ روح مادی اور فانی ہے بعضے متردد فیہ تھے اسقدر کہتے تھے کہ بعد مرنے کچھ نہ کچھ انسان کے
واسطے باقی رہ جاتا ہوگا بعضے کہتے تھے کہ دلائل فنا اور بقای روح کی قابل جزم و یقین نہ
ہین مگر فنا ہوجانا تمام عالم کا اور قیامت ہونی اور بعث و نشر و حشر اجساد و حساب و کتاب
عذاب ثواب کا عقیدہ نہین رکھتی تھی اور بعضے تناسخ کے قائل تھے مگر یہ نہین جانتے تھے کہ کس جانور کا
جسم بعد مرنے کے ملیگا اور وحی والہام و معجزات انبیا علیہم السلام پر یقین لانا خلاف قانون فطرت
و انتظام عالم تہا لہذا اونکا اعتقاد اس قسم کے امور پر پایا نہین جاتا اکثر ونکا یہ قول تہا کہ جو چیز انسان کے
حق مین واسطے تفریح طبع و حظ نفسانی کے اور بقای قوت جسمانی کے عقلاً مفید ہے وہ ضرور مہیا
کرنی چاہیے اور جو کچھ عقلاً مضر ہو اوس سے پرہیز کرنا چاہیے یہی قاعدہ گویا اونکی شریعت سمجھنی
چاہیے اور چونکہ حسن و قبح افعال کا مدار ٹھہرا عقل انسانی پر تھا اور تمام عقلا کا اجماع ہر شے کے
حسن و قبح پر محالات عادیہ مین سے ہے لہذا آپس مین اختلافات کثیرہ واقع ہوے بعض نے کہا
کہ زنا کرنا عند الضرورت جائز بلکہ ضروری ہے بعض کا یہ قول ہوا کہ تمام قوای جسمانی کا جو کچھ اقتضا
ہے وہ پورا کرنا چاہیے کسی قوت کا ضعیف کرنا نچاہیے لہذا جو کچھ جبلّ انسان کی طبیعت چاہی
وہ ہی کرنا ضرور ہے اسی واسطے تمام امور نفس پروری مین مبتلا رہتے تھے اور چونکہ پابندی الٰہی کی
احکام اور انبیا کے اتباع سے محروم تھے لہذا بت پرستی اور افعال ذمیمہ سے اجتناب نکرتے
تھے اور بعض اس قسم کے تھے کہ واسطے انکشاف اسرار نیچر کے ضرورت الہام کی سمجھتے تھے
اور خود بہی منتظر الہام کی رہتی تھی اور جب یہ حال اونکا تھا تو حکماء عیسائی بہی اوس ملت
نیچریہ کے باب مین دو قسم ہوگی بعضے ملی جلی تقریر کرنے لگے اور ملت نیچریہ کو نہایت عمدہ سمجھکر کہنے
لگے کہ واسطے انکشاف اسرار نیچر کے خود خدا نے مجسم ہوکر مسیح کے جسم مین ظہور کیا اور مسیح کا

مصلوب ہونا ذریعہ نجات کا ہوگیا اب بتاع شریعت موسوی کا نباہ ضرور نہ رہا روحانی بہت
باقی رہ گئی ہے اور واسطے معرفت ذات خدا کے نیچر نہایت عمدہ ہدایت کرتی ہے دوسرے
قسم کے عیسائی کہنے لگے کہ یہ ملت نیچریہ مخالف ہے شرائع والہام واحکام انبیا کے اور فلاسفہ
کے حالات کا کتب نیچرل سے استدراک کرکے اونکی الحاد و زندقت وکفریات سے نفرت
کرنے لگے اور اونکے حالات کو اپنی کتب مین نقل کرکے یہ ثابت کیا کہ انسان تعلیم الہی کا محتاج
ہے اور الہام و وحی اور بعثت انبیا کی ضرورت ہے مجرد نیچر سے کوئی انسان نجات حاصل
نہین کر سکتا ہے الغرض عیسائی فلاسفہ بہی مختلف طور کی تقریرین لکھتے ہین رفتہ رفتہ یہانتک
نیچر کے مذہب نے یوروپ مین زور پکڑا ہے کہ فی زماننا شمار لاکہہ اہل یوروپ جنمین خاص انگلنڈ
کے چیاسی ہزار اور خاص شہر لندن کے چالیس ہزار آدمی ہین اس بات پر متفق ہوگئے ہین
کہ خدا کوئی نہین ہے اور ہر قسم کی عبادت اور رسوم آبائی کو ترک کرنا چاہیے اور نتایج حلمیہ
وقواعد عقلیہ پر عقیدہ رکہنا چاہیے اور واسطے حاجت روائی شہوات نفسانی کے نکاح کی
بہی قید نہین ہے مذاہب کی پابندی سے ذہن کند ہوتا ہے اور وہ لوگ بادشاہ یا کسی حاکم
کا اتباع بہی برا جانتے ہین الحاصل جب سے ہمارے جناب نیچرل اسٹ لندن کو تشریف
لیگئے اور اشخاص مذکورہ کی دوستی مین نیچر کی طرف رجوع لائے تب سے ہندوستان مین
آکر وہی منصوبہ باندہا ہے کہ رفتہ رفتہ مسلمانون کو بہی ویسا ہی بنادین لیکن اگر پہلے ہی
صاف صاف فرمانے لگتے تو بڑا مطلب فوت ہوجاتا کیونکہ دفعۃً واحدۃً مقررات ومسلمات
مذہبی سے تمام اہل اسلام کا منحرف ہوجانا مشکل تہا لہذا آپ ہی خدا کو علت اول اور رسول کو نیچرل
اسٹ ماننے جاتے ہین باقی اتباع احکام شریعت کو پابندی رسوم آبائی وتعصب قرار دیتے ہین
اور علم اصول وتفسیر وحدیث وفقہ وتقلید واعتماد اقوال علماء دین وزہد وعبادت وغیرہ کا ابہی
سے استیصال کرتے جاتے ہین اور اپنے نام سے خواہ غیرون کے نام سے اس قسم کی تقریرین
لکہواتے ہین جنمین احکام اخروی وحقیقت معاد وجنت ونار وغیرہ سب باطل ٹہہر جاوین
اس مسئلہ کو خیال کیجیے کہ لوتہر نے بڑا عمدہ کام کیا کہ دین کو سنبہالا اور ایدلیس نے نہایت مفید
کام جاری کیا ہم بہی وہی کر رہے ہین حالانکہ لوتہر وہ شخص ہے جسنے دین پر دشمنت

بجای رومن کتھلک کے جاری کرنے مین کوشش کی تھی اور ایڈیسن صرف ایک منشی اور نثار آدمی ہے اوسکی تحریرات صرف واسطے زبان دانی انگریزی کی پڑہائی جاتی ہین نہ وہ محقق مسلم الثبوت امر دین مین ہے نہ بڑا حکیم فیلسوف ہے ہان نیچرل کا مداح ہے وہ بھی ساتھ اعتقاد تثلیث کے اوسکی تقریرات وتحریرات سے ہرگز کوئی ہدایت اتباع احکام انبیا کی دربات توحید ونجات اخروی وامور معادی کی نسبت توحید کی پائی نہین جاتی انٹرنس پاس کرنیواسطے لڑکون کو فن انشا سکہانے کے واسطے اوسکے اسپکٹیٹر پڑہائی جاتی ہے وکیہہ فرض کیا کہ اپنے اخبار مین ہر قسم کے توہمات وخیالات لکہتا ہے مگر کس کام کے ہین تہذیب اخبار نویس کیا کیا کچھہ نہین لکہا کرتے ہین غالبًا ایڈیسن ثانی کہنے سے حضور والا اسی واسطے خوش ہوتے ہین کہ تہذیب الاخلاق اور ایڈیسن کے اخبار کا مضمون واحد ہے اور لوتہر ثانی قرار پانیکا اسی واسطے افتخار ہے کہ جس طرح لوتہر نے بنیاد مذہب پروٹسٹنٹ قائم کردیا حضور بھی حالت موجودہ اسلام کو مثل رومن کتھلک کے سمجہکر ملت نیچریہ اہل اسلام کو قائم کیا چاہتے ہین مگر ہملوگ خدا سے امید رکہتے ہین کہ ہمارا دین اسلام جسطرح فلاسفہ قدیم کے الزام سے محفوظ رہا اور معتزلہ وغیرہ فرق ضالہ سے نقصان نہ پہونچا اب بہی غالب اور قائم ہی رہیگا جدید فلاسفہ نیچرل اسٹ کے خرافات کا بیان محض تضیع اوقات ہے ہم مسلمانون کو اونکی تباع سے کیا غرض ہے نہ وہ ہمارے مقتدا ہین کہ اونکی جرح وتعدیل سے بحث کیجای اور وہ ہمارے اصول مذہب کے موافق ہین کہ اونکی ملت نیچریہ ہماری انکار مین کچھہ حیثیت رکہتی مگر مجبوری ہے کہ ہمارے جناب فلسفت مآب ہر مسئلہ شرعیہ مین بجز نیچر کے سوا کچھہ بھی نہین کہتے لہذا بعض کتب سے بقدر ضرورت تہوڑا سا حال فیلسوفان نیچرل اسٹ کا لکہنا پڑا اسٹاروصاحب کا کلام مندرجہ کتاب ایڈوانسڈ ریڈر یہی کہ مذہب نیچر اپنے بعض شکلون مین اکثر تربیت یافتہ لوگون کو مرغوب ہے مگر وجوہ ذیل سے واضح ہوگا کہ بہ تقویت مذہب حقیقی کے نیچر سے پرہیز کرنا مناسب ہے یہ مذہب طبعی اس لائق نہین ہے کہ آدمی کو نیک پاک اور بناسکے فلاسفہ قدیم وجدید کی مکاری اور دروغگوئی اور نفس پروری اور ردالت اور ضعف ایمان وعادات وخصائل اگر بیان کیے جاوین تو اونکو زیادہ تر باعث بنیاد شکنی مذہب

بڑے حکیم اور عقلمند غیر اقوام کی ہمیشہ انسان کی جہالت کی معرفت اور خدا کی تعلیم کے محتاج ہوے ہین
کیا یہ ثبوت کافی نہین ہے کہ اکثر عقلا مذہب نیچر کی ناواقفیت کے معترف رہے ہین اور کیا فی حد ذاتہ
خود نیچر بالبداہت باطل نہین ہے وہ اسقدر سوالات کے جواب مین عاجز ہے کہ خدا کون ہے
اور خدا کو مخلوق کے ساتھ کیا اور کس قدر تعلق ہے اور عالم کب اور کیونکر بنا اور انسان کیونکر
پیدا ہوا اور اسکی ہدایت کب ہوئی ہے انسان کی فنا اور بقا کا کیا حال ہے یہ مذہب نیچر زمانہ
اخروی کی نسبت سخت تاریکی مین چھوڑتا ہے یہ نہین بتا سکتا کہ گناہ کیا ہے اور کیونکر معاف
ہو سکتا ہے اور انسان کس طرح خدا کے نزدیک راست باز ہو سکتا ہے اور انسان کی بھلائی
کس بات مین ہے اور اسکی وجہ کیا ہے یہ مضطرب کمزور تحقیق کرنے والون کی
رہنمائی کے لیے کوئی قاعدہ نہین رکھتا ان سوالون کے جواب ہمیشہ غیر مقرر اور مختلف
ہوتے رہے ہین جیسے کہ ایک شہر عظیم کی ہل چل آوازین شہر سے اوپر کو جاتی ہین لیکن ایسی حالت مین
کہ آفتاب کلام الٰہی کا آسمان پر تابان موجود ہے انسان کو کیا ضرور ہے کہ عقل اور نیچر کی کمزور رہنمائی
کی پیروی کیا کرے آپ ہی محتاج و مضطر اور متحیر ہوا اور آفتاب کو ان صاحب نظر نہ کرین تو اسکی حیرت ضرور ہے
افسوس صد افسوس کہ نیچریا خاص خاص ضروری سوالون کے جواب دینے مین بالکل عاجز ہین وہ نہیں سمجھتے
نہین جانتے کہ نجات کیسے کہتے ہین کیونکر مل سکتی ہے اور کسکو اسکی ضرورت ہے اور
کیا ہے اور حشر اور نشر اور نجات کا نام ہے اگر کہا جاوے کہ ہر زمانہ مین عقلا ہوتے رہے ہین لیکن
نہین کسی نے خدا کی ہستی کا اقرار کیا ہوگا اور اپنے مذہب کی بھلائی اور مذہب نیچر کے
بطلان کا بھی اقرار کیا ہو سقراط اور افلاطون جیسے فیلسوف تھے الہام ربانی کے محتاج تھے اور
کہتے تھے کہ کوئی ترکیب انسانی ایسی نہین ہے جو اوسکے اخلاق کی اصلاح کر سکتی وہ امید
رکھتی تھی کہ خدا سے ضرور کوئی الہام ہوگا جس سے یہ تاریکی دور ہو جاوے گی گو ہماری عقل
علت اول کو ثابت کر سکتی ہے تاہم دھندلی روشنی اوسکی مشیت اور ارادونکو جو ہر ایک
کام مین مخفی ہے جسکا سمجھنا انسانی عقل سے فلسفہ و انتظام عالم سے معلوم ہوتا ہے بالکل ناکافی
ہے ۔ اگر زمانہ سلف کے فیلسوفون کی تحریر کو ملاحظہ کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ نہ وہ صرف ضروری
دقائق مذہبی سے ناآشنا تھے بلکہ ضروریات مین اختلافات نا تمام ہی پھیلی ہوئی تھی بعض کی

تعلیم اور مسائل ایسے تھے جنکی پیروی سے نیا گناہ عظیم سے بہر حال کوئی خدا کی ہستی کا قائل تھا
کوئی منکر تھا کوئی بہت سے خدا مانتا تھا جسکو ہوائی یا آبی یا خاکی یا ناری قرار دیتا تھا کوئی خدا کو
جسمانی او مادی کہتا تھا اور اوسکو جوہر کے ساتھ ایک علاقہ لابدی مین گرفتار سمجھتا تھا اور خدا کو
تابع ایک غیر متغیر قاعدہ تقدیر کا سمجھتا تھا اور چونکہ ہر ایک ملک کے خاص خاص معبود ہوا کرتے تھے
فیلسوف ظاہر اسلطنت کے مذاہب کی پابندی کیا کرتے تھے اور آدمی انکی پیروی کرتے تھے
دستور آبائی کو سرگرمی سے انجام دیتے تھے اور بت خانون مین عبادت کو جاتے تھے نیچر سے
علم پیدائش خلقت کا صحیح دریافت ہونا دشوار ہے اور اس امر کا خیال کہ ایک ایسی طاقت ہے
جو سب کی نسبت اور چیز سے ناچیز کر سکتی بعید از قیاس ہے یہی وجہ ہے کہ بعض فیلسوف دنیا کو
قدیم لایزال قرار دیتے تھے بعض اوسکی پیدائش کی وجہ ذرون کا اتفاقیہ یکجا جمع ہو جانا بتلاتے
تھے اور بعض جو عالم کی ہدایت کے قائل تھے وہ نہین جانتے تھے کہ یہ کیونکر اپنی اس حالت اور خوبی
موجودہ کو پہنچا ہے فیلسوف نہین جانتے تھے کہ برائی کی ابتدا کیونکر ہوئی اور کیا وجہ اوسکی
ہوئی وہ نہین جانتے تھے کہ خدا مین اور انسان مین کیونکر ارتباط پیدا ہو سکتا ہے گناہ سے
بچنے کی کوئی ترکیب جو انکے پاس نہ تھی اور نہین جانتے تھے کہ خدا کس طرح راضی ہوتا ہے
اور اوسکا غضب کیونکر فرو ہو سکتا ہے بعض فیلسوف اپنے تئین معبودون کے برابر ٹھہراتے
تھے انسانی ... معبودون کی لیاقت حاصل ہو سکتی ہے ... کہتا ہے کہ فلاسفہ کی
رای اسقدر مختلف ہے کہ اوسکا شمار دشوار ہے مختصر یہ ہے کہ ایک فرقہ کہتا تھا کہ نیکی ہی خاص
بھلائی ہے اور خود اپنی اجر ہے دوسرا فرقہ کہتا تھا کہ حالت عیش مین نیکی کرنا جائز نہین ہے
بلکہ دنیا کی عمدہ چیزون کو انسان کی خوشی کی بنا سمجھتا تھا تیسرا فرقہ رنج و درد سے آزاد رہنے کو خوشی
کہتا تھا جب ونکا ایک ایسے امر مین یہ اختلاف ہے تو تمام قواعد زیست انسانی کے متعلق
اختلافات کسقدر ہونگے ۔ بقای روح کی نسبت فلاسفہ کا خیال بالکل تاریک و
بے بنیاد تھا ارسطاطالیس کی پیرو روح کا بعد موت کے قایم رہنا نہین ٹھہراتے ہین اور
بہت سے فیلسوف کی بھی ایسی ہی رای معلوم ہوتی ہے ایپیکیورس کی نسبت بالکل خاموش
ہے اور جنہون نے اسکی نسبت کچھ کہا ہے نہایت مشکوک ہے جیسے سقراط نے تھوڑی دور

قبل اپنی وفات کے اپنے دوستون سے کہا مین امید رکہتا ہون کہ مین پہنچونگا پاس جاونگا
اور اپنے حاکمون کے پاس جو سراسر نیک ہین مگر یہ امر یقینا نہین کہہ سکتا اگر اعتقاد کرنا ایسی
امور پر جائز ہو تو اعتقاد رکہتا ہون امید کرتا ہون کہ کسی قدر اونکی لیے باقی ہے جو مر گئے ہین اور جو نیک
کے لیے مفید اور بد کے لیے مضر ہی ممکن ہے کہ میری راے غلط ہو مگر اس امید سے تا زیست
مجہکو کم بیقراری رہی اور میری خطا میری زیست ہی کے ساتہ طے ہو جاویگی سیسرو کی تحقیقات
بقای روح کی نسبت بہت فیلسوفون سے زائد ہے پہر بہی جب وہ قیام روح کی نسبت
رائین پیش کر چکا تو کہا کہ خدا جانے کہ انمین سے کون سچ ہے اور یہ ایک بڑا سوال ہے کہ انمین
سے کون عمدہ ہے وہ ہمیشہ کہا کرتا تہا کہ جب تک مین بقای روح کی نسبت دلائل
پڑہا کرتا ہون تب تک میری دلچسپی رہتی ہے لیکن جب چہوڑتا ہون اور دل مین سوچتا ہون
تو سارا ثبوت ذہن سے جاتا رہتا ہے پس جب فیلسوف لوگ بقای روح کی
نسبت اسقدر شبہہ اور مشکوک ہین تو انکی راے سزا و جزا کی نسبت کیونکر صاف ہو سکتی ہے
وہ خالص شہوات نفسانی کی پیروی کرنی سکہاتے تہے ارسطو حکیمون کے
واسطے چوری اور زنا کرنا بوقت ضرورت کے جائز ٹہرایا تہا مسٹر بلونٹ جو سترہوین صدی کے
اخیر مین تہا خدا کو مانتا تہا مگر دنیا کو ازلی و ابدی قرار دیتا تہا خدا کی عبادت اور دعا مانگنا
خدا سے ضروری نہین سمجہتا تہا بقای روح کا قائل تہا مگر اوسکو مادی جانتا تہا جو کہ سراسر
ناممکن ہے مسٹر کالنس جو اوسی صدی کے اخیر مین تہا اور جسنے بہت سے اعتراض
الہام پر شہرہ کیے ہین کہتا ہے کہ انسان صرف ایک کل ہے اور روح فانی اور مادی
ہے اور انبیا تو تقدیر کا حال بیان کیا کرتے ہین لارڈ ہربرٹ تمام الہامی مذاہب کو بنیاد
قرار دیتا ہے مسٹر ہابس کہتا ہے کہ کتاب انجیل خدا کا کلام تو ہے مگر اسپر دعوی کرنا بیہودہ
ہی اور جائز ہے کہ کوئی شخص مجسٹریٹ کے سامنے اپنے اعتقاد کا انکار کرے خدا ہے
مگر جو شے مادی ہو وہ کچہ قابل اعتبار نہین ارل اف شفسبری کہتا ہے کہ نجات ایک نہ شے
کی بات ہے اور الہام بہی الہامی ہے مذہب کو ماننا چاہیے اگر حاکم اوسکو قائم کرے
ڈاکٹر تنڈل کہتا ہے کہ مذہب نیچر ایسا صاف و عمدہ ہے کہ خدا بہی اس سے زیادہ صاف

نہین کرسکتا ہے مذہب نیچر کی تحقیق بہت لوگون کو نہین ہوتی جیسے خدا کی نہین ہوئی
ڈاکٹر بارگن جو ہم عصر ڈاکٹر ٹنڈل کہتا ہی کہ ممکن ہے خدا الہام کرے مگر ثابت نہین
ہے کہ خدا نے الہام سے اپنی مرضی ظاہر کی ہو لہذا ہمکو نہین چاہیے
کہ کسی بات کو بذریعہ الہام کے تسلیم کرین اسٹرجیب کہتا ہی کہ خدا دنیاوی کامون مین
دست اندازی نہین کرتا ہے نہ اوسکو دنیاوی نیکی و بدی سے کچھ تعلق ہے اور روح فانی
اور مادی ہے انسان اپنے چال چلن کا جوابدہ ہے مگر خدا کا نہیں اور نہ کسی خدا کا جوابدہ
نہین ہے ہر ایک مذہب یکسان ہے اس امر کی تلاش مت کرو کہ کون مذہب قابل قبول
ہے خدا کی رزاقی کا امیدوار رہنا چاہیے اور فقط یہ ہی رہنا فرض نہین ہے لارڈ بالنگ
بروک لعہ بہت سے لغویات کے کہتا ہے کہ روح فانی اور مادی ہے مذہب نیچر خود غرضی
ہے مگر بہت لوگ اس سے لاعلم رہ گئے ہین اور کہتا ہے کہ تہذیب کا اصول اپنے جی کو
خوش کرنا ہے ہر قسم کی امنگ اور قوی اور نفس پروری اور لالچ اور ہوس سے آسودہ
ہونا چاہیے اگر محفوظی کے ساتھ آسودگی ممکن ہو اور خاکساری کا بیہودگی ہے اور انسان
صرف دنیا ہی تک ہے غرض ہماری فطرت کی صرف خواہشات و میلان طبعی کا پورا کرنا ہے
کثرت ازدواج قانون فطرت و مذہب نیچر کا ایک خاص جزو ہے اور زنا بھی کہ قانون
فطرت کے خلاف نہین ہے [illegible] سے علت اولی
مین کسی قسم کا گناہ نہین خیال علت اولی ... کا ایک شک کی بات ہے ورنہ تجربہ
ہرگز ایسا ثابت نہین ہوتا ہے ہم لوگ ایسا خیال نہین کرسکتے ہین کہ سب کا سب ایک وقت مین پیدا
ہو تو پھر ویسا ہی ہوا کرے خلقت کے طریقہ سے ... علت اولی کا قائم کرنا بے فائدہ ہے
بلکہ ناممکن ہے عقل قبول نہین کرتی کہ دنیا کسی علت سے پیدا ہوتی ہے کوئی تقریر ایسی مضبوط
نہین ہے کہ خدا کی ہستی کو ثابت کرے نفس کشی اور عاجزی نیکی مین داخل نہین ہے
بلکہ قوت مدرکہ کو کمزور کرنے والی ہے غرور اور دانائی اور فصاحت اور صفائی اور استعمال
قوای جسمانی کا نیکی ہین زنا کرنا بہ اعتدال بہت ضروری ہے اگر زنا کثرت سے انجام
ہو جاوی تو برا نہین معلوم ہوگا اور زنا اگر خفیہ کیا جاوے تو رفتہ رفتہ اوسکی گناہ اور برائی کا خیال

جاتا رہیگا اسی زمانہ مین ڈالٹر اور ڈایڈی راٹ اور دی البرٹ اور فریڈرک وغیرہ بہت سے
تہے ان لوگون کی باہمی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر متصوف اور بباطن ملحد تہے گو
خدا کا ذکر کرتے تہے مگر اکثر دل لگی اور مضحکہ مین خدا کو علت اول بتاتی تہی مگر عالم سے بے علاقہ
جانتی تہی روح کو مادی سمجہتے تہے اور بعد مرنیکے انسان کو معدوم مطلق جانتے تہے اور قیامت
اور سزا و جزا کے قایل نہ تہے والٹر ہلوٹیس شہوات نفسانی کا آسودہ کرنا ضروری سمجہتا تہا اور
زنا کرنا بنظر انتظام نیچر کے جائز سمجہتا تہا اور کہتا تہا کہ انسان اگرچہ اوسکو گناہ سمجہتا ہے مگر بعض
وقت ضروری اور مفید ہے روسو بہی اس کہتا ہے کہ جو کام تم کرو سوچو کہ تمہاری طبیعت
اوسکو اچہا سمجہتی ہے تو بہتر ہے برا سمجہتی ہے تو برا ہے ہر فعل کے حسن و قبح کو عقلی ٹہہراتا
تہا انتہی مختصراً منتخبًا و محصلاً البطولہ اور کتاب نیچرل تہیالوجی مولفہ ڈاکٹر پامر صاحب مین
بحوالہ ڈالکس نیچرل تہیولوجی بعض نیچرلسٹ کا یہ قول لکہا ہے کہ جہانتک ہمکو اپنے علم و تجربہ
ہوا اوس سے یہ یقین کر سکتے ہین کہ مادہ و ترتیب و اصل انتظام عالم مین بہی ویسا ہی انتظام
ہو سکتا جو ایک ہستی اور عقلی خدا سے ہو سکتا ہے یہ بات سوچنی کچہ زیادہ مشکل نہین ہے
کہ عناصر کی ترکیب خفیہ طور پر خود ترتیب انتظام عالم کو پیدا کر سکتی ہے بہ نسبت اس اشکال
کے کہ واجب الوجود کو ترتیب و انتظام عالم کا سبب بطریق نامعلوم مان لیا جاوے بلکہ وہ زیادہ
بات کو مان لینا از روی قیاس کے برابر درجہ رکہتا ہے اگر یہ مادی عالم قیاسی ذہنی علت
کی علم پر منحصر ہو تو اوسکا بہی ایک سلسلہ اسباب و عالم ذہنی بنانا پڑیگا اور اسی طرح الی غیر النہایہ
تسلیم کرنا ہوگا اس سے یہی بہتر ہے کہ اس مادی عالم کے باہر قدم کو نہ دہرا او جب ہم
یہ سوچ لینگے کہ ترتیب انتظام کا مادہ اسی عالم مین موجود ہے فی الحقیقت ہم اپنے عالم
کو خالق قرار دینگے اتنی دور جانا کہ علت ہوتے ہوتے ایک علت العلل تک پہنچو کیا
ضرور ہے اس سے قریب تر یہ ہے کہ پہلے ہی عالم کو اصلی علت مان لیا جاوی کہ جب ہم
اس ازلی عالم سے آگے قدم رکہو گے تو تمکو استدلال کا ایسا شوق پیدا ہوگا جو کبہی ختم نہو
خیالات متفرق و اصول جداگانہ دلائل کا واسطے اثبات خدا کے پیش کرنا ایک بے
معنی اور مبہم بات ہے اور قابل قبول نہین ہے یہ کیون نہ مان لیا جاوے کہ اس مادی

جہان کی ترتیب مخصوص کی ایسی ہی جو خود بخود منتظم ہو جاتی ہے جیسا عالم کے وجود کے واسطے اثبات کسی علت کا ضرور ہے ویسا ہی علۃ العلل کیواسطے بھی ہے اور اگر دونوں کی ترتیب مساوی ہے تو علت بھی مساوی ہو سکتی ہے انتہی محصلاً اس تقریر پر مصنف کتاب مذکور نے جو اپنی رائے لکھی ہے اوسکا حاصل تقریر یہ ہے کہ جہان کی ہدایت معلوم ہے لہذا اوسکے واسطے علت اول درکار ہے مگر خدا کی ہدایت نہیں ہے تیرہ باب نقائص و فوائد نیچرل ایجن مین لکھتا ہے کہ اس عالم سے جسقدر صفات خدا کی ہم پا سکتے ہین یہی ہین کہ وہ ازلی اور حاضر و ناظر اور واحد اور قادر اور دانا ہے مگر اسکو سوا یہ نہین پا سکتے ہین کہ وہ پاک اور عمدہ بھی ہے نہ اوسکا رحیم ہونا پاتے ہین نہ کسی دوسری صفت کا ثبوت ہے کیونکہ عالم مین صرف مفید اشیا ہی نہین ہین بلکہ تکلیف و ضرر کی بھی ترکیب عالم مین موجود ہے جس سے کہہ سکتے ہین کہ حکیم مطلق ہے مگر حکمت نیکی کی طرف رجوع نہین ہے مثلاً سانپ کے منہ مین زہر یا دانت ہے کہ مقصود اوسکا نیکی سے بھرا ہوا نہین ہو سکتا تو عالم کی ترتیب سے خدا کی یاد ہو سکتی ہے مگر یہ کہا جائیگا کہ یا تو وہ رحیم ہے یا تو ظالم ہے پاک یا ناپاک ہے صفت عدل کی ہم ٹھیک نہین پاتے ہین آدمی کی ترتیب اور سلسلہ اور حالات سے ہم کسی قدر خدا کا عادل اور پاک ہونا خیال ہوتا ہے مگر نہ ایسا کامل جیسا کہ چاہیئے بعض نیچرل اسٹ نے اس بات مین کوشش کی ہے کہ خلقت کی بھلائی اور بھلائی کو تو لے تو بھلائی کا پلہ گران ہوگا اور وہ لوگ علم حساب کو بھی دخل دیتے ہین تاکہ خدا کا رحیم اور مہربان ہونا دکھادین مگر حلیک اوسکا فیصلہ نہین کر سکتے کیونکہ ہم کچھ نہین پاتے ہین اس خلقت سے کہ خدا عادل اور نیک سچا ہے اور نیکی کا پلہ بھاری ہے تا بھی قابل قبول نہین ہے علاوہ اسکے یہ بھی مشکوک ہے کہ نیکی زیادہ ہے یا بدی بعض لوگ یہ دلیل لاتے ہین کہ انسان زندگی کی خواہش کرتا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نیکی زیادہ ہے مگر یہ دلیل غیر کافی ہے بلکہ خواہش زندگانی کی بخوف تکلیف موت کی ہو سکتی ہے الخ بطولہ محصلاً قدر الضرورۃ الغرض فلاسفہ نیچر اسٹ کے توہمات کا کہانتک بیان کیا جاوے زمانہ جو کیفیت ہے وہ سن لیجیے کہ تہذیب یافتہ تو مؤلفین ایسے ہی خیالات عقلیہ و تجربہ سے کہان تک الحاد و زندقیت کی نوبت پہونچی ہے شیخ محمد کاظم رزین صاحب

صاحب ممدوح پالیمنٹ نے جو حال بیان فرمایا ہے اور ہندو پیٹریٹ مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۸۶۸ء کے
کالم میں نقل کیا ہے اوسکا مضمون یہ ہے کہ ہم بہت متعجب ہوتے ہیں اس حال سے کہ ایک
بڑا گروہ بے پیشہ لوگ اہل یورپ میں خصوصاً انگلستان کے چھ ہزار اور خاص لندن کے چالیس ہزار
آدمی ہیں اس بات پر متفق ہو گئے ہیں کہ خدا کا انکار کرتے ہیں اور ہر طرح کی عبادت اور رسوم
آبائی کو ترک کرتے ہیں اور سچائی حقائق کے نتائج علمیہ کو اور بجائے قانون خدا کے
قانون عقل و نیچری کو قائم کرتے ہیں اور ازدواج و سلطنت کے منکر ہیں اونکے اصول میں حقوق
مروت و محبت نہیں ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ [illegible] ہم مذہب کو نہیں مانتے ہیں کیونکہ مذہب ہمارے
دشمنوں کو [illegible] الخ [illegible] اہل اسلام تمام فقرہ میں تہذیب الاخلاق
کی [illegible] کے جو اقوال اون لوگوں کے بیان ہوتے ہیں وہ بھی تعلیم یافتہ ہم لوگوں کو
جناب نیچریان [illegible] کرتے ہیں [illegible] رسوم آبائی و مذہب کے اصول و فروع کو
[illegible] کہ مذہب اسلام [illegible] داخل حماقت ٹھیرایا اور [illegible] یقین
[illegible] مذہب [illegible] اوسکو قبول کرنا واجب ہے
اجماع امت [illegible] اہل اسلام کا اجماع بھی غیر ضروری ٹھیرایا حدیث صحاح ستہ بھی جس اصول
سے [illegible] اوس اصول کو محض ناقابل وثوق قرار دیا مانتا خواہ مخواہ کسی عدالت کا
عقل پر [illegible] اصول [illegible] پابندی [illegible] کے واسطے اخذ معانی حدیث و قرآن سے
سب [illegible] ایک قرآن [illegible] تعلیم معانی و اصول [illegible] مبنی
کیا ہے [illegible] حقیقت [illegible] بلکہ [illegible] اقوال [illegible] روایات و اجماع تمام
ٹھیرائے [illegible] قرآن شریف کا [illegible] الفاظ و ترتیب موجودہ کے قائم رکھنا نہایت مشکل
ہے [illegible] کیا اور حلال و حرام کے احکام کا استخراج کیا جیسے ہر مسئلہ میں آیات
قرآنی [illegible] طرف رجوع لاوینگے ارشاد ہوگا کہ قطعی الصدور
کوئی بھی حدیث نہیں ہے جب اجماع امت کی طرف ہم لوگ چلینگے تو حکم ہوگا کہ اجماع
کا [illegible] اجماع [illegible] کوئی شخص اختلاف کرے سو وہ تحقیر
[illegible] سے واضح ہوتا ہے اور احکام معاد جنکا خوف ہر مسلمان کو

وہ تو تہذیب الاخلاق کی بدولت ایسے واہیات ٹھہرے ہین کہ جاہلون کے ڈرانے کیواسطے
بنائے گئے ہین جنت اگر حقیقت پر محمول ہو تو رنڈیون کا چکلہ ہے اور حورین کشمیر کی کسبیان
ہین تو شہر ثانی واندلس لاثانی بنجانے پر اور موجد دین ٹھہرنے پر افتخار ہے مسلمانون کی صورت
اور وضع اور اخلاق وعلوم وزہد وعبادت وپیری ومریدی ونشست وبرخاست وتمام حالات
پر سب وشتم کی بوچھار ہے غور کیجیے تو دین اسلام مین حضرت اعلی نے کیا باقی رکھہ چھوڑا ہے
اور آئندہ حالا جانے کیا کیا ہوتا ہے ابتدا سے انتہا تک تہذیب الاخلاق کی سب تقریرونکو
تدبر وتعمق کے ساتھ سوچکر دیکھیے اور اون سبکے نتائج کو جمع کیجیے تب معلوم ہوجایگا کہ حضرت
کیا چاہتے ہین اور اس بہروسہ پر نہ رہنا کہ کہین کہین محرمات شرعیہ سے اجتناب رکھتا ہے
ارشاد ہوا ہے یا صرف نماز روزہ کے جواز کا فتوی ہی لکھدیا ہے کیونکہ محرمات شرعیہ سے
اجتناب کا تعین جسوقت بحث مین آئیگا اوسوقت سارا ملمع کہل جایگا قرآن تو خود ہی ظاہر پر
محمول نہین ہے نعمای جنت وحالات دوزخ سے زیادہ کیا تصریح ہوگی اوسکو کسنے مانا ہی
جو کسی دوسرے حکم حرام وحلال کے اثبات کا حوصلہ رہیگا باقی رہی حدیث سو قطعی الصدور
ٹھہرنا کسی حدیث کا ممکن ہی نہ رہا رہ گیا جواز وہ تو عقلی ہے اور حسن وقبح اشیاء کا جب عقلی
ہے تو نیچرل انسٹ صاحبون سے پوچھتے پہر کیجیے کہ آپ لوگ کسی چیز کو جو مفید بدن انسان ہو
حرام جانتے ہین یا نہین جیسا کہ کمیٹی سے حکم ہوا کریگا چاہو مان لیجیو چاہو پہر بھی جلسہ آئندہ کے
منتظر رہنا علی ہذا القیاس نماز فرض کی ترکیب وتعین کو سمجہ لو اوس قسم کی نماز نہ سمجھنا جسے تہذیب
یافتہ تو ہین ہمکو حقارت سے دیکھین جنکی خاطر تمام دین وایمان کو سلام کرکے رخصت ہونے
آئے ہو بلکہ وہ ہی نماز ہوگی جو روحانی تربیت سے متعلق ہے ایسا ہی روزہ کا حال ہے اور
زکوۃ تو خود ہی حضرت نے اپنی ایک تقریر مین اڑا دی ہے اور حج تو کسی طرح جائز ہی نہوگا
وہان تو بہت باتین قبیح موجود سمجھی گئی ہین اسی واسطے ایک تقریر مین صرف نماز روزہ کی قید
لگادی ہے زکوۃ اور حج کو اوڑا دیا ہے اور بالفرض وہ بھی فرض ہون مگر اونکی تفصیل مسائل
کا ہرگز ثبوت ممکن نہین ہے خیر یہ تو سب کچہ ہے ذرا حضرت انسان کی ہدایت کا حال سنیے کہ علوم
جدیدہ کے ذریعہ سے جنکے مقابلہ مین قرآن ہی حجت نہین ہے کیا تحقیق کیا گیا ہے کتاب

ڈسنٹ آف مین جو لفٹنٹ داروان صاحب کی ہے اور اوسمین علم طبعی متعلق حیوانات
کا ذکر ہے اوسمین لکھا ہے کہ آدمی پہلے جانور تہا بندر اور لنگور سے صورت بدلتے بدلتے
انسان ہوگیا ہے اسی واسطے ہمارے جناب نیچرل انسٹ نے پہلے سے تمہید شروع کردی
ہے یعنے سرگذشت آدم مین حضرت آدم کا پایا جاتا دنیا کے جانور ونمین اور اونمین ہیں
رہنا لسنا بڑا ہونا ارشاد ہوا ہے ایک کنایہ سی نیز العریج کا کام نکالا ہے یہ تو قصہ نیچریہ قوای
ملکی وبہیمیہ کا اسواسطے نکالا ہے کہ شیطان کے خوف سے لوگ یہ نہ سمجہین کہ مذہب حق کا سر
کرنا خطرہ شیطانی ہوگا ورنہ کیا استعدر خود حضور عالی نہین سمجہین ہین کہ کسی کتاب علم حکمت
وشریعت مین کوئی قوت ایسی نہین مذکور ہے جو روح کی اطاعت نہ کرے اور دشمنی نفس
انسان سے رکہتی ہو اور نفس انسان اوسکا دشمن ہو اور سوای وسوسہ فاسدہ دلون میں
ڈالنے کے اوسکا اور کچہ کام نہو پہلے تو تبیین الکلام کی تصنیف کے وقت قوای بہیمیہ کو
بصیغہ جمع شیطان ٹہرایا تہا اب اچہا خاصا ایک بلبیس آدم کے جسم مین قائم کردیا اور اوسکے
نام کی قوت بہی پیدا کردی قطع نظر قرآن وحدیث کے بڑا وثوق اعتماد در سوخ عقیدت
جناب عالی کو مسٹر ایدلسن کے اسپکٹیٹر پر ہے جسکی مماثلت تہذیب الاخلاق کے ساتہ قائم
کر کے افتخار ہو رہا ہے حالانکہ اوسکا بہی کوئی قول ایسا نہین لکہا جس سے قوت مخترعہ جناب
کا ثبوت دیکہا جاتا مین نے جہانتک غور کیا اسیقدر قول حکما کا پایا کہ انسان مین دو قسم کی قوتیں
ہین شریفہ ورزیلہ اول کو ملکیہ دوسری کو بہیمیہ کہتے ہین کیونکہ قسم ثانی مشترک ہے درمیان
حیوانات اور انسان کے مگر کوئی یہ نہین کہتا کہ قوای بہیمیہ عداوت روح سے رکہتی ہین
یا اونمین سے کوئی قوت خاص وسوسہ اور مخالف روح کی ہے بلکہ قوای مذکور کی حفاظت کرنا
اور اونکے غوائلہ سے بقای زندگی اور اونکو خیر خواہ طبیعت جانتے ہین اور اونکو بمنزلہ ایک روح
انسان کی سمجتی ہین علی ہذا القیاس بعض علماء اہل اسلام کا بہی قول ہے کسی محقق نے
کوئی قوت موافق ایجاد جناب عالی کے ثابت نہین کی ہے اور ہم پہلے یہ لکہہ چکے ہین اور
بیان کرتے ہین کہ صوفیہ کرام جو اپنے ہی نفس کو اپنا دشمن اور بمنزلہ شیطان سمجہتے ہین اوسکی یہی
وجہ ہے کہ وہ لذت دنیاوی کی طرف میل کر کے خدا کی یاد سے کبہی غافل ہونے پر راضی

ہوجاتا ہے لہذا نفس کشی پر آمادہ رہتے ہین کوئی صوفی محقق ہی جو دابلیس حقیقی کا منکر نہین ہے جسکا ذکر
قرآن شریف مین آیا ہے اور ۱۸۸۵ء مین نے اسکیلچر مین ایک تقریر نمبر ۲۰ بہ دیکھی اوسکا بہی حاصل مطلب یہ ہے
کہ نیچر نہایت عمدہ ہے سقراط کا مدار غور و فکر کا اوسی پر تہا اعمال ذمیمہ جو انسان سے سرزد ہوتی ہین
وہ سب عقل کے کام نہین ہوتے ہین بلکہ نیتین سے ظہور مین آتی ہین یعنی جوش اور امنگ
سے اوسکو عقل کے ساتھ وہ نسبت ہے جو جہاز کو ہوا کے ساتھ ہی یعنی عقل کو اوبھارتا ہے اور
اوسکو اکثر برباد بھی کردیتا ہی اور کبھی عقل کو اوس سے مدد ملتی ہے کبھی خطرہ مین پڑجاتی ہے نیچر نے
انسان کو ایک سلسلہ متوسطہ بین الملائک البہائم مین قائم کیا ہے انسان کی ترکیب روح اور
جسم سے ہے اوسمین ہمیشہ تنازع قوای غضبیہ کے قائم رہتے ہین چونکہ انسان کبھی مائل طرف قوای
بہیمیہ کے کبھی جانب قوای ملکیہ کے ہوتا ہے لہذا ملقب بہ نیک و بد ہوتا ہے اگر محبت و رحم دلی
و خوش مزاجی اوسمین ہو تو وہ اثر قوای ملکیہ کا ہے اور اگر عداوت و سنگدلی وغیرہ غالب ہون
تو تاثیر قوای بہیمیہ کی ہے بعض حکمار قدیم کی یہ رای ہے کہ چونکہ انسان اس زندگی مین قوای بہیمیہ
اور ملکیہ کا تابع ہوتا ہے پس جسطرح سے اوسکا میلان اس زندگی مین زیادہ ہوگا بعد موت کے
وہ بھی ایک یا دوسرا ہوجاویگا یہ خیال کرنا زیبا ہوگا کہ جو حیوانات ہم دیکھتے ہین وہ پہلے انسان
بخیل یا متکبر وغیرہ تھے اصلیت قوای بہیمیہ کی ہر شخص مین ہے گو اوسکا اثر بعض موانع سے نہو مگر
تخم اصلیت کا موجود ہے لہذا تہوڑی تحریک سے ظہور ہوجاتا ہے مین نے ایک اچھے نہیبی شخص کا
حال سنا ہے کہ اوسنے بکری کے دودہ سے پرورش پائی تہی اور خلوت مین اوچہل کود کیا کرتا تہا
الی قولہ مگر خبردار رہنا چاہیے کہ اس قوت کو ایسا کمزور نکردو کہ ضرورت احتیاط کی جاتی رہی کیونکہ
قوت مدرکہ نہایت سست ہے وہ خود اپنا کام نہین کرسکتی ہے اوسکو حرکت مین لانے کیواسطے قوای
غضبیہ ضروری ہین جو اوسکو کند ہونے سے باز رکہتی ہین یہ قوی درستی ذہن کیواسطے ایسی
ضروری ہین جیسے جسم کے واسطے روح حیوانی کی گردش ہے یہ ذہن کو کام مین آمادہ کرتی ہین
بغیر اونکے ذہن ہرگز اپنا کام انجام نہین کرسکتا ہے یہ قوی لوگون کے واسطے ایک چہوٹی روح ہین
ہمارے ساتھ پیدا ہوتی ہین ہمارے ساتھ مرجاتی ہین یہ قوی بعض اشخاص مین حلیم اور بعض
مین سرکش اور تند ہوتی ہین عقل اور نیتین مین ہم ایک مناسبت پاتے ہین پڑے بڑے

دہیمن لوگون مین اکثر ہمتین زیادہ اور جہوٹون مین کم ہوتا ہے جسمین وہ ہمتین تند نمو اوسکی جوانی کی
آگ بجہہ جاتی ہے اور اوسکے بڑے ہونے کی امید نہین ہے زور کا گہٹ جانا بڑا نقص ہے
لہذا ہمتین کی حفاظت کرنی چاہیے اوسکو بالکل بہبا دینا نہ چاہیے نہ بالکل اوسکے موافق کام
کرنا چاہیے اسکول مین طالب علمون پر زیادہ سختی کرنے سے ہمتین زائل ہو جاتا ہے ہمتین
کی بہی ترتیبی قلیل کو گوارا کرنا اور اوس کے خفظان کی اعانت کرنا ضرور ہے ورنہ عمدہ عمدہ بازہمتیں
کیونکر پیدا ہونگی الخ مختصراً و محصناً قدر الضرورۃ غور فرمایئے کہ قوای بہیمیہ خواہ ہمتین پر کیونکر ابلیس کی
تعریف صادق آتی جو آیات قرآنی مین مذکور ہے اور کیونکر کہا جائیگا کہ وہ مصداق اِنَّهُ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِينٌ
اور فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا وغیرہ آیات کا ہوسکتا ہے وہ تو بمنزلہ روح انسانی کی ہے اور کوئی قوت
ایسی نہین پائی گئی جسکی تعریف حضور والا نے لکہی ہے فتدبر علاوہ اسکے جب قوائی بہیمیہ
انسان کے ساتہ مرجاتے ہین تو آدم و حوا بہی انسانیت سے خارج نہ تہی اونکی قوت تا قیامت
زندہ نہین رہ سکتی حالانکہ ابلیس جسکا انکار سجدہ سے قرآن مین مذکور ہے اور جسنے آدم کو
اغوا کیا تا قیامت زندہ ہے اور ہمتین ایسی چیز ہے جو مخصوص واسطے قوای بہیمیہ کی نہین
ہے بلکہ قوای شریفہ کے جوش کو بہی ہمتین کہتے ہین مثل جوش رحم جوش سخاوت جوش
محبت وغیرہ لامحالہ قوت بہیمیہ ہرگز ابلیس نہین ہو سکتی اور سائنس مسلک نیچری بہی موافقت
ساتہ ہمارے جناب نیچرل اشٹ کے نہین رکہتے ہین ہان بعض قدمای فلاسفہ کا یہ قول
معلوم ہوا کہ وہ بعد مرنے انسان کی تناسخ کے قائل تہے اسکی تائید حضور معلے سے ابہی باقی رہگئی
ہے شاید انکار معاد کا اسی دن کے واسطے کنایہ اور اشارہ مین ہو رہا ہے مخفی نرہے کہ
ہمارے جناب عالی نے نیچرل تہیالجی کو مسلمانون کے دہہکانے کیواسطے رشی کا سانپ
بنا رکہا تہا وہ تو خوب معلوم ہوگیا اب یہ بہی بیان کرنا ہمکو ضرور ہے کہ نیچرل فلاسفی کو مذہب سے
بہی زیادہ یقینی خود ہی اپنی تحریرات مین تسلیم کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ وجود افلاک اور
سکون ارض او حصر عناصر اربعہ کا او مضمون مندرجہ تفسیر آیت کریمہ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ
مِن سُلَالَةٍ الخ خلاف علوم جدیدہ کے ہے مگر اسقدر عرض خاکسار کی بہی یاد رہے کہ انکار وجود افلاک کا
ہرگز یقینیات مین نہین ہے اور کوئی استحالہ عقلی ثابت نہین ہمیشہ آپس مین رای فلاسفہ

کی اونکی نسبت بدلتی رہتی ہے چنانچہ شرح ع رسالہ مین کسقدر لکھا گیا اور سکون ارض کے
باب مین کوئی آیت قرآن شریف مین نہین ہے اجزاء عناصر اربعہ کا عنصر وجود ہے ہان فلاسفہ قدیمہ
وجدیدہ مین کچھ بحث جاری ہے وہ ہماری بحث سے خارج ہے پھر بھی اسقدر عرض کیجاتی ہے
کہ اپنی کلام کو ساتہ براہین کے خود مدلل فرمائیے اور زیادہ مناسب کلام ہیچ تقلیدی ہی چھوڑ کر تقلید قومی پر بجا سے
سنی سنائی باتون سے الزام دینا اچھا نہین ہے جس مسئلہ علوم جدیدہ مین بحث کیجئے تو
اوسکی تحقیقات بیان کیجئے پھر اوسکا جواب دیجئے اس سے کام نہین چلتا ہے کہ فلان کتاب
نے ایسا خیال کیا ہے اور فلان حکیم نے یون کہا ہے کسی کتاب کی عبارت بھی نقل
کیجئے اور دلائل بھی ظاہر کر دیجئے افسوس ہے کہ اقوال علمای اہل اسلام بلکہ جمہور و اجماع
امت وکتاب وسنت کو تو کسی استناد کے قابل نہین سمجھتے ہو قیامت نظر آتا ہے مگر اقوال
اہل یوروپ پر اعتقاد جم جاتا ہے مع ذلک غیر مرکبات ایسا لکھا سوای عناصر اربعہ کے بیان تو
کیجئے کہ کیا کیا ہین اور کیا ثبوت اونکے وجود کا ہے کیسی مرکبات عناصر اربعہ کو تو آپنے
عنصریات مین داخل سمجھ لیا ہوا اور اپنا مشاہدہ جو حضور نے لکھا ہے کہ ابتداوان مین ہر
ہوسکا نطفے سے لیکر بچہ تک سینے دیکھے ہین عجب استدلال ہے معلوم نہین آپنے کیا دیکھا
ہے اور کیا سمجھا ہے کتب علم تشریح کے مضامین کا حوالہ دیجئے ورنہ اس قسم کے استدلال
سے ہمکو معاف کیجئے جب حضور متعلق کسی مسئلہ علوم جدیدہ مین بحث کا ارادہ رکھیں اپنے کلام
کو ناتمام اور غیر مدلل نہ چھوڑیں ورنہ مجرد خیالات حضور کے اہل اسلام کی نظر مین کچھ وقعت نرکھینگا
ہمنے مانا کہ جناب بھی نیچرل اسٹ ہین مگر یہ تو ارشاد فرمائیے کہ معجزات انبیاء کے باب مین جناب
عالی کا کیا اعتقاد ہے اور قیامت کا آنا اور تمام نظام عالم کا فنا ہو جانا کس قاعدہ نیچر کے موافق
ہے اور یہ بھی فرض کیا کہ خدا کو آپنے ایک علت اول مانکر مگر علت اول کو غلطی پر سمجھنا گا
یا اونکو ملحد جانا ہوگا نیچرل اسٹ حکما مین بھی بعض کا یہ قول ہے کہ علت اول کا وجود ضروری
ہے تو بھی فنا ہو جانا تمام نیچر کا کس دلیل سے حضور نے سمجھا ہے اور اگر نیچر مین یہ بات
جائز ہے کہ اوسکے خلاف بھی ظہور مین آتا ہے یا ماسوای مادیات و محسوسات کے غیر محسوسات
پر بھی یقین لانا درست ہے تو وجود ابلیس کی بحث بیفائدہ ہے اور مجکو یہ بھی سمجھا دیجیے کہ

کہ وجود خارجی ملائکہ کا نیچرل کے کس قاعدہ سے مطابقت رکہتا ہے اور حضور کی تحقیق اس باب مین کیا ہے
کہ بذریعہ نیچرل کے علم انسانی ختم ہو گیا ہے یا آیندہ اسرار نیچر کے کہلتے جاتے ہین اگر شق اخیر صحیح ہے
تو مخبر صادق کی تکذیب کی کوئی وجہ نہین ہے نظر بر حقیقت معنی قرآن و حدیث مین ہو سکتا ہے اور
میرا یہی سوال ہے کہ انسان کی پیدائش کی ابتدا اور تمام کیفیت اوسکی نیچرل کی کس کتاب سے
جناب نے تحقیق کی ہے جو صاف دعوی کر دیا ہے کہ قرآن مین نیچر انسان کا بیان ہی مین بہت
مشتاق ہون کہ نیچر کی کتب سے مطابقت مضامین کی کر دیجیے اور کیا آپکے نیچرل تہا لجی امید تو
کی سکتی ہے کہ انبیا صاحب وحی تہے اگر تہے تو کیا دلیل اوسپر قائم ہے اور ختم ہو جانا نبوت کا حضرت
نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر نیچر کی کس اصول پر سمجہا گیا ہے یا حضور کو ختم رسالت سے بہی
انکار ہے اور جناب نے جو خطبات احمدیہ مین دعوی کیا ہے کہ جو مذہب موافق نیچر کے
نہو وہ غلط ہے لہذا میری یہ گذارش ہے کہ نیچر کے عقاید تو پہلے بیان کر دیجیے اور یہ بہی ضرور
ارشاد کیجیے کہ نیچرل اسٹ فلاسفہ مین باہم اختلافات اقوال ہین ہین یا نہین اگر ہین تو حضور کے
معتقد اور مسلم کون کون حکیم ہین اور کس کس کتاب نیچر پر حضور کو اطمینان ہے اور آپس کے
اختلافات نیچرل اسٹ صاحبون کا کیا علاج حضور نے سمجہا ہے خود ہی تحقیق کر لیا ہے یا وہ
وہی ایک شخص ملحد جو لندن مین حضور کا دوست تہا اور مسیح کے ذکر پر ہنستا تہا سب کچہ
اعتقاد درست کر گیا ہے اور جو قاعدہ تنقید منقولات کا حضور نے اسلام کے احادیث
و کتب سیر و اجتہادیات وغیرہ مین بڑے زور شور سے لکہا ہے اور اجتہادیات صحابہ کے
بیکار ٹہرائے ہین اور اشخاص جایز الخطا کے اتباع اور تقلید کا نام ظلمت اور ضلالت ٹہرایا
آیا وہ منقولات فلاسفہ و اقوال حکما کے باب مین بہی جاری ہے یا وہ لوگ خدا اور رسول
سے و صحابہ کرام سے زیادہ معتمد ہین کہ جس کتاب مین جو کچہ لکہا ہو یا جسکا منقولہ بیان ہو تو
وہ اسناد و صدق کہنے کے لائق سمجہا گیا ہے اور تبیین الکلام کی جلد اول مین واسطے تصدیق
ہر نسخہ انجیل کے جو قاعدہ جناب نے بیان فرمایا ہے اوسمین سلسلہ اسناد کیواسطے ضروری
نہ سمجہا گیا اور وہی قاعدہ کتب سیر اہل اسلام کے واسطے کیون نہین ارشاد ہوا اور بہی
مضبوط اعتقاد حضور کا کس اصول پر ہو گیا تہا و اتفاق جمہور اسلام و اجماع امت محمدیہ کو جو حضور نے

اسواسطے بیکار سمجھا ہے کہ اپنی متفقین وہم مشرب اشخاص کا اجماع کس لائق ہے اور جائز ہے
کہ غلط ہو مفید یقین نہین ہے اور آزادی رای کو بڑی دہوم دہام سے رونق دی ہے تا کہ کوئی
مسئلہ قطعیات مین نہ سمجھا جائے فرمائیے کہ اقوال فلاسفہ کے باب مین بہی وہ ہی قواعد شرعی ہین یا کچھ
اور قاعدہ ہے ہمکو اونکی مسلمات کو قطعی کر دکھائیے اور ممنون منت فرمائیے [illegible]
اور میری سمجھ مین نہین آیا کہ جناب والا نے دیباچہ خطبات احمدیہ مین شاہ ولی اللہ صاحب کے تین
قول درباب تکالیف شرعیہ کی نقل کر کے دو قول مردود اور ایک قول مقبول کیا سمجھ کر لکھا ہے
کیونکہ قول ثانی جو شروع صفحہ ۲۵ تہذیب اخلاق مین ہے اوسکا حاصل مقصود یہ تھا کہ خدا تعالے
نے اپنے بندونکو ایک حالت مرض کفر و عصیان و ارتکاب امور غیر مرضیہ مین مبتلا سمجھکر اپنی طرف سے
مع ادویہ انبیاء کو بطور طبیب حاذق کے بہیجا اور اونکو وہ علم دیا اور کتاب عنایت کی جو اوس
مرض سخت کے اسباب علامات و کیفیات حدوث و تدابیر دفع مرض و اصلاح سوء مزاج
عباد و تدابیر معالجہ جمیع اقسام و خواص ادویہ مرکبہ و مفردہ و مزاج و تاثیرات و بدل و منافع و مضار
و مقدار و تعینات اوقات استعمال ادویہ و تدبیر پرہیز و انتظام ستہ ضروریہ وغیرہ قواعد کے جامع ہے
اگر وہ مریض اوس طبیب کی طرف رجوع نہ لاوینگے اور اوسکی دوا نکرینگے تو خود ہلاکت مین
پڑینگے کیونکہ نافرمانی کا نتیجہ ہلاکت ہے اس قاعدہ سے کوئی اہل عقل انحراف نہین کر سکتا ہے
کیونکہ عقل انسان کی اگر بہت کام آوے تو وجود باریتعالی و وحدانیت و بعض اخلاق مناسب حال
انتظام معاشرت و تمدن و سیاست کو سمجھ سکتی ہے مگر ادراک تمام امور مرضیہ الہی کا اور طریقہ
نجات اخروی و احکام معاد وغیرہ فوائد کثیرہ کا عقلاً محال ہے اور کوئی نہین سمجھ سکتا تھا کہ
عبادت معبود حقیقی کی کس طریق پر مقبول ہے بلکہ بقول عباد مین اختلافات کثیر واقع ہوئے ہین
یہان تک کہ جو لوگ ضرورت بعثت انبیاء کے قائل نہین ابتک وجود باریتعالی و وحدانیت
و صفات باری و اخلاق انسانی مین بہی مختلف ہین حکماء نیچرل اسٹ کے حالات حالی و حال
کے زمانہ مین بہی وہ ہی کیفیت موجود ہے اور جمع ہونا تمام عباد مکلفین کا ایک سلسلہ اور
قاعدہ پر متعذر ہے جیسا کہ تجربہ سے ظاہر ہے لامحالہ کوئی صاحب شریعت والہام ایسا آنا چاہیے
کہ اس مرض اختلاف کے بہی دفع کرنیکا معالج ہو اور یہ بہی ظاہر ہے کہ مریض کو ضرورت طبیب

حاذق کی رہتی ہی کیونکہ وہ اپنی عقل سے اگر اپنا علاج خود ہی کرنے لگیگا تو ضرور غلطی واقع ہوگی اور
اگر ہر مریض خود ہی علم طب کو کما حقہ سمجہتا ہو تو دنیا مین بہی کسی طبیب کی حاجت نرہے بلکہ
ہر مریض طبیب سمجہا جاوے اور یہ محالات سے ہے اور احکام الہی کا عقل سے سمجہ لینا بغیر علم
انبیاء کے ممکن نہین ہے پہر جبکہ جملہ مریضون کا ادویہ کے نفع وضرر اور امراض کے رفع
ہونیکی تدابیر اور سبکا متفق ہونا طریقہ علاج واقعی پر متعذر ہے ایسی حالت مین جناب والا
کا یہ فرمانا کہ مین اسکو نہین مانتا اور پوچہتا ہون کہ دوا کا کرنا باعث نجات کا تہا یا مصاحب
کے حکم کا ماننا تہا اگر سب بے حکم مصاحب کے بہی وہ دوا کرتا تو نجات ضرور پاتا اسلیے کہ دوا سے
نجات پانا قدرت کا قانون تہا جو کسی طرح بدل نہین سکتا فقط نہایت حیرت انگیز ہے کیونکہ
بالبداہت ظاہر ہے کہ صرف دوا کا استعمال واسطے شفا کے کافی نہین ہوتا ہے جب تک
دونون باتین اختیار نکی جاوین یعنے طبیب جس امر کو منع کرے وہ ترک کیا جاوے اور
جسکا حکم دے وہ اختیار کیا جاوے اور جو دوا بتاوے وہ استعمال کیجاوے پس اوس سول
طبیب حاذق کا حکم ماننا اور اوسکی تجویز پر ہی مستعد ہونا اور اوسکے طریقہ علاج کو قبول کرنا
ضروری ہے کوئی مریض ایسا نہین ہے کہ وہ علم طب خود ہی جانتا ہی ہو اور خود ہی خواص ادویہ
و طریقہ استعمال سے واقف ہو ورنہ تمام عقلا انبیاء سے بے پرواہ ٹہرینگے حالانکہ ایسا کسی کا قول نہین ہے
نہ ممکنات عادیہ سے ہے اور جبکہ ایسا نہین ہے تو مریضون کو وہ دوا یعنی شرع مرضی الہی
کیونکر خود بخود دل سکتی ہے جس سے مرض کفر و عصیان دفع ہوجاتا آخر کسی نہ کسی ماہر فن سے
مریضون کو دوا لینی پڑتی اور جانتے ہے کہ اسی سبب سے تہا فات رائی بنانے والون کے مریض
کی مٹی خراب ہوتی پہر کیونکر وہ طبیب حاذق نہ سمجہا جاتا جسکا علم قطعی ہو اور علاج واقعی اور
وہ ہی ادویہ اور خواص ادویہ کے بہی بیان کرے اور اسکے ذریعہ سے شاگردون کو معلوم ہو
اور بالفرض کوئی دوا کسی کو عقلاء علوم تجربہ سے مگر تمام ادویہ و تدابیر علاج خود بخود کیونکر حاصل
ہوسکتی تہی وہ اوسی طبیب کا کام تہا کہ مریض کی تدابیر اور جملہ ادویہ کے خواص وطرق استعمال
بیان کرے آپکی تقریر سے نہ ضرورت بعثت انبیا کی باقی رہتی ہے نہ تعلیم شرائع کی بلکہ ہر ایک
فیلسوف نہین ہین ہر ایک کافر و مشرک و فاسق و فاجر انبیاء سے مستغنی قرار پاتا ہے جیسا کہ

منکرین انبیا کا گمان تہا کہ الہام کی ضرورت نہین ہے اور اپنا مذہب جو حضور نے یہ لکہا ہے کہ تہی
کی ایسی طبیب کی تمثیل ہے جو نہ تو خود کسی چیز کو امرت بناتا ہوا ور نہ کسیکو ہلاہل ٹہراتا ہو بلکہ ہر چیز
قدرت نے جو اثر رکہا ہے اوسیکو بتاتا ہوتا ہے کہ جو لوگ صحیح ہین اپنی حفظ صحت کے اصول
جانین اور جو بیمار ہین وہ حصول صحت کی دوا کو پہچانین اور مذہب بہ نسبت اسکے کہ صرف بیمار
علاجون ہی کے لیے ہو سب کے لیے عام ہوجاے الخ اور بعد اس تحریر کے یہ بہی ارشاد ہوا کہ
یہ مذہب قانون قدرت و کتاب و سنت کے موافق ہے خاکسار عرض کرتا ہے کہ حلت و حرمت
جملہ اشیا کی عقلی ہے یا شرعی اگر عقلی ہے تو اوسکو ثابت کیجیے ورنہ قبول کیجیے کہ شارع نے بعض اشیا کو امرت
اور ہلاہل ہی بتایا ہے کیا آپ غافل ہونگے کہ بلحاظ اختلاف اوقات و مصالح و حکمت الٰہیہ کے
بعض اشیا بعض انبیا کیوقت مین حلال اور بعض کے وقت مین حرام کیے گئے ہین اور یہہ تغیر
تبدیل ہوتی رہی ہے علی ہذا القیاس عبادات کا حال ہے ایسا ہی حال مریضون کا ہے کہ ہر
وقت کے مناسب استعمال ادویہ کا اور تدبیر علاج کی بدلنی پڑتی ہے بعض اوقات مین جو دوا
سم قاتل ہے اوسکو دوسری کسی وقت اور حالات مرض کے لحاظ سے طبیب حاذق امرت
ٹہرا دیتا ہے و کذا عکسہ اور صرف اثر بتا دینے سے ہر وقت اور ہر مریض کے حالات اور ہر زمانہ
کے فساد کا علاج ممکن نہین ہے مثلا تجربہ کے ذریعہ سے معلوم ہے کہ سنکہیا قاتل انسان زہر ہے
لاکن جائز ہے کہ اوسیکو ایک ایسے مرض مین دیا جاے اور اس تدبیر سے استعمال کیا جاے
کہ وہ امرت ہوجاے علاوہ اسکے ہم نہین تسلیم کرتے ہین کہ قبل بعثت انبیا کے یا بحالت
نہ مبعوث ہونے کسی نبی کے تمام عباد مرض سے خالی اور صحیح المزاج تہے یا ہوسکتے تہے خود
حفظ صحت کر سکتے بلکہ غایۃ الامر یہ کہا جائیگا کہ ایک مرض انکار وجود باریتعالی یا شرک سے حفظ
کر سکتی تہی لامرض ارتکاب امور نامرضیہ الٰہی کا علم ہی نہ تہا جو بذریعہ انبیا کے مرض ٹہرایا گیا
اور صاف صاف بتایا گیا دیکہو بہت آدمی ایسے ہین کہ بسبب ناواقفیت اقسام امراض کے
نہین جانتے ہین کہ بہت پہڑکنا چہرہ کا مقدمہ ہے لقوہ کا یا ہوا کی کیفیت مزاج ایسی ہوگئی ہے
کہ ضرور فلان قسم کا مرض خاص قسم کے امزجہ مین پیدا ہوگا تو وہ حفظ صحت خود نہین کرسکتے ہین
لامحالا کوئی طبیب حاذق اونکو پہلے سے تدابیر بتاتا ہے ٹہرانے کیواسطے آ جاتا ہے اور

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اخلاط مین فساد موجود ہو جاتا ہے اور مریض سہل سمجھتا ہے
بلکہ ناواقف ہوتا ہے حالانکہ وہ مریض ہی ایسی طرح عباد کا حال ہے کہ اپنے اوہام وظنون
سے کسی فعل کو حسن اور کسی کو قبیح سمجھتے تھے اور پھر بھی اتفاق آرا نہین ہوتا تو کیونکر مان لیا جاے
کہ ہر فعل کا حسن و قبیح ٹھہرانا اور اونکا مرضی و نامرضی الہی کا بتانا بذریعہ انبیا کے ضروری نہیں ہے
ورنہ لازم آتا ہے کہ کسی نبی کے وقت مین کوئی حکم شرعی تبدیل نہ کیا جاے کیونکہ ہر نبی بقول
آپ کے صرف تاثیرات ادویہ کا موافق قاعدہ عقلیہ نیچریہ کے بتانے والا ہے دیکھو سجدہ تحیت
کہ انبیاء سابقین کے زمانہ مین حرام نہ تھا اور شریعت محمدیہ صلعم مین حرام ہے یہ وہی ایک
دوا ہے کہ اب ہلاہل ہو گئی ہے اور سبت کے روز جو امر حرام تھے وہ اکثر اب حلال ہین توریت کو
قرآن شریف سے ملا کر دیکھیے کہ انبیاء نے ایک شے کو کبھی امرت اور کبھی ہلاہل ٹھہرایا ہے
یا نہین اور آپکے مسلہ نیچر کی مخالفت کتاب و سنت سے شاہ ولی اللہ نے خود ہی بیان کی
ہے اوس سے چشم پوشی کس واسطے اختیار فرمائی ہے مہربانی فرما کر کتاب و سنت سے اپنے
دعوی کو ثابت کیجیے اور حجۃ اللہ البالغہ کی تمام عبارت کو دیکھکر ارشاد فرمایئے کہ آپ کی
مقررات عقلیہ و تاویلات بعیدہ کو وہ کس خوبی سے رد چکے ہین اونکا جواب بھی تحریر فرمانا
مناسب ہے فافہم چونکہ آپ کا اعتقاد فلاسفہ کے عقول پر ہے اور نیچرل اشٹ اکثر انبیاء کے منکر
ہین اور بعضے اونکو بھی مثل ایک حکیم کے جانتے ہین لہذا آپ بھی ہمارے سید عالم صلعم
نیچرل اشٹ سمجھتے ہین اور خلاف نیچر کے جو قول قرآن و حدیث مین نظر آتا ہے اوسکو صاف
باطل کہنا خلاف مصلحت جانکر تاویلات بعیدہ سے ابطال کر دیتے ہین اور پھر بھی صاف
صاف فرماتے ہین کہ جو مذہب نیچرل کے خلاف ہو وہ باطل ہے سچ تو یہ ہے کہ حضور کی تحریرات
مین ہر ایک قول فلاسفہ کی تصدیق موجود ہے مگر کہین صاف صاف کہین در پردہ کنایہ
اور اشارہ مین ہے اور حضور کی بدولت وہی سامان نظر آتا ہے جو یوروپ مین ستر لاکھ
آدمی کا حال ہو گیا ہے ابھی تو قریب دس برس کے اجراے تہذیب الاخلاق کو گذرا ہے
نہیں آیندہ دیکھا چاہیے کہ کیا افادات تازہ ہوتے جاینگے اب حضور والا کی خدمت مین
نہایت ادب سے دست بستہ عرض کرتا ہے کہ آپ اپنے عقیدہ نیچریہ کیطرف دعوت

اہل اسلام کو مسلمات و اجماعیات و عقائد و حدیث و تفسیر و افادات ائمۂ دین سے باز رکھنا چاہتے
ہین تو یہ بھی صاف ارشاد فرما دیجیے کہ کس کس حدیث کو آپ مفید یقین سمجھتے ہین تاکہ باقی
احادیث سے انکار صریح آپکا معلوم ہو جاوے اور منجملہ عقائد کے صرف وجود باریتعالی و حکیم
فلسفی ہونا رسول صلعم کا آپ کے نزدیک سلام ہے جیسا کہ گول گول عبارت سے مترشح
ہے یا فرائض و واجبات و حلال و حرام بھی آپ کے نزدیک ثابت ہین اگر ثابت ہین
تو ہیئت مجموعی نماز کی اور تمام مسائل زکوٰۃ و صوم و حج کے حضور والا کے نزدیک مسلم ہین
یا نماز سے مراد کوئی ترکیب خاص ہے اور زکوٰۃ وغیرہ بھی قابل اصلاح ہین جب مسئلہ چارون
فرائض کا آپ تسلیم کرین اوسکی نسبت میرا وہی سوال ہے کہ آپ کے نزدیک کسر
اصول پر قطعی ٹھہرا ہے اور اوسکی نسبت کیون تاویلات و احتمالات کا انسداد کیا گیا ہے
آخر وہی احادیث ہین جن پر یقین کرنے کی آپنے کوئی راہ نہین رکھی ہے اور وہی
اجماع اشخاص جائز الخطا کا موجود ہے جو مسئلہ استغراق و وجود ابلیس مین تھا اور مسئلہ
رجم کا مسئلہ قائم تھا اور آپ نے سب کا فن سبکو اوڑا دیا اور قول مجتہدین و صحابہ و تابعین تو
آپ کے نزدیک محض واہیات ہے لہذا ضرور ہے کہ چارون فرائض کے وہ مسائل
لکھ دیجیے جنکی نسبت مرتبہ یقین کا بلحاظ اوس کل آزادی رای و تنقید احادیث وغیرہ کی حاصل
ہو سکے بعدہ اسیطرح حلت و حرمت اشیاء کی اگر کل نہین تو بعض ہی بیان کر کے اسطرح
ثابت کر دیجیے کہ آیت قرآنی مین تاویل نہو سکے اور آزادی رای کا اوسمین دخل نہو اور اگر حدیث
سے بھی حرمت کسی شے کی آپ کے نزدیک ثابت ہو تو اوس حدیث کو بھی اپنی اصول
سے مطابق کر کے قطعی کر دکھائیے نہ تو روایت بالمعنی ہونا احتمال غلطی فہم راوی کا ہو
نہ وہ نقص موجود ہون جو آپ نے بحث حدیث کی ارٹکل مین لکھے ہین اور اگر آپ مجبور ہون
تو پھر صاف لکھ دیجیے کہ ہمارے نزدیک سوای نام صلوۃ و زکوۃ و صوم و حج کے اور کچھ ثابت
نہین ہے علی ہذا القیاس حلال و حرام کی نسبت بیان صریح فرما دیجیے ایک مسلمان سخت
ایسے دھوکے مین پڑے ہین کہ حضور والا کے نزدیک نماز و روزہ حج زکوۃ بہیئت مروجہ
قطعی اور یقینی ثبوت سے فرض یا واجب ہے اور بعدہ مجکو یہ بھی سمجھا دیجیے کہ فرائض بدون

تو عقلاء نیچرل کے ذریعہ سے سمجھہ مین آنے مشکل ہین یہ چارون دوا طبیب حاذق مجرب اوق علیم نے
بطور اشارہ ارشاد فرمائی ہین یا دوا موجود تھی اوسکے استعمال سے خود ہی قاعدہ تجربہ سے شفا ہوگئی
تھی اور یہ اگمان یہ ہے کہ جناب الاہل اسلام کے ایمان کو اپنے ایک ارٹکل مین قطعی نہین
ٹھہراتے ہین بلکہ باعتبار منقولات کے اونکا ایمان لانا قرار دیکر الزام لگاتے ہین مگر خود حضور کے
ایمان کا جزء یا وثوقاً ان لینا محتاج برہان ہے اور ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے بلکہ عدم امکان وجود غیر
باری کا عقیدہ دوم سے صاف نہین پایا جاتا صرف عدم موجودگی مین گفتگو کی گئی ہے اور یہ امر بھی
ہنوز محل بحث مین ہے کہ موالید خواہ عناصر کا آخر تک پہونچکر جو اصلی مادہ ہر ایک کا باقی رہتا ہے
وہ ضرور ہے کہ ایک ہی علت سے ظہور مین آوے بلکہ استحالہ عقلی اصول نیچرل سے نکلتا ہے کیونکہ
علت واحد سے معلول واحد ہی قائم ہوسکیگا نہ متعدد اور کیونکر ثابت ہوسکتا ہے کہ تینون موالید
آخر مین واحد رہ جائینگے چنانچہ خود ہی حضور کی تقریر سے واحد رہ جانا یقینی نہین معلوم ہوتا ہے
رہ گیا تعلق کسی نسبت کا انمین وہ تو ذات موالید سے علیحدہ داخل صفات ہوگا اور صفات
موالید اوسی وقت تک مان لیے جائینگے جب تک تشخصات وصور نوعیہ کا اطلاق رہیگا مگر
بعد معدوم سمجھنے تمام تشخصات کے جب ایک ہی علت پر تمام کیا جانا فرض کیا جائیگا تو بجز ذات ایک ہی
کے موالید ثلثہ مین سے کچھہ نہ رہیگا پس ضرور ہے کہ ہر ایک کی علت اخیر جداگانہ ہو پھر کس طرح علت
اول کا افلاک کا ذات واحد باری تعالی پر آپ کے مذہب مین یقین کامل حاصل نہین ہوسکتا ہے
ہان احتمال کے طور پر اقرار ممکن ہے باقی رہی رسول اول تو اصول نیچر سے کیسے ایک احکام
سے بڑھ کر ہونگے ماننا جس قدر امور کا نام آپ کے نزدیک اسلام ہے اور وہ مجموعہ موجودہ
دار نہین ہے جو عقلا کے مانتے ہین اور اسقدر کی تعلیم کیواسطے بعثت انبیاء کی ضرورت نہ تھی
بلکہ عقلاء نیچرل اسکو سمجھا اور دوسرا باتفاق الہام ووحی ونبوت کی طرف رجوع کرنے سے بھی
دور رہا کئے ہین اور بالفرض [illegible] کی ضرورت بھی ہو مگر تمام انبیاء کیواسطے دلیل نبوت اور کچھہ
نہین ہے سوائے معجزہ کے اور معجزہ صریحاً خلاف نیچرل کے ہے یعنے آتش کا واسطے ابراہیم
کے [illegible] ہونا اور موسیٰ کی لکڑی کا سانپ بن جانا اور آسمان سے سوا سے
پانی [illegible] وشبنم وغیرہ معمولات کے دوسری چیزونکا برسنا اور ہوا وطیور کا سلیمانؑ کے حکم

تابع ہوجانا اور جانورونکا کلام کرنا اور پتھر مین سے ناقہ کا پیدا ہونا اور مردہ کا جی اوٹھنا اور شق القمر
واقع ہونا اور تہوڑے سے کہانے کو بہت سے اشخاص کا سیر ہو کر کہانا
اور پہر اوسکا بدستور باقی رہجانا وغیر ذلک من المعجزات کوئی حکیم نیچرل است ہرگز تسلیم نہین کر سکتا ہے
کیونکہ خلاف قانون فطرت ہے اور جو مذہب خلاف قانون فطرت و قواعد قدرت ہو وہ
آپ کے نزدیک باطل ہے لامحالہ نبوت پر ایمان لانا آپکا یا تو بلا دلیل اور غیر قطعی تقلیداً ہوگا
یا بالکل نہوگا اور جب نبی کی یہ کیفیت ہے کہ وہ حشر اجساد و فنائی انتظام عالم وغیر محسوسات
وغیر مسلمات فلاسفہ امور معاد مین سکہاتے تھے تو اونکا خود ہی مذہب اصول جناب صحیح نہوگا
یہ حال تو آپ کے اقرار خدا و رسول و عذاب ثواب و حلت و حرمت اشیاء و فرائض و اجبات
کا ہے پہر آپ کس دین کیطرف دعوت کر رہے ہین اور بفائدہ پردہ اسلام مین کتاب و سنت کا
کیون نام لیکر عوام کو شبہ مین ڈالدیا ہے جبتک آپ کے اصول و فروع ملت نیچریہ کا حال
اہل اسلام کو معلوم نہ تہا ہو کہ کیا ہے تہے تک اب راسوچ سمجہا ہمارے اصول و فروع
بحث کرنی چاہیے اور جب تک کسی دعوی کو برہان سے ثابت نہ کیجیے ہرگز اقوال اشخاص
جائز الخطا کا حوالہ نہ دیجیے ورنہ یہ کہنا پڑیگا کہ ابتک حضور کسی ایک مذہب پر یقین نہین رکہتے بلکہ
وہی حالت باقی ہے جو پرچہ پندرہوین ذیحجہ سنہ ۱۲۹۳ ہجری کا مین آپ نے لکہا ہے کہ میری
عمر مین ایک زمانہ ایسا گذرا کہ تہوڑی دیر کے لیے مین نے خیال کیا کہ شاید جینی مذہب صحیح ہے،
الی قولہ اور مصر کی سیر مین مجہپر ایک ایسا زمانہ گذرا کہ تہوڑی دیر کے لیے مین نے خیال کیا
کہ شاید عیسائی مذہب حق ہے کیونکہ ہر مقام پر جو خوبی عزت اور برکت خدا نے عیسائیون کو
دی ہے وہ اور کسی کو نہین دی بالفعل کمترین عرض کرتا ہے کہ اسقدر اور بہی فرمانا ضرور تہا
کہ پہر ستر لاکہ ملحدونکا حال لندن مین سنا اور بعض سے ملاقات اور دوستی ہوگئی اور
اونکے مقولات پر دل جم گیا تو یقین ہوگیا کہ مذہب نیچرل تہیا لجی حق ہے اور ابتک وہی بر
قرار ہے مگر پہر بہی خاکسار یہ امید رکہتا ہے کہ جب مذہب کے باب مین حضور کی ایسی
طبیعت واقع ہوئی ہے کہ بہت جلد انقلاب ہوجاتا ہے تو کیا عجب ہے کہ میرے اس رسالہ
کی تالیف مین سعی مشکور ہو اور حضور والا انصاف کیکے تابع معقول ہو کر ہمارے دین

اسلام کو بساتہ تمام اصول کے اور مع اکثر فروع کے قبول کرلین خدا سے میری تو یہی دعا ہے
کہ ایسا ہی ظہور مین آوے آمین یا ارحم الراحمین **خاتمہ** آب مین اپنے بہائی مسلمانون کی
خدمت مین عرض کرتا ہون کہ ہمارا دین اسلام مثل اوس چراغ کے ہے جسپر ہزارون پرندے
گرتے ہین اور بجہانے کا قصد کرتے ہین مگر آپ ہی جل مرتے ہین فلاسفہ اور ملاحدہ اور زنادقہ
اور فرق ضالہ نے ہمیشہ چاہا کہ اسکے اصول و فروع کو مٹا دین مگر الحق یعلو ولا یعلی اب تک بدستور
قائم ہے اور انشاء اللہ تا قیامت قائم رہے گا مگر پہر بہی فی زماننا علوم دینی کی تکمیل بنسبت
سابق کے کم رہگئی ہے اور ایسی وجہ سے اکثر اہل اسلام اپنی کتب سے ناواقف ہوتے
جاتے ہین لہذا جب کوئی تقریر کسی مخالف مذہب کی سنتے ہین بمقتضائے بشریت گبہرا جاتے ہین اب یہ وقت
پرآشوب وہ ہی آگیا ہے جسمین ضرور ہے کہ کتاب و سنت و اجماع امت و صراط مستقیم شریعت
و سواد اعظم پر عمل کرنے مین کوشش بلیغ رہی اور علما جو وارث انبیا کہلاتے ہین اور [illegible]
وقت پر آفات جدیدہ کی تقویت اسلام و تائید دین فرماتے ہین ہدایت امت مرحومہ مین
زیادہ سعی کرتے ہین ایسا نہو کہ تہوڑی سی غفلت مین کوئی فاسد العقیدہ ہوجاوے اور خدا
رسول کے سامنے منہ دکہانے کی جگہ نرہے ای بہائیو سیدہی بات یاد رکہو کہ کرورہا
علما مفسرین محدثین مجتہدین و مرشدین اب تک گذرے سبکا طریقہ اعتقاد یہی قرآن
و حدیث و اجماع امت اتباع سواد اعظم رہا اور اسی پر قائم رہنے کی تاکید قرآن و احادیث
صحیحہ مین وارد ہے کیا کوئی عاقل خیال بہی کرسکتا ہے کہ تمام امت مرحومہ جو بارہ سو برس تک
گذری ہوئی ہے سب کے سب معاذ اللہ ضلال اور مضل اور ظلمت اور جہالت و فساد عقیدت
مین گرفتار ہے نعوذ باللہ من ذلک ہماری یہ دعا ہے کہ ہمکو اپنے اکابر دین کے ساتہ قیامت کی روز خدا تعالی
اوٹہاوے فاطر السموات والارض انت ولیی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی
بالصالحین [illegible] شیطان رجیم کے پیچہے پڑا ہے اور عبادات الہی سے ہمکو باز رکہنا
چاہتا ہے [illegible] کی [illegible] اتباع سنت و التزام شریعت سے
[illegible] فساد عقائد سے ہوشیار رہو جس روز احکم الحاکمین کے سامنے کہڑا
ہونا ہے [illegible] سنت پر عمل کرنے سے نجات ہے نہ تو اوس روز سقراط و ارسطو بچاوینگے

آوینگے نہ مسئلہ علم و حکمت کے پوچھے جاوینگے وہی عمل خیر کام آویگا جو زمانہ شہود بالخیر
اتبک مسلمات اہل اسلام سے چلا آتا ہے ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے بیماری روح
علاج کے واسطے بڑا قانون حکمت حقیقی الٰہی کا قرآن شریف چھوڑ گئے ہین اور اسکی
بڑی شرح اپنی احادیث سے عنایت فرما گئے ہین ہمکو فلاسفہ و ملاحدہ کی حکمت سے امید
نجات آخروی رکہنے کی کوئی وجہ نہین ہے اسی بملاحظہ مین نے درد دینی سے اور تمہاری
خیرخواہی سے حق کو باطل سے جدا کر دیا اور صاف صاف سمجہا دیا ہے کہ غلطی مین پڑ کر
فساد عقائد و ضعف ایمان سے بچو حب جاہ و دنیا طلبی کے واسطے مذہب اسلام کو برباد
نکرو یہ اسوقت کام ہے تو بعد اسکے جو زمانہ آویگا اوسی پر الزام ہے جس وقت یہ جہوٹے
علما کی باتین نہ رہین گی اور زمانہ آئندہ کا نیک بنیاد دیکہو گے تو فقیر کی یہ نصیحت بہی یاد کرو گے
اور یہ میری ہمدردی و خیرخواہی دینی کسی وقت تو ضرور یاد آویگی انشاء اللہ تعالیٰ و آخر دعوٰنا
أن الحمد لله رب العالمين ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

قطعہ تاریخ رشحۂ قلم اعجاز رقم محمد صفدر حسین صاحب ناظر تخلص

چو تصنیف مولانا علی بخش | گزند او تا ابد دین ہر آن باد
چو شد مطبوع ناظر گفت تاریخ | شہاب ثاقب شیطان باد

قطعہ تاریخ کتاب شہاب ثاقب از نتائج افکار عالی مولوی غلام محمد صاحب
بخش ایڈیٹر اودہ اخبار

ہزار شکر کہ روشن ہے ملت اسلام | ابہی ہے ہند مین باقی مسند اسلام
جناب مولوی علی بخش افضل العلما | کہ جنکی ذات سے قائم ہے ملت اسلام
ہوا [illegible] سے ہے رحم [illegible] | کہ کس طرح ہے لکہا [illegible] اسلام
[illegible] | [illegible] اسلام

فلاسفہ سے یہی مطلب نہ کچھ غرض ہے
ادھی تو چاہیے تقلید سنت اسلام

لکھی کتاب اونھون نے ہی کیا آپ تو
سمجھا ہے کہتے اگر اوسکو حجت اسلام

یقین ہے اونکو بھی آتے تقلید ایسی ہو کو
سلام کرتے ہین جو بعض حضرت اسلام

سکے ہے عام جنہین نہ تعلیم عرض
خدا کرے کہ اونھین سے ہدایت اسلام

فروغ پائی نہ کیون یہ کتاب عالم مین
سے ہے واقعی سبب فخر و عظمت اسلام

یہی خیال تھا تاریخ کا کہ کیا لکھئے ؛
فزون ہو جس سے زمانہ مین سطوت اسلام

کہا یہ دل نے رقم کر یہ مصرع سال
کتاب الوزیر حمیت اسلام

۱۲۸۹ ہجری

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ کہ کتاب مستطاب شہاب ثاقب جسکے مصنف مولانا بالفضل و الکمال اولانا حضرت مولوی محمد علی بخش خان صاحب بہادر جج ماتحت گورکھپور مین ماہ جنوری ۱۸۷۳ عیسوی مین مطبع جناب منشی نول کشور صاحب مین تمام ہوئی یہ کتاب حضرت مولانا سید احمد خان بہادر سی ایس آئی جج ماتحت بنارس کے اون خیالات کے جواب مین ہے جنکو وقتاً فوقتاً مولانا ممدوح نے اخبار تہذیب الاخلاق مین چھپوایا چنانچہ وہ مضمون بھی اول اس کتاب مین نقل ہوکر بعدہ اوسپر حاشیے چڑھائے گئے ہین جو عام کے عقاید کے لیے نافع ہین و اللہ ولی التوفیق ؛

